ٗ پھر میں ہدایت پاگیا

مصنف

ڈاکٹر سید محمدحتیجانی سماوی

مترجم

حجہ .ۃ الاسلام مولا، ۱۰ روشن علی صاحب نجفی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدالله الذی هدانا الی سوآء الطریق والصلواۃ والسلام علی محمد وآله الذین المبشرین للجنّة والمنذرین من النّار الحریق واللعن الدائم علی اعدائهم الذین للجحیم حقیق امابعد

رحمت حق بہانہ می جوید کے بمصداق توفیق الٰہی کسی کے باپ کی میراث نہیں ہے خدا کس پر اور کب اپنی توفیق شامل کردے کچھ کہا نہیں جاسکتا اور یہ بالکل صحیح ہے کہ" الذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا " خلوص و تحقیق کی شرط و کے ساتھ نیز ب و ا بھی ضروری ہے ورنہ آدمی منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا ۔

بہت پرانی بات نہیں ہے ۔ اللہ کی دنیا میں ہر جگہ کچھ نہ کچھ حق پسند وتے ہیں آپ ا وگا کچھ مدت پہلے علامہ شیخ محمد مرعی الحلبی شیعہ وچکے تھے ار پھر انھوں اپنے بھائی شیخ احمد اطاکی کو بھی شیعہ کیا وادی کشمیر میں جناب مولانا خادم حسین صاحب تشیع اختیار کیا اور بڑی لگن سے خدمت کی اور کررہے ہیں ۔ ماضی قریب میں جناب سعید الرحمان صاحب مستبصر و کراسی راہ میں شہید وچکے ہیں اسی طرح برصغیر ہند و پاک کے مشہور عالم

جناب سید شاہد زعیم فاطمی طاب ثراہ تھے اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے افراد ہیں جنکا تذکرہ باعث طول ہوگا ۔

علامہ سید احمد التیجانی بھی انھیں خوش قسمت لوگوں میں ہیں جنھوں ذاتی تحقیق سے مذہب حق اختیار کیا ہے ، یوں تو مستبصر ہو کے بعد سبھوں کتابیں لکھی ہیں اور ان کا اردو میں ترجمہ بھی ہوچکا ہے ۔ مثلا "میں کیوں شیعہ ہوا ؟" تلاش منزل " "تذکرہ اھلبیت "وغیرہ مگر علامہ تیجانی کی کتاب حسن بیان ،لطافت استدلال عمق ب ، تحقیق و تفتیش کا بہترین مجموعہ ہے اس کا فارسی میں " آ ہ کہ ہدایت شرم"کے نام سے ترجمہ ہوچکا ہے ۔

محترم جناب از ماریان صاحب مجھ سے فرمایا کہ "ثم اھتدیت "کا اردو ترجمہ ہوجاتا تو بہتر تھا میرے مشاغل اجازت تو نہیں د رہے تھے ۔ لیکن اپنی بخشش کا ذریعہ سمجھکر ... جا کس طرح میں وقت نکال کر اس کو مکمل کیا ۔

آپ کتاب پڑھیں ے تو میری بات کی راقت کا اس کریں ے ۔ آخر میں اپنے محترم قارئین سے خواہش ہے کہ یوں کی نشاندہی ضرور کردیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کو اس سے بہتر طریقہ سے پیش کیاجاسکے ۔

روشن ۔ قم المقدسہ

انتساب

اس ناچیز خدمت کو

۔ ثامن الائمہ حضرت امام ں بن موسی الرضا لیہ السلام

کے

۔ نام معنون کر۔ تا وں

مترجم

میری زندگی کے مختصر لمحات

میری یادوں کی کڑیوں میں یہ بات ابھی تک بہت اچھی طرح سے محفوظ ہے کہ میری عمر یہی کوئی دس 10 سال کی رہی ہوگی جب ماہ مبارک رمضان میں میرے والد صاحب مجھے نماز تراویح کے لئے محلہ کی مسجد میں اپنے ساتھ لے گئے اور مجھے نمازیوں کی صف میں کھڑا کردیا فطری بات ہے لوگوں کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا ۔ چند دنوں سے یہ بات بھی سمجھ گیا تھا کہ میرے معلم کچھ اس طرح کے انتظامات کررکھے ہیں جس سے دو یا تین راتیں جماعت کے ساتھ نماز تراویح بھی پڑھ لوں ۔ویسے میری عادت یہ بن گئی تھی کہ محلہ کے ہم سن بچوں کو نماز جماعت پڑھاتا تھا ۔ اور اس انتظار میں رہا کرتا تھا کہ امام جماعت قرآن کے نصف آخر (یعنی سورہ مریم)تک پہونچے ۔

چونکہ میرے ابا جانی جنت مکانی کی دلی آرزو تھی کہ مدرسہ کے علاوہ گھر میں بھی راتوں کو بعض اوقات میں قرآن کی تعلیم حاصل کیا کروں جن میں مسجد جامع کے امام اقامت پذیر ہوئے تھے ۔ یہ امام جماعت نابینا تھے اور میرے رشتہ دار بھی تھے ۔ اور حافظ قرآن تھے ۔ اور میں نے اس کمسن وسال میں نصف قرآن حفظ کر لیا تھا جب عموما بچے غم دوراں اور غم جاناں سے بے فکر ہو کر زندگی کا سرمایہ کھیل کود کو سمجھتے ہیں ۔اس لئے میرے معلم نے اپنے فضل واجتہاد کا سکہ بٹھا نے کیلئے مجھے منتخب کیا اور مجھے تلاوت کے رکوع وغیرہ نہ صرف بتائے بلکہ بار بار پوچھ کر ذہن نشین بھی کرادیئے ۔۔۔۔اور پھر جب میں نماز جماعت وتلاوت کے امتحان میں اپنے والد ومعلم کی توقع سے کہیں زیادہ ممتاز نمبروں سے کامیاب ہوگیا تو لوگ مجھے پیار کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے اور میری تعریف کے ساتھ معلم کو شکریہ اور ابا جانی کو تبریک وتہنیت پیش کرنے لگے ۔اور سب یک زبان ہو کر کہہ رہے تھے ۔ یہ سب (شیخ صاحب کی برکتیں ہیں)

پھر کچھ دنوں میں میں نے بڑی ہنسی خوشی کے دن گزارے اور وہ مسرت آفریں لمحات میرے ذہن پر چھائے رہے ۔ کیونکہ میری زندگی کا یہ پہلا مسرت آگیں لمحہ تھا جس سے میں دوچار ہوا تھا جس کو بھلا نے پر میں قادر نہیں تھا ۔

میری شہرت وکامیابی کا ڈنکا میرے محلہ سے نکل کر پورے شہر میں بج رہا تھا ۔ اور رمضان المبارک کی ان متبرک راتوں میری زندگی پر ایک مذہبی چھاپ لگا دیا جس کے اثرات آج تک باقی ہیں کیونکہ جب بھی شاہراہ سے کوچے گلیاں سڑکیں نکل کر مجھے راستوں کے چکر میں الجھانا چاہتی ہیں ایک غیر مرئی طاقت مجھے کھینچ کر پھر شاہراہ پر پہونچا دیتی ہے اور جب کبھی مجھے اپنی شخصیت کے ضعف، ناتوانی اور زندگی کے بے مائگی کا احساس ہونے لگتا ہے میری یہی ((ماضی کی یادیں)) ان روحانی درجات تک مجھے بلند کردیتی ہیں اور میرے ضمیر میں ایک شعلۂ ایمان روشن کردیتی ہیں جس سے زندگی کی ذمہ داریوں کے سنبھالنے کا جذبہ پھر ابھر آتا ہے ۔

یہ وہی مسئولیت وذمہ داری کا بوجھ ہے جس کو میرے والد میرے کاندھے پر ڈالا تھا یا یوں کہوں کہ اس کھلنے رہے پن کے اندر میں امام جماعت کا بار جو میرے معلم میرے اوپر ڈالا تھا مجھے برابر ان کا احساس رہتا ہے کہ جس مقام تک میں پہونچنا چاہتا تھا وہاں تک نہ پہونچنے میں میری کمی ہے یا کم از کم جس منزل کا خواب ان بزرگوں دیکھا تھا اس تک نہ پہونچے میں میری اپنی کوتاہی ہے ۔

اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنا بچپنا اور جوانی نسبتاً بہت اچھی گزاری اس میں لہو اور عبث کا عنصر بھی تھا لیکن زیادہ تر تقلید اور اطلاع کا جذبہ غالب تھا پروردگار کی عنایت مجھے اپنے حفظ وامان میں لئے ہوئے تھی ۔ اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ متین اور خاموش گناہوں میں نہ ڈوبنے والا تھا ۔

یہ بھی کہتا چلوں کہ میری زندگی بنانے میں میری والدہ مرحومہ کا بہت بڑا ہاتھ ہے ۔ آنکھ کھولتے ہی نماز وطہارت کس طرح مجھے قرآن کریم کے چھوٹے چھوٹے سورے یاد کرائے ۔ بڑا بیٹا ہونے کے ناطے ضرورت سے زیادہ میرا خیال رکھتی تھیں حالانکہ اسی گھر میں ان کی ایک سوت مدتوں پہلے سے رہتی تھیں ان کی اولادیں میری والدہ مرحومہ کے ہم سن تھیں لیکن مرحومہ میری تعلیم وتربیت کرکے خود تسلی دے لیتی تھیں گویا کہ اپنی سوت اور شوہر کے لڑکوں سے مقابلہ کررہی ہوں ۔

کچھ اپنے نام کے بارے میں

میرا نام تیجانی رکھنے کی علت یہ ہوئی کہ سماوی خاندان میں اس لفظ کی بڑی اہمیت تھی ۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ جب الجزائر کی واپسی میں الشیخ سید احمد التیجانی کے لڑکے شہر قفصہ میں "دار السماوی" کے مہمان ہوئے اسی وقت سے شہر کی اکثریت اس طریقہ کو قبول کر لیا خصوصا علمی اور مالدار گھرانوں کے تمام افراد اسی طریقہ تیجانیہ کے حلقہ بگوش ہو گئے ۔ اور سماوی فیملی تو پوری کی پوری اسی طریقہ تیجانیہ پر کاربند ہو گئی اسی لئے میری والدہ مرحومہ نے میرا نام تیجانی رکھ دیا ۔ اور اپنے اسی نام کی وجہ سے میں "دارالسماوی" میں محبوب ہو گیا ۔ جس میں بیس 20 سے زیادہ خاندان آباد تھے اور یہاں سے باہر بھی میری شہرت ان تمام لوگوں میں ہو گئی ۔ جنکو طریقہ تیجانیہ سے محبت وعقیدت تھی اور یہی وجہ ہے کہ جس ماہ مبارک کی راتوں کا میں تذکرہ کیا ہے تمام نمازی میرے سر کا بوسہ لیتے تھے اور ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہتے جاتے تھے ۔"یہ سب الشیخ احمد التیجانی" کی برکتوں کا فیض ہے " اور سب لوگ میرے والد کو مبارکباد بھی پیش کررہے تھے ۔

ایک بات کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے کہ" طریقہ تیجانیہ " مغرب الجزائر ٹیونس ، لیبیا ،سوڈان ،مصر میں بہت ہی مشہور ہے اور اس کے ماننے والے ایک حد تک متعصب بھی ہیں ۔ یہ لوگ دوسرے اولیائے کرام کی زیارت نہیں کرتے ۔اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں سب نے ایک دوسرے سے سلسلہ وار اخذ علوم کیا ہے صرف الشیخ احمد التیجانی ایسے ولی ہیں جنھوں براہ راست رسول خدا سے اخذ کیا ہے ۔

حالانکہ شیخ کا زمانہ نبوت سے تیرہ سو 1300 سال کے بعد کا ہے ۔ نیز یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ الشیخ احمد التیجانی بیان کرتے تھے کہ رسول خدا عالم بیداری میں میرے پاس تشریف لائے تھے نہ کہ عالم خواب میں یہ اور یہ بھی کہتے ہیں وہ مکمل نماز جس کو ان کے شیخ نے تالیف کیا ہے وہ چالیس40

ختم قرآن سے افضل ہے ۔

ہم دائرہ اختیار سے خارج نہ ہوجائیں اس لئے تیجانیہ طریقہ کے ذکر کو یہیں پر ختم کرتے ہیں ۔ اور ان شااللہ اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ اس کا پھر ذکر کروں گا ۔

میں بھی دوسرے جوانوں کی طرح انھیں عقائد کو سینہ سے لگائے بچپنے کی دہلیز سے نکل کر جوانی کی منزل میں داخل ہوا ۔اورالحمداللہ ہم سب مسلمان ہیں اور اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔

اور مدینہ منورہ کے امام حضرت مالک بن انس کے مذہب کی پیروی کرتے ہیں البتہ اس میں التیجانیہ ،القادریہ ،الرحمانیہ ، السلامیہ، العیاویہ ، سلسلے موجود ہیں اور ہر ایک کے ماننے والے بھی ہیں اور ختم قرآن رسم ختنہ ،کامیابی ایفائے نذر وغیرہ کے سلسلے میں جو محفلیں برپا ہوتے ہیں ان میں ہر سلسلے کے قصائد ،اذکار ،اوراد پڑھے جاتے ہیں ان صوفی سلسلوں دینی شعائر اور اولیائے کرام وصالحین کے احترام کی بقاء میں بہت ہی اہم رول ادا کئے ہیں ۔

بیت اللہ

مکہ مکرّمہ میں" عرب لیگ اسلامک تحقیقاتی کمیٹی " کی پہلی منعقد ہونے والی کانفرس میں بطور مندوب شرکت کرنے کے لیے تیونس کی قومی تحقیقاتی کمیٹی " جمہوریہ تیونس " کے ان چھ شخصوں کے ساتھ میرے نام کی بھی منظوری دے دی جو مکہ کانفرس میں بحیثیت نمائندہ شرکت کے لئے جارہے تھے ۔ اس وقت میری عمر صرف سولہ 16 سال کی تھی اس لئے میں پورے وفد میں اپنے کو سب سے چھوٹا اور معمولی ثقافت والا سمجھ رہا تھا ۔ کیونکہ اس وفد کے ممبروں میں دو تومدارس کے مدیر تھے تیسرا دارالسنت میں استاد تھا ۔چوتھا صحافی تھا البتہ پانچویں کا نام تو میں نہیں جانتا ۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ اس وقت کے وزیر تربیت کا کوئی قریبی رشتہ دار تھا ۔

ہمارا سفر غیر مستقیم تھا ۔قفصہ سے روانہ ہوکر پہلے تو ہم یونان کے دار السنت (اثینا)(۱) پہونچے تین دن تک ہمارا وہاں قیام رہا وہاں سے عمان (حکومت اردن کا دار السنت)پہونچے یہاں ہم چاردن تک قیام کیا ۔وہاں سے ہم سعودیہ پہونچے جہاں ہم کانفرس میں شرکت کے ساتھ ۔ مناسک حج وعمرہ بھی بجا لائے گویا ہم خرما ہم ثواب ہوئے ۔

بیت اللہ الحرام میں پہلی مرتبہ داخل ہوتے ہوئے میرا شوق ۔ ناقابل تصور تھا دل کی دھڑکنوں کا عالم یہ تھا کہ جیسے پسلیوں کو توڑ کر دل اس " بیت عتیق" کو اپنے آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے جس کا مدتوں سے خواب دیکھتا رہا تھا۔ آنسوؤں کا وہ سیلاب امڈا تھا جس کے رکنے کا تو سوال ہی نہیں ،میں اپنے وجود کو اس میں ڈوبتا ہوا محسوس کررہا تھا ۔ اپنی قوت متخیلہ کا اسیر تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ جیسے ملائکہ مجھے اٹھائے حاجیوں کے اوپر سے کعبہ کی چھت پر لے گئے اور وہاں پہونچ کر میں تلبیہ پڑھ رہاں ہوں ۔

"لبیک اللّھم لبیک " یہ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے ۔

----

(۱)ایتھیس (ATHENS)

حجاج کرام کا تلبیہ ن کر میں اس نتیجے پر پہونچا کہ ان بیچاروں اپنی عمریں گزاردیں ۔ حج کی تیاری کرتے رہے ۔اسباب اکٹھا کرتے رہے مال جمع کرتے رہے ۔تب کہیں یہاں پہونچے ۔ن میں تو بغیر کسی تیاری کے دفعتاً یہاں آگیا مجھے اپنے باپ یاد آرہے تھے اور کہتے جاتے تھے ۔" اے بیٹا تم کو مبارک و مشیت الہیٰ یہی تھی کہ تم اس کمسنی میں حج سے شرفیاب ہو ۔ تم سیدی احمد التیجانی کے بیٹے و بیت اللہ میرے لئے دعا کرنا کہ خدا میری توبہ قبول کرلے اور مجھے بھی حج کی توفیق دے ۔

اسی لئے مجھے یہ گمان ہوا کہ رب کعبہ مجھے آوازدی ہے اس کی مخصوص عنایت مجھے اپنے دامن میں پناہ دی ہے اور اس مقام تک مجھے پہونچادیا جہاں تک پہونچنے کی حسرت وتمنا میں ان گنت لوگ موت کی آغوش میں سر رکھ کر ابدی نیند سوگئے ہیں ۔لہذا بھلا مجھ سے زیادہ تلبیہ کہنے کا حق کس کو ہے ؟ میری شیفتگی اور ہالہ ۔ پن کا عالم یہ تھا کہ نماز وطواف وسعی میں دل وجان سے مشغول و کے ساتھ بے تحاشا آب زمزم بھی پی رہا تھا جبل نور جبل رحمت کی طرف پہونچنے میں لوگ ایک دوسرے پر سبقت لے جا کی کوشش کررہے تھے اسی طرح جبل نور پر جو غار را ہے اس کے لئے بھی یہی کوشش تھی ۔چنانچہ عشق الہی میں سرشار میں بھی پہونچا اور صرف ایک سوڈانی جوان کے علاوہ مجھ سے پہلے کوئی نہیں پہونچ سکا ۔پہونچتے ہی میں لوٹنے لگا اور اس طرح جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں لوٹ رہا ہوں اور ان کے انفاس قدسیہ کا استشمام کررہا ہوں ۔ہائے وہ تصورات اور وہ یادیں جنھوں نے میرے دل ودماغ پر اتنا گہرا اثر چھوڑا ہے جس کا محو ہونا نقوش حجری کے مٹ جا نے سے زیادہ مشکل ہے ۔

خدا کا ایک خاص کرم یہ بھی تھا کہ وفود کے تمام لوگ جو مجھ سے ملتے تھے محبت کر نے لگتے تھے اور خط وکتابت کے لئے میرا پتہ مجھ سے لکھ لیتے تھے ۔ بلکہ خود میرے بعثہ (۱) کے لوگ جب ترتیب سفر کے لئے تیونس کے دارالسلطنت میں پہلی مرتبہ ملے تھے تو مجھے ذلیل نظروں سے دیکھ رہے تھے اور میں اس بات کو تاڑ

----

(۱):- بعثہ عربی میں اس کو کہتے ہیں جو لوگ حکومت کی طرف سے وفد کی شکل میں کہیں بھیجے جائیں ۔

یا تھا ۔ ۔ین جب سادھ لی تھی کیونکہ مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ شمال والے جنوب والوں کو حقارت کی نظ۔ر سے دیکھتے ہیں ۔اور ان کو پسماندہ خیال کرتے ہیں ۔ مگر۔ائے سفر کانفرنس ،اور حج میں ان کے نظریات کافی بدل گئے تھے اور اب وہ ل۔وگ ُبھی مجھ سے محبت کر ے تھے کیونکہ اسلامی دنیائے سے آئے وئے مختلف وفود کے سامنے م۔یں ان کے چہ۔رے روش۔ن کردیئے تھے ۔ اپنے حافظہ کے ُبھروسے پر یاد کئے اشعار ق ائد اور مختلف مقابلوں میں جیتے وئے ۔میرے انعامات ٹیونسی وف۔ر کی عزت بچالی تھی ۔

سعودیہ میں ہمارے قیام کی مدت 25دن تھی ان دنوں میں ہم لماء سے ملتے رہے ان کی تقریریں سنتے رہے اور میں بذات خ۔ود بعض وہابی عقیدوں سے ُبہت ۔زیادہ ۔ ۔اثر و چکا تھا ۔ اور یہ ۔میری دلی آرزو ھتی کہ کاش سارے مسلمان وہابی وتے اس مختصر سی مدت میں میں یہ ۔اور کر یا تھا کہ خداوند عالم "بیت الحرام " کی حفاظت کے لئے اس فرقہ کو منتخب کیا ہے اس لیئے یہ۔ لوگ ب سے ۔زیادہ الم ب سے ۔زیادہ پاک پاکیزہ ہیں روئے ارض پر ان کا کوئی مثیل ونظیر نہیں ہے ۔ خدا ان کو سیال ۔سو۔ ا دے کر مالدار ۔بنادیا ہے ۔۔اکہ یہ لوگ ضیوف الرحمان (یعنی حجاج کرام)کی خدمت کرسکیں ۔

*

فریضہ حج کی ادائگی کے بعد جب میں سعودی باس پہنے وئے ر پر عقال ۔باندھے وئے اپنے وطن مالوف پہنچا تو ۔می۔را ُبہ۔ت ہی شاندار استقبال کیاگیا ۔ اس استقبال کا اہتمام خود ا۔اجانی کیا تھا ۔ پورا سٹیشن لوگوں س چھلک رہا تھار کھوے سے کھ۔وا چھ۔ل رہاتھا۔ مجمع کے آے آے ڈھول ودف لئے وء الطریۃ۔ العیساویہ کے شیخ اور شیخ التیجانیہ شیخ القادریہ تھے ۔۔۔۔۔پھر یہ مجمع مجھے اپنے ساتھ لے کر شہر کی ڑکوں پر ز رہ تکبیر اور لا الہ الااللہ کے ز رے لگا وا چلا جب کسی مسجد سے یہ۔ مجم۔ع رگز۔۔ا تھ۔ا ت۔و تھوڑی دیر کے لئے اس کے دروازے پر مجھے کھڑا کر۔دیاجاتا تھا اور چاروں طرف سے لوگ مجھے بوسہ دینے کے لیئے ٹ۔وٹ پ۔ڑتے تھے ۔خصوصا ب ھے تو مجھے چومتے تھے اور بیت اللہ کی ۔زیارت اور قبر رسول صی اللہ لیہ وآلہ وسلم پر وق۔وف کے ش۔وق م۔یں ڈاڑ یں مار مار کر روتے تھے ۔ ان حضرات

اپنی زندگی میں اتنا کم ن ہ قفصہ ن ہ ـ نیر قفصہ کہیں بھی نہیں دیکھا تھا ـ

اس وقت میں اپنی زندگی کے سعید ترین ایام گزار رہاتھا ـ شہر کے شریف اور بڑے لوگ ہمارے گھر بارک باد ی ، سلام ودعا کے لئے آئے تھے ـ بہت سے خوش عقیدہ حضرات میرے والد کی موجودگی میں مجھ سے دعا کر اور فاتحہ پڑھنے کی خواہش بھی کر دیتے تھے جس سے کبھی تو مجھے شر ندگی وتی تھی اور کبھی میری ہمت بڑھتی تھی اور میری والدہ مرحومہ کا عالم یہ تھا کہ جب بھی زائرین گھر سے جاتے تھے وہ فورا حا روں کے شر سے بچا والے اور شیاطین کے کید کو دور کر وا لے تعویذات میرے گلے میں ڈالدیتی تھیں اور بخورات جلادیتی تھیں تاکہ میں ہر قسم کے شر سے محفوظ ر وں ـ اللہ رے ماں کی محبت ـ

ابا جانی جنت مکانی مسلسل تین راتوں تک مزارات تیجانیہ پر پڑھاوے پڑھاتے رہے اور روانہ ایک دنبہ ذبح کرکے لوگوں کو کھلاتے تھے ـ اور لوگوں کا عالم یہ تھا کہ چھوٹی سی چھوٹی باتوں کے بارے میں بڑی دلچسپی سے سوال کرتے تھے اور میں زیادہ تر سعودیوں کی تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا اور بتاتا تھا کہ ان لوگوں نشر اسلام اور مسلمانوں کی نصرت وحمایت کے لئے کیا کیا رکا نامے انجام دیئے ہیں ـ

شہر والوں میرا لقب "الحاج" رکھ دیا دیا تھا ـ جب بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا تھا ـ فورا لوگوں کے ذہنوں میں میرا تصور ابھرتا تھا ـ اس کے بعد تو میری شہرت دن دونی رات چوگنی بڑھتی گئی ـ مخصوصا دینی کمیٹیوں وغیرہ میں جیسے اخوان المسلمین اور اسی قسم کی دیگر جماعتیں ہیں ـ

اور پھر میرا یہ وطیرہ وگیا کہ کوچہ کوچہ گلیوں گلیوں خصوصا مسجدوں میں جاکر ضریح کا بوسہ دینے لکڑیوں کو چومنے سے لوگوں کو روکنے ا ـ اور اپنی ساری کوش اس بات پر صرف کرتا تھا کہ لوگوں کو قانع کردوں کہ یہ باتیں شرک ہیں رفتہ رفتہ جب اس میں کامیابی و لگی تو جمعہ کے دن امام کے خ بہ سے پہلے مسجدوں میں دینی دروس بھی کہنے ا ـ اور پھر میں "جامع ابی یعقوب "اور جامع کبیر" دونوں میں وقتا فوقتا جا ا ـ کیونکہ نماز جمعہ دونوں میں وتی تھی ـ اور یکشنبہ کو جو دروس کہتا تھا اس

میں اس کالج کے لڑکے بھی بکثرت شریک ہوتے تھے جس میں کتاب لوجی اور اقتصادیات کے درس دیا کرتا تھا چونکہ میں ان کے ذہنوں سے ان پر دوں کو ہٹادیا کرتا تھا جو ملحد قسم کے فلسفی اور مادی وکمیونسٹ اساتذہ ڈال دیا کرتے تھے اس لئے وہ تعجب و کے ساتھ ساتھ میرے احترام کے قائل ہوگئے تھے اور مجھ سے محبت کرنے لگے تھے۔ چنانچہ یہ طلاب بڑی بے چینی سے ان دروس کا انتظار کرتے تھے اور کچھ تو میرے گھر پر بھی آتے تھے کیونکہ میں خود بھی بعض دینی کتابوں کو زیر نظر رکھ کر باقاعدہ مطالعہ شروع کردیا تھا تاکہ مختلف پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات دے سکوں جس سال میں حج سے مشرف ہوا تھا نصف دین (شادی)تو حاصل ہی کر یا تھا کیونکہ والدہ مرحومہ کو اپنے مرنے سے پہلے میری شادی کردینے کی خواہش بہت زیادہ تھی۔ میری والدہ ہی نے اپنے شوہر کی تمام اولاد کی تعلیم وتربیت کی تھی اور سب کی دھوم دھام سے شادی رچائی تھی اس لئے ان کی دلی آرزو میرے بھی دولھابننے کی تھی۔ چنانچہ خداوند عالم نے انکی مراد پوری کردی کہ میں نے ان کے حکم کے مطابق ایسی لڑکی دوشیزہ سے شادی کی رضا مندی دیدی جس کو پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ میرے دونوں بڑے بیٹوں کی ولادت بھی ان کی زندگی میں ہوگئی اور انھوں نے دنیا کو اس عالم میں چھوڑا ہے کہ مجھ سے راضی تھیں۔ جی ایک دوسال قبل ابا جانی بھی داغ مفارقت دے چکے تھے۔ لیکن للہ الحمد کہ مرنے سے دوسال قبل حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوچکے تھے۔" اور توبہ نصوح "بھی کرچکے تھے۔

اسرائیل سے شکست کھانے کے بعد جب مسلمانوں اور خصوصا عربوں کے حصہ میں جو ذلت ورسوائی آئی اور عرب پوری دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ گئے تھے کہ طوفان کی طرح ایک جوان قائد انقلاب بنکر اٹھا جو صرف اسلام کی بات کرتا تھا لوگوں کو مسجدوں میں نماز پڑھاتا تھا اور جس نے لیبیا کے گلے سے غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دینے کے بعد قدس کی آزادی کا نعرہ دیا تھا۔ عربی اور اسلامی ممالک کے اکثر نواجوانوں کی طرح میرے دل میں بھی اس جوان سے ملاقات کا شدید جذبہ تھا۔ مزید اطلاع کی غرض سے ہم کو ایک ثقافتی دورہ پر مجبو کیا کہ لیبیا کو قریب سے

جاکر دیکھیں ۔چنانچہ ہم چالیس تعلیم یافتہ اور مثقف حضرات پر مشتمل ایک وفد انقلاب کے اوائل ہی میں منظم کر کے لیبیا کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے ۔اورجب وہاں سے پلٹے ہیں تو سب ہی کے دلوں میں امت عربیہ اور مسئلہ کے روشن مستقبل کے چراغ روشن تھے ۔ ان گزشتہ سالوں میں بعض دوستوں کے محبت بھرےخطوط آتے رہے جنھوں نے دوستوں کی ملاقات کے شوق کو تیز تر کردیا ۔اور پھر آخر کار چند دوستوں کے شدید اصرار پر جو اس سفر میں میرے ہمرکاب رہنا چاہتے تھے میں نے رخت سفر باندھ ہی لیا ۔اور ایک لمبے سفر کا پروگرام بنا ڈالا جو تین مہینوں کے شب وروز پر مشتمل تھا ۔اور طے ہوگیا کہ گرمیوں کی چھٹیاں بھی نذر سفر کردی جائیں اسی لئے تین ماہ کا سفر ہوگیا ۔ہمارا پروگرام یہ تھا کہ خشکی کے راستہ سے لیبیا پہونچا جائے وہاں سے مصر وہاں سے سمندری راستہ سے لبنان چلاجائے پھر سوریہ و اردن ہوتے ہوئے سعودیہ میں پڑاو ڈالا جائے سعودیہ کو پروگرام میں دومقصد کی وجہ سے شامل کیا تھا ایک تو عمرکرنا مقصود تھا اور دوسرے وہابیت کے نئے عہدوپیمان باندھنے تھے ۔ جس کی میں نوجوان طلباء اور مہاجرین میں آنے والے مسلمانوں اور "اخوان المسلمین "میں بھر پور ترویج کی تھی ۔

*

میرے شہر سے میری شہرت آس پاس کے دوسرے شہروں تک پہونچنے لگی کیونکہ جب کوئی مسافر نماز جمعہ میں شریک ہوتا تو میرے دروس میں بھی شرکت کرتا تھا ۔ اور واپس جا کر لوگوں کو بتاتا تھا ۔ ہوتے ہوتے یہ خبر "عاصمة الجرید" کے شہر توزر کے مشہور صوفی مسلک کے سربراہ شیخ اسماعیل ہادفی تک بھی پہونچ گئی ۔ یہ توزر کے مشہور شاعر ابو القاسم شابانی کا مولد بھی ہے ۔شیخ اسماعیل ہادفی کے مرید تمام ٹیونس کے شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں ۔بلکہ ٹیونس کے باہر فرانس وجرمنی تک منتشر ہیں ۔الشیخ اسماعیل ہادفی کے وہ وکلاء جو شہر قفصہ میں رہتے تھے انھوں نے مجھے بڑے لمبے چوڑے خطوط لکھے جن میں میرے ان مساعی جمیلہ کاشکریہ ادا کیا گیا تھا جو میں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمات کے لئے انجام دیئے تھے ۔اور مجھے یہ بھی بتا یا گیا تھا جو ان چیزوں سے ذرہ برابر تقرب

الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا جب تک یہ امور کسی شیخ عارف کے تحت نہ ہوں نیز ان کے یہاں ایک مشہور حدیث ہے اس کی طرف مجھے توجہ بھی کیا گیا تھا حدیث کا مفہوم یہ ہے "جس کا کوئی شیخ الطریقت نہ ہو اس کا شیخ شیطان ہوتا ہے"انھیں خطوط میں مجھے الشیخ اسماعیل ہادفی کی زیارت کی دعوت بھی دی گئی تھی اور یہ تاکید کی گئی تھی کہ تمہارے لئے ایک شیخ کا ہونا ضروری ہے ورنہ تمہارے پاس نصف علم ناقص ہے مجھے یہ بھی بشارت دی گئی تھی کہ صاحب الزمان (ان لوگوں کی مراد شیخ اسماعیل ہادفی ہے) مجھے تمام لوگوں کے درمیان خاص الخاص قرار دیا ہے ۔

اس خوشخبری سے میں جھوم اٹھا ۔خداوند عالم کی اس مخصوص عنایت پر میرا دل بھر آیا اور خوشی کے مارے میری آنکھوں ساون کا سماں پیش کردیا ۔اور میرے دامن ان موتیوں کو اپنے سینے میں چھپا یا کیونکہ خداوند عالم مسلسل بلند سے بلند تر مقام تک مجھے پہونچا رہا تھا کیونکہ میں اپنے ماضی کو سیدی الھادی الحفیان کے نقش قدم کا پیرو بنا تھا اس لئے کہ وہ شیخ وصوفی تھے ۔ ان کی بہت سی کرامتیں اور خوارق عادات چیزیں زبان زد خاص وعام تھیں ۔ اسی لئے (یعنی ان کی پیروی کی وجہ سے) میں ان کا عزیز ترین دوست تھا اسی طرح میں سیدی صالح سائح او رسیدی جیلانی وغیرہ کا پابند رہا جو معاصرین میں خود صاحب طریقت تھے چنانچہ میں سیدی اسماعیل کی ملاقات کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتا (آخر خدا خدا کرکے میری قسمت کا ستارہ چمکا اور ملاقات کی گھڑی آپہونچی) چنانچہ جب میں الشیخ کے گھر میں داخل ہوا تو بڑی حرص وحسرت سے لوگوں کے چہروں کو پہچاننے کی کوشش کرتا رہا ۔ پوری مجلس مریدوں سے کھچا کھچ بھری تھی جس میں ایسے ایسے مشائخ بھی تھے جو بہت ہی سفید قسم کے باس پہنے تھے ۔مراسم سلام وتحیت کے بعد شیخ اسماعیل قدوم میمنت لزوم فرمایا ان کے آتے ہی پورا مجمع ادب واحترام سے کھڑا ہوگیا اور لوگ ان کے دست مبارک کو بوسہ دینے لگے وکیل مجھے ٹہوکا دیا وہ شیخ صاحب ہیں ۔ میں نے میں خاص اشتیاق کا اظہار نہیں کیا کیونکہ میں جو چیزیں دیکھیں تھیں میں ان کے علاوہ کا منتظر تھا ۔میں تو شیخ کے مریدوں اور وکلاء سے ان کے معجزات وکرامات سنکر ایک عجیب وغریب خیالی تصویر بنالی تھی اور شیخ صاحب کی یہ تصویر اس سے کہیں

مختلف تھی اسی لئے کسی اشتیاق کا اظہار نہ کرنا مطابق فطرت تھا ، میں ایک عادی قسم کے بوڑھے کو دیکھا جس میں نہ وقار ہے نہ رعب ودبدبہ ، گفتگو کے دوران وکیل مجھے ان کے سامنے پیش کیا انھوں مرحبا کہہ کر داہنی طرف بٹھایا پھر میرے لئے کھانا لایا گیا ۔ کھا پینے کے بعد دوبارہ وکیل شیخ سے میرا تعارف کرایا تاکہ عہد وپیمان یا جا سکے ۔اس کے بعد لوگ مجھ سے گلے مل کر بارکباد دینے اور ان کی گفتگو سے مجھے اندازہ وا کہ یہ لوگ میرے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہیں اور اسی خوش فہمی مجھ میں یہ جراءت پیدا کردی کہ سوال کرنیوالوں کے جو جوابات شیخ دے رہے تھے ان جوابات پر اعتراض کروں اور اپنی رائے کو قران وسنت سے ثابت کروں ۔ تین میرے اس دخل در معقولات کو بعض حضرات شرت سے ناپسند کیا اور حضرت شیخ کی موجودگی میں اس کو بے ادبی سمجھا گیا ۔کیونکہ وہ لوگ اس بات کے عادی تھے کہ شیخ کی موجودگی میں کوئی بھی شیخ کی اجازت کے بغیر زبان نہیں کھول سکتا ۔شیخ حاضریں کی اس بدمزگی کو محسوس کر یا لہذا بڑی ذہانت سے افسردگی کو اول کو یہ اعلان کرکے دور کردیا کہ جس کی ابتدا محرقہ (جلا والی) وگی اس کی انتہا مشرقہ (روشن تابناک) وگی ۔ حاضرین سمجھا کہ یہ شیخ کی طرف سے لقب ہے ۔اور میرے مستقبل کے تابناک و کی ضمانت ہے بس پھر کیا تھا سب ہی یک ب خاطر تبریک وتہنیت پیش کر ے ۔مگر شیخ الطریقت بہت ہی ذہین وتجربہ کار تھے ۔اس لئے بعض عرفاء کا قصہ سنا سے تاکہ میں پھر کہیں بیجا مداخلت نہ کربیٹھوں کہ ان بزرگوار کی مجلس میں بعض علماء بھی آکر بیٹھ گئے تو عارف کہا: پہلے جاکر غسل کرو چنانچہ وہ مولانا غسل کرکے آئے اور مجلس میں بیٹھنا ہی چاہتے تھے کہ کہ عارف کہا جاؤ پھر سے غسل کرکے آؤ ! وہ مولانا دوبارہ غسل کر گئے تو اپنے حساب سے بہت اچھا غسل کیا یہ سوچ کر کہ شاید پہلے میں کوئی کمی رہ گئی و اس کے بعد اگر مجلس میں بیٹھنے ے تو شیخ عارف باللہ جھڑکا اور فرمایا پھر ے غسل کرکے آو ! وہ مولانا صاحب رو ے اورکہنے ے : سیدی میں اپنے علم واپنے عمل کے مطابق غسل کیا اب اس سے آ ے مجھے کچھ نہیں معلوم بجز اس کے کہ

خدا آپ کے ذریعہ کچھ کشف کردے اس وقت عارف کہا : اچھا اب بیٹھو !

میں سمجھ گیا کہ اس قصہ سے میں ہی مقصود وں اور میں ہی کیا حاضرین بھی سمجھ گئے چنانچہ جب شیخ استراح فرما کے لئے چلے گئے تو ان لوگوں مجھے گیر یا اور مجھے ملامت کر ے جناب شیخ کی موجودگی میں ان کا احترام اور خاموشی ضروری ہے ورنہ تمہارے سارے اعمال اکارت وجائیں ے ۔ کیا تم قرآن کا یہ قول نہیں پڑھا :

"یاایها الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون "(پ ٢٦ س ٤٩ حجرات آیت ٢)

اے ایمان والو! (بولنے میں)تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو اور جس طرح تم آپس میں زور (زور) سے بولا کرتے و ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ و) کہ تمہارا کیا کرایا ب اکارت وجائے اور تم کو خبر بھی نہ و۔

میں اپنی حیثیت پہچان لی اور پھر تمام اوامر ونواہی کی پابندی سے بجا لا ا اور اس وجہ سے شیخ مجھے اپنے سے اور زیادہ قریب کر یا ۔ میں ان کے پاس تین دن رہا اس دوران میں متعدد سوالات بھی کئے کچھ تو امتحانا اور کچھ استفادہ ۔ شیخ اس بات کو سمجھتے تھے اور دیتے تھے قرآن بھی کا ظاہر اور ہے باطن اور ! قرآن کے سات سات باطن ہیں ۔خدا اس کے خزانے میرے اوپر کھول دیئے ہیں اور مخصوص چیزوں پر مجھے مطلع کردیا ہے اور صالحین وعارفین کا سلسلہ سند ہے اور مجھ سے ابوالحسن شاذلی تک مفصل ہے ان سے چند اولیاء کے واسطہ سے یہ سلسلہ حضرت ن کرم اللہ وجہ تک پہنچتا ہے ۔

ایک بات بھول نہ جاوں جو حلقات ذکر قائم کئے جاتے ہیں وہ ب روحانی وتے تھے کیونکہ جلسہ کا آغاز شیخ تلاوت قرآن مجید سے تجوید کے ساتھ کرتے تھے تلاوت کے بعد کسی قصیدہ کا مطلع پڑھ دیتے اور پھر وہ مرید حضرات جن کو قصائد واذکار کا یاد ہوتے تھے شیخ کے بعد پڑھتے تھے

ان قصیدوں میں زیادہ تر دنیا کی مذمت اور آخرت کی طرف رغبت دلائی جاتی تھی ۔ اس میں زہد ،ورع کا تذکرہ ہوتا تھا ، اس کے بعد شیخ کی داہنی طرف جو مرید بیٹھا ہوتا تھا ،وہ قرآن کی تلاوت کا اعادہ کرتا تھا اورجب وہ "صدق اللہ العظیم" کہتا تھا تو شیخ کسی نئے قصیدہ کا مطلع شروع کردیئے تھے اور پھر سب مل کر اس کو پڑھتے تھے ۔ اسی طرح نوبت بہ نوبت تمام حاضرین پڑھتے تھے ، وہ ایک ہی آیت پڑھتے اور پھر سب کو حال آنے لگتا تھا اور جھومنے لگتے تھے ، ایک ایک شعر پر جھومتے تھے اور پھر شیخ کھڑے ہوجاتے تھے ان کے ساتھ ہی پورا مجمع کھڑا ہوجاتا تھا ۔

اور سب ایک دائرہ کی شکل میں ہوجاتے تھے ۔ اور اس دائرہ کا قطب شیخ ہوتے تھے ۔اور پھر رر کے نام سے ابتداء کرکے آہ ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔ آہ کہنا شروع کردیتے تھے اور شیخ بیچ میں گھومتے رہتے تھے ۔

ہر مرتبہ ایک کی طرف توجہ ہو جاتے تھے اور ہوتے ہوتے جب محفل رنگ پر آجاتی تھی تو عاشقانہ اشعار ڈھول پیٹ پیٹ کر پڑھے جاتے تھے اور بعضوں کی وہ اچھل کود شروع ہوجاتی تھی جیسے یہ پاگل ہے اور ایک منظم نغمہ کے ساتھ آوازیں بلند ہو لگتی تھیں ۔ اورجب سب تھک جاتے تھے تو پھر پہلا جیسا سکوت وھدؤ طاری ہوجاتا تھا ۔ لیکن یہ سکوت شیخ کے اختتامی قصیدہ پڑھنے پر ہوتا اور پھر تمام لوگ شیخ کے سر و کندھوں کو باری باری بوسہ دے کر بیٹھ جاتے تھے ۔میں بعض حلقات میں شریک ہوا ہوں ان کی تفصیل تو میں نے کی لیکن میں اس پر مطمئن نہیں تھا کیونکہ یہ چیز میرے اس عقیدہ کے خلاف تھی جو بچپن سے میرے ذہن میں راسخ تھا ۔ یعنی شرک "عدم شرک" اور عدم توسل" بغیراللہ ۔چنانچہ میں روتے روتے زمین پر گر پڑا ۔متحیر تھا اور ان دونوں متناقض عقیدوں میں میرا ذہن کام نہیں کررہا تھا (یعنی) ایک طرف تو صوفیت کا بحر ذخار تھا جس کی پوری فضا روحانی تھی جس میں از ان کی گہرائیوں میں خوف ،زہد تقرب الی اللہ کا شعور پیدا ہوتا ہے البتہ یہ خدا کے صالح اور عارف بندوں کے وساطت سے ہوتا ہے ۔اور دوسری طرف وہابیت کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جس کی پوری فضا میں ہر جگہ کفر ہی کفر ہے ۔

جس یہ پتا یا ہے کہ یہ ساری چیزیں شرک ہیں اور خدا شرک کو کبھی نہیں معاف کرتا ۔اورجب محمد رسول اللہ کسی کو نفع نہیں پہونچا سکتے ۔ تو بارگاہ ایزدی میں ان کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے ۔تو پھر ان اولیاء ،صالحین کی کیا قدر وقیمت ہے ؟

شیخ کی طرف سے جو برید ب پر فائز وہ کے باوجود ۔۔۔کیونکہ شیخ مجھے قفصہ میں اپنا وکیل بنادیا تھا۔۔۔۔۔۔میں اندرر ونی طور پر کلیہ مطمئن نہیں تھا اگر چہ میں کبھی تو صوفیت کی طرف مائل ہوجاتا تھا اور ہمیشہ اس کا احترام کرتا رہتا تھا۔کیونکہ میں صوفیت کا احترام کرتا ہوں اولیاء اللہ اور صالحین کی ہیبت میرے رگ وریشہ میں سمائی ہے لیکن پھر خود ہی تردید کردیتا تھا کہ خدا فرماتا ہے "ولا تدع مع الله الها آخر لا اله الّا هو "[1]

اور خدا کے سوا کسی اور معبود کی پرستش نہ کرنا ۔اس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں "

اور جب کوئی مجھ سے کہتا تھا خدا کا ارشاد ہے :

يا ايها الذين آمنوا اتقوالله وابتغوا اليه الوسيله [2]

اے ایماندارو ! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے تقرب کے ذریعہ (وسیلہ) کی جستجو میں رہو ۔ تو میں فورا رد کردیتا تھا کہ وسیلہ سے مراد عمل صالح ہے جیسا کہ سعودی علماء مجھے سکھایا تھا ۔ خلاصہ یہ کہ اس اندر میں مضطرب اورپریشان فکر رہتا تھا۔ کبھی کبھی میرے گھر بعض مرید حضرات آجاتے تھے تو ہم شب بیداری کرتے تھے اور عمارۃ قائم کرتے تھے ((یعنی ایسے حلقہ قائم کرتے تھے جس میں عاشقانہ اشعار کے ساتھ اسم الصدر کاذکر کیاجاتا تھا))

شب بیداریوں میں ہمارے حلقوم سے جو بے ہنگم آوازیں نکلتی تھیں ان سے ہم ایوں کو اذیت وتی مگروہ ن الاعلان ہم سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے البتہ ہماری بیوی سے اپنی عورتوں

----

(۱):۔ پارہ نمبر۲۰ سورہ۲۸(قصقص)آیۃ ۸۸

(۲):۔ پارہ نمبر ۶ سورہ ۵ (مائدہ)آیۃ ۳۵

کے ذریعے شکایۃ کرتے تھے ۔ جب مجھے ان حالات کا لم وا تو ثریک و والے لوگوں سے میں کہا یہ۔ حلقات ذکر آپ میں سے کسی کے گھر وا کریں تو بہتر ہے کیونکہ میں تقریبا تین ماہ کے لئے ملک سے باہر جا والا وں یہ ک کر میں مریدوں سے معذرت کرلی ۔۔۔اس کے بعد اہل وعیال ،اقارب رشتہ داروں کو خدا حافظ ک کر اپنے خدا پر بھروسہ کر کے نکل کھڑا وا ۔۔۔ لا اشرک به شیئا

کامیاب سفر

مصر میں

لیبیا کے دار لسلطنت "طرابلس" میں صرف اتنی دیر قیام کیا کہ مصری سفارت خانہ جاکر مصر کے داخلہ کے لیئے ویزا حاصل کرسکوں۔ اتفاق کی بات ہے وہاں پر کچھ دوستوں سے ملاقات ہوگئی جنھوں نے میرا کافی ہاتھ بٹایا خدا ان کا بھلا کرے۔

قاہرہ کا راستہ کافی تھکادینے والا ہے۔ تین دن رات کا مسلسل سفر ہے۔ ہم نے ایک ٹیکسی کرایہ پر لی جس میں ایک میں تھا اور چار مصری تھے۔ جو لیبیا میں کام کرتے تھے۔ جو اس وقت وہ لوگ اپنے وطن واپس جارہے تھے راستہ کاٹنے کے لئے میں نے ان لوگوں سے بات چیت کا سلسلہ شروع کردیا۔ اور کبھی کبھی تلاوت قرآن بھی کرتا تھا۔ اس لئے وہ چاروں مجھ سے کافی مانوس ہوگئے بلکہ صحیح لفظ یہ ہے کہ مجھ سے محبت کرنے لگے اور سب ہی نے مجھے اپنے یہاں اترنے کی دعوت دی میں نے ان میں سے احمد کو پسند کیا اور اس کی دعوت قبول کرلی کیونکہ ایک تو فطری طور سے میرا دل اسکی طرف مائل تھا۔ دوسرے اس کے تقوی وپرہیز گاری سے بھی متاثر ہوگیا تھا۔

چنانچہ احمد نے اپنی حسب حیثیت میری بڑی خاطر مدارات کی اور میزبانی کا حق ادا کیا خدا اس کو جزائے خیر دے۔ میں نے بیس 20 دن قاہرہ میں گزارے۔ اس دوران میں شہنشاہ موسیقی فریدا الاطرش سے ان کے اس گھر میں ملاقات کی جو نیل کے کنارے پر بنایا گیا تھا۔ میں جب ٹیونس میں تھا تو مصری اخباروں میں "جو ہمارے یہاں باقاعدہ بکتے تھے" فریدالاطرش کے اخلاق وتواضع کے بارے میں کچھ پڑھ چکا تھا۔ اور اسی بنا پر میں اسکو

پسندکرتا تھا لہذا فطری بات ہے کہ قاہرہ پہنچ کر میں اس سے ضرور ملاقات کرتا۔ لیکن یہ میری بد قسمتی تھی کہ صرف چند منٹ کی ملاقات ہوسکی کیونکہ جب میں پہونچا تو وہ گھر سے ہوائی اڈہ کے لئے نکل رہے تھے ان کو لبنان جانا تھا۔

دوسری عظیم شخصیت جس سے قاہرہ کے دوران ملاقات کی وہ دنیا کے مشہور ترین قاری قرآن جناب شیخ عبدالباسط محمد عبدالصمد تھے۔ان کو میں دل وجان سے پسند کرتا تھا۔خوش قسمتی سے تین دن ان کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اس دوران ان کے رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی کافی ملاقاتیں رہیں۔ اور جو موضوعات زیر بحث آئے ان لوگوں کو میری جسارت وصراحت لہجہ اور کثرت اطلاع پر بہت تعجب تھا۔ کیونکہ جب کبھی غذا کا موضوع چھڑ گیا تو میں نے ان کو بتایا کہ میں طریقہ تیجانیہ اور مدنیہ دونوں سے متعلق ہوں۔اور اگر انہوں نے اپنے کو ترقی پسند ثابت کرنے کے لئے "مغرب کا تذکرہ" کیا تو میں نے گرمیوں کی تعطیلات میں مغربی ممالک میں گزارے ہوئے دنوں کو بیان کرنا شروع کردیا اور پیرس، لندن، بلجیک، ہالینڈ، اٹلی، اسپین کے قصے سنانا شروع کردیئے اور اگر کبھی حج کا ذکر نکل آیا تو میں نے بتایا کہ میں بھی حج کرچکا ہوں۔اور اس وقت عمرہ کے لئے جارہا ہوں اور اسی کے ساتھ ان کو ایسے ایسے مقامات بتائے مثلا، غار حرا، غار ثور، مذبح اسماعیل وغیرہ جس کو یہ لوگ تو کیا وہ لوگ بھی نہیں جانتے جو سات سات مرتبہ حج کرچکے ہیں اور اگر بھولے سے ان لوگوں نے علوم واکتشافات واختراعات کاذکر کردیا توپھر کیاتھا نئی نئی اصطلاحیں، ارقام، اعداد وشمار ان کو بتانا شروع کردیئے تو وہ مبہوت ہو کے رہ گئے۔اور اگر سیاست کا موضوع زیر بحث آگیا تو میں نے اپنے نظریات پیش کرکے ان کو دم بخود بنادیا اور جب میں نے ان سے کہا جمال عبد الناصر پر ((جو اپنے دور کا صلاح الدین ایوبی تھا)) اپنی رحمت نازل کرے جس نے پینا تو درکنار اپنے اوپر مسکراہٹ کو بھی حرام قراردے دیا تھا اورجب ان قریبی لوگوں نے ملامت کی کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ رسول اکرم (ص) کی

یسیرت یہ رہی ہے کہ ہر ایک سے مسکر کرملتے تھے ؟ توجواب دیا : تم لوگ مجھ سے مسکراہٹ کا مطا بہ کیوں کرتے و؟حالانکہ میں دیکھ رہا وں کہ مسجد الاقصی دشمنوں کے قبضہ میں ہے ۔نہیں نہیں خدا کی قسم میں اس وقت تک مسکراؤں گا بھی نہیں جب تک مسجد اقصی کو آزد نہ کرالوں یا اس کے لئے جان نہ دیدوں ۔

قیام قاہرہ کے دوران جلسے بھی قد وتے تھے ۔ اور میں بھی تقریریں کرتا تھا ، میری تقریروں میں جامعہ ازہر کے شیوخ بھی شرکت کرتے تھے ۔ اور پنی تقریروں میں میں آیات اور احادیث کی تلاوت کرتا تھا اور میرے پاس جو براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ تھے جب ان کو پیش کرتا تھا ۔تو عوام توخیر عوام وتے ہیں ازہر کے شیوخ بہت متاثر وتے تھے اور مجھ سے پوچھتے تھے آپ کس یونیورسٹی کے سند یافتہ ہیں؟ تو میں بہت فخر سے کہا کرتا تھا "جامعۃ الزیتونیۃ " کا فارغ تحصیل ہوں ۔ یہ جامعہ (یونیورسٹی) ازھر یونیورسٹی سے پہلے کا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی اضافہ کردیتا تھا کہ جن فاطمیین جامعہ ازہر بنایا تھا وہ شہر مھدیہ سے ٹیونس پلے گئے تھے ۔

اس طرح جامعہ ازہر کے بہت سے لماء وافاضل سے میں تعارف وگیا اور ان حضرات بعض کتابیں بھی مجھے بطور تحفہ مرحمت فرمائی تھیں ۔ایک دن امور ازھر کے ذمہ داروں میں سے ایک ذمہ دار کے کتب خانہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حکومت مصر کے انقلابی کمیٹی کا ایک ممبر وہاں آیا اور اس کہا : (کتب خانہ کے مالک کو مخاطب کرتے وئے) قاہرہ کی ریلوے لائن کے سلسلے میں مصری کمپنیوں میں سے ب سے بڑی کمپنی میں مسلمانوں اور عیسائیوں کا اجتماع ورہا ہے اس میں آپ کی شرکت ضروری ہے ۔(درحقیقت جنگ حزیراں (جون) کے موقع جو توڑ پھوڑ اور تخریبی کاروائی وئی تھی اس مسئلہ پر غور کر کے لئے یہ اجتماع تھا) مالک کتب خانہ مجھ سے کہا : تمہارے بغیر میں ہرگنہ نہ جاؤں گا ۔ لہذا تم بھی میرے ساتھ چلو چنانچہ میں بھی گیا اور وہاں ڈائس پر ازہری عالم اور الاب شنودہ کے در یان مجھے بٹھایا گیا ۔ پھر مجھ سے خواش کی گئی کہ میں بھی اس جلسہ میں ایک تقریر کروں ! چونکہ میں مسجدوں اور ثقافتی کمیٹیوں میں تقریر وں کا عادی تھا

اس لئے میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں تھی میں لوگوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ایک تقریر کی ۔

اس پوری فصل میں جو کچھ میں بیان کیا ہے اس میں اہم ترین بات یہ ہے کہ مجھے اس و ا تھا اور اس قسم کا غرور ہوگیا تھا اور مجھے یقین ہوگیا تھا کہ میں بھی ایک بڑا عالم ہوں اور یہ اس کیلئے تھا جب کہ ازہر شریف کے علماء اس کی گواہی بھی دی تھی اور بعض تو یہاں تک کہہ دیا تھا : تمہاری اصلی جگہ ازہر ہے اور ان سب سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ حضرت رسول خدا (ص) مجھے اپنے تبرکات کے زیارت کی اجازت مرحمت فرمادی تھی ۔قصہ اس طرح ہے کہ قاہرہ میں حضرت سیدنا الحسین (ع) کی مسجد ہے اس کے مدیر مجھ سے کہا : رسول اللہ مجھے خواب میں بتایا ہے کہ تمام تبرکات کی تم زیارت کرادوں !چنانچہ وہ مجھے اکیلا لے کر گیا اور جس حجرہ کو اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں کھول سکتا تھا اس اس کو کھولا اور مجھے اندر داخل کر کے بعد پھر اندر سے دروازہ کو مقفل کردیا پھر تبرکات کا صندوق کھول کر رسول خدا (ص) کی قمیص دکھائی ۔ میں اس کو چوما اس کے بعد دیگر تبرکات دکھائے ۔میں وہاں سے آنحضرت کی عنایت کو سوچتا ہوا روتا ہوا باہر آیا کہ حضور میری ذات پر کتنا کرم فرمایا ہے ۔ اور اس بات پر مجھے زیادہ تعجب تھا کہ اس مدیر نقدی صورت میں مجھ سے کوئی نذرانہ نہیں طلب کیا ۔بلکہ نہ لینے پر مصر رہا ۔ جب میں بہت کچھ اصرار کیا اور تضرع وزاری کی تو بہت ہی معمولی سی رقم لی اور اس مجھے تہنیت پیش کی کہ تم حضرت رسول اکرم (ص) کے نزدیک مقبول لوگوں میں ہو ۔

اس واقعہ سے میں بہت زیادہ متاثر ہوگیا تھا اور کئی راتیں میں یہ سوچتے سوچتے آنکھوں میں کاٹ دیں کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ :رسول خدا بھی دوسرے مردوں کی طرح مرگئے ! غلط معلوم ہوا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ عقیدہ محض بکواس ہے ۔جب خدا کی راہ میں قتل ہو والا شہید زندہ ہے اور خدا اس کو رزق دیتا ہے تو جو سیدالاولین والآخرین ہو وہ کیسے زندہ نہ ہوگا ۔؟

میرے اس شعور و عقیدہ کو بچپنے کی تعلیم مزید تقویت پہونچائی مجھے اندر ماضی میں صوفیوں کی تعلیم جو دی گئی تھی اس میں بتایا گیا تھا کہ صوفیوں کے اولیاء وشیوخ کو خداوند یہ صلاحیت اس لئے دی ہے کہ انھوں خدا کی بے انتہا عبادت کی تھی نیز کیا حدیث قدسی میں یہ نہیں ہے ؟" میرے بندے تو میری عبادت کر میں تجھے اپنا جیسا بنادوں گا کہ تو جو کہو سے وہ چیز فورا وجائے گی "۔

یہ میری اندرونی کشمکش مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی ۔ مختصر یہ کہ قیام قاہرہ کے آخری دنوں میں حقیر تمام مقابر کی زیارت کی اور ب میں نمازیں پڑھیں ۔امام مالک کی مسجد سے لیکر امام ابو حنیفہ کی مسجد تک امام شافعی مسجد سے لے کر احمد بن حنبل کی مسجد تک پھر سیدہ زینب (س) اور سیدنا حسین (ع) کی مسجدوں میں بھی نمازیں پڑھیں اور " زاویة التیجانیة" کی زیارت سے مشرف وا ۔ اس سلسلہ میں بھی بڑی لمبی چوڑی حکایتیں ہیں جن کا بیان کرنا سبب طول وگا ۔اور میں مختصر کا ارادہ کرچکا وں ۔

شپ کی ملاقات

ایک مصری شپ (پانی کا جہاز) کے اندر جو بیروت جارہاتھا ۔اور جس میں پہلے ہی سے میں اپنی جگہ کا ریزرویشن کرا یا تھا ۔ اسی جہاز سے اسی دن میں اسکندریہ سے سوار ہو گیا میں اپنے بستر پر لیٹے لیٹے محسوس کیا کہ جسمانی اور فکری دونوں اعتبار سے بہت ہی خستہ ہوں لہذا تھوڑی دیر سوگیا ۔کشتی کو سمندر میں چلتے ہوئے دو تین گھنٹے ہوئے تھے ۔سوتے میں اپنے بغل والے شخص کو کسی سے گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا : معلوم ہوتا ہے یہ بھائی صاحب بہت تھکے ہیں ! میں ذرا آنکھ کھول کر کہا :جی قاہرہ سے اسکندریہ تک کا سفر انجر پنجر ڈھیلے کردیئے ہیں ۔چونکہ مجھے حسب وعدہ بہت ہی سویرے پہونچنا تھا اس لئے رات کو سو بھی نہیں سکا ۔اس شخص کے لب ولہجہ سے میں اندازہ لگایا کہ یہ شخص مصری نہیں ہے۔ میری بکواس کرنے کی عادت مجھے اس بات پر آمادہ کردیا کہ اس کو اپنا تعارف کرادوں اور اس کے بارے میں بھی معلومات حاصل کروں اس نے بتایا کہ وہ عراقی ہے اس کا نام نعیم ہے ۔ بغداد یونیورسٹی میں پڑھتا ہے ۔قاہرہ گیا تھا تکہ پی ایچ ڈی کے تھیسس "جامعۃ ازہر میں پیش کرے ۔

پھر ہم میں گفتگو چھڑگئی ہم مصر کے بارے میں "عالم اسلام "کے موضوع پر "عالم عرب " کے سلسلے میں "عربوں کی شکست یہودیوں کی فتح کے بارے میں گفتگو کی اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ "بات میں بات نکلتی چلی آتی ہے" میں اپنی گفتگو کے دوران یہ بھی کہا کہ شکست کا اصلی سبب مسلمانوں اور عربوں کا چھوٹی چھوٹی حکومتوں اور مختلف مذہبوں میں بٹ جانا ہے

مسلمانوں کی دنیا میں اتنی بڑی اکثریۃ و کے باوجود ان کے دشمنوں کی نظریں میں ان کی کوئی قدر قمیت نہیں ہے ۔

زیادہ تر گفتگو مصر اور اہل مصر کے بارے میں وئی ۔شکست کے اسباب پر ہم دونوں تفق تھے ۔میں اتنی بات کا اور اضافہ کیا کہ استعمار ہم کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں بانٹ راکھہے۔ تاکہ ہم پر حکومت کرکے ۔اور ہماری نکیل اس کے ہاتھ میں رہے ۔ میں اس کا بہت شرید مخالف وں ۔ ہم آج بھی مالکی اور حنفی میں بٹے وئے ہیں ۔ چنانچہ میں اس کو اپنا ایک واقعہ بتایا کہ قیام قاہرہ کے دوران میں ایک مرتبہ مسجد ابی حنیفہ میں جاکر عصر کی نماز جماعت سے ادا کی تن نماز ختم وتے ہی جو شخص میرے پہلو میں کھڑا تھا مجھ پر برس پڑا ۔ اور تہدید آمیز لہجہ میں کہنے ا " تم نماز میں ہاتھ کیوں نہیں باندھتے ؟ میں بہت ادب واحترام سے عرض کیا " مالکی حضرات ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں اور میں مالکی وں ۔اس اسی غصہ کی حالت میں کہا تو مالک کی مسجد میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھو ۔چنانچہ میں وہاں سے بہت رنجیدہ وارغصہ میں چلا آیا او رمجھے شرید حیرت وئی ۔

اتنے میں عراقی استاد زیرلب مسکراتے وئے بولے : (دو ری مثال میری ہے کہ)میں شیعہ وں ۔اتنا سنتے ہی میں آگ بگولا وگیا ۔اور بغیر کسی پاس ولحاظ کے میں کہا " اگر مجھے معلوم وتا کہ آپ شیعہ ہیں تو آپ سے میں بات ہی نہ کرتا ۔انھوں کہا آخر کیوں ؟ میں کہا آپ لوگ مسلمان نہیں ہیں ۔آپ لوگ ں ابن ابی طالب کی عبادت کرتے ہیں ۔البتہ جو اعتدال پسند ہیں وہ عبادت تو خدا کی کرتے ہیں مگر محمد مصطفی کی رسالہ پر ایمان نہیں رکھتے اور جبرئیل کو ب وشتم کرتے ہیں رسالہ ں کے حوالہ کر کے بجائے محمد کے حوالہ کردیا ۔اور اسی قسم کی بہت سی باتیں میں ذکر کیں ۔ اور اس پوری گفتگو کے دوران میرا ہمسفر تو تبسم زیر لب کرتا تھا اور کبھی "لاحول ولا قوۃ الا باللہ "کہتا تھا اور جب میں ا اپنی گفتگو ختم کرلی ۔ تو اس مجھ سے کہا: کیا تم مدرس و؟ تم بچوں کو پڑھاتے

و؟ میں کہا ہاں ! اس کہا "جب استادوں کا یہ حال ہے تو عوام کو ملامت کرنا فضول ہے ۔

کیونکہ عوام تو کالانعام ہوتے ہیں ان کو کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا!

میں کہا " آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟ کیا مقصد ہے آپ کا؟

انھوں فورا کہا" معاف کیجئے گا ذرا یہ تو بتائیے یہ جھوٹے ادعات آپ کہاں سے حاصل کئے ؟

میں کہا" تاریخ سے اور جو تمام لوگوں کے نزدیک مشہور ہے ان باتوں سے !

انھوں کہا" لوگوں کو خیر جانے دیجئے جناب عالی ۔ تاریخ کی کون سی کتاب پڑھی ہے ؟

میں کہا" میں بعض کتابوں کے نام گنوانا شروع کردیئے مثلا "فجر الاسلام""ضحی الاسلام" ظهر الاسلام" احمد امین وغیرہ کی کتابوں کے نام لئے ۔

وہ "بھلا احمد امین کی باتیں شیعوں پر کیسے حجت ہوجائیں گی ؟ یہ کہہ کر انھوں اضافہ کیا دیکھئے عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ شیعوں کے اصلی مشہور مصادر سے اثبات کیجئیے !

میں" جو بات خاص وعام ہی کے نزدیک مشہور ومعروف ہو اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے؟

وہ " سنئے جب احمد امین نے پہلی مرتبہ عراق کی زیارت کی تھی تو نجف اشرف میں جن اساتذہ ان سے ملاقات کی تھی ان میں ایک میں بھی تھا اور جب ہم لوگوں ان کو سرزنش کی کہ آپ شیعوں کے بارے میں کیسے کیسے خرافات تحریر کردیئے ہیں؟ تو انھوں یہ کہہ کر معذرت کیل کہ : میں آپ حضرات کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا اور اس سے پہلے کبھی کسی شیعہ سے ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے معذرت چاہتا ہوں

اس پر ہم لوگوں کہا " عذر گناہ بدتراز گناہ والی مثال آپ پر صادق آتی ہے ۔جب آپ کو ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا تو ایسی باتیں آپ کیوں تحریر کیں ؟ اس کے بعد ہمارے ہم سفر مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا" برادر ! جب ہم قرآن کریم سے یہود ونصاری کی مذمت کرتے ہیں تو قرآن اگر چہ ہمارے لئے حجت بالغہ ہے لیکن جب وہ لوگ اس کو نہیں مانتے تو اس سے ان کے خلاف دلیل نہیں لائی جاسکتی ۔ لیکن اگر ان کی کتابوں جس پر وہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کے مذہب کا بطلان کیا جائے تو یہ دلیل محکم ومضبوط ہوگی ۔ اور قرآن نے یہی کیاہے اسی لئے قرآن سے استدلال کرتے ہیں ۔یعنی انھیں کتابوں سے ان کی مذمت کرو "بقول شخصی یہاں کی جوتی یہاں کا سر" تب تو بات صحیح ہے ورنہ نہیں !

ایک پیاسے کو شیریں پانی پی کر جیسے سکون ملتا ہے اسی طرح اپنے ہم سفر کی تقریر کا اثر میرے اوپر ہوا اور اب میں اپنے اندر یہ محسوس کیا کہ میں "ناقد حاقد"(کینہ پرور نقاد)نہیں رہا بلکہ "باحث فاقد" (گمشدہ شی کا تلاشی) کی حیثیت اختیار کرلی ہے ۔کیونکہ اس شخص کی منطق سلیم اور حجت قوی کو میری عقل تسلیم کر یا تھا ۔اور اگر میں تھوڑی انکساری برتوں اور کان دھر کے اس کی بات سنوں تو یہ کوئی بری بات نہیں ہے ۔

چنانچہ میں رفیق سفر سے کہا " اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ محمد (ص) کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں "! اس کہا " نہ صرف میں بلکہ پوری دنیائے شیعیت کا یہی عقیدہے ، میرے بھائی ! شیعہ بھائیوں کے بارے میں ایسی بدگمانی نہ کرو "ان بعض الظن اثم " بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے "اتنا کہہ کر مزید یہ بھی کہا " اگر آپ درحقیقت حقیقت کے تلاشی اور حق کے جویاں ہیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر دل سے یقین کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو عراق کی زیارت اور وہاں کے علمائے شیعہ اور عوام سے ملاقات کی دعوت دیتا ہوں ۔ اس کے بعد مخالفین اور مطلب پرستوں کے جھوٹ کا پلندہ

کھل جائے گا ۔"

میں کہا" ۔میری تو یہ دلی تمنا تھی کہ کبھی عراق کی زیارت کروں اور وہاں کے مشہور آثار قدیمہ کو دیکھوں جن کو عباسی خلفاء چھوڑ گئے ہیں مخصوصا ہارون رشید کے اسلامی آثار ۔۔۔ لیکن اس سلسلے میں چند مجبوریاں میرے پیروں کی بیڑیاں بنی ہوئی ہیں ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے اقتصادی حالات ٹھیک نہیں ہیں ۔بڑی زحمتوں سے میں جوڑ جمع کرکے اپنے عمرہ کا انتظام کیا ہے ۔دوسری مجبوری یہ ہے کہ میرا پاسپورٹ اس قسم کا ہے جس پر عراق کی حکومت ویزا نہیں دے گی ورنہ ضرور آتا ۔"

رفیق سفر" جب میں آپ کو عراق کی دعوت دی ہے تو بیروت سے بغداد آنے جانے کا پورا خرچہ میں برداشت کروں گا ۔ اور بغداد میں آپ ہمارے مہمان ہونگے ۔اب رہا پاسپورٹ والا مسئلہ تو اس کو خدا پر چھوڑتے ہیں جب خدا چاہے گا تو آپ بغیر پاسپورٹ کے بھی عراق کی زیارت کرسکتے ہیں ۔ویسے ہم بیروت پہنچتے ہی عرق کے ویزا کی کوشش کریں گے ۔"

میں " اپنے رفیق سفر کی اس پیش کش کو سن کر بہت خوش ہوگیا اور اس سے وعدہ کر یا کہ انشاءاللہ لبنان میں آپ کو اس کا جواب دوں گا ۔۔۔۔۔۔

سو کے کمرے سے نکل کر جہاز کے عرشہ پر جاکر میں تازہ ہوا کھانے لگا اور اس وقت تک میں ایک نئی فکر سے دوچار ہوچکا تھا ۔سمندر میں جہاں حد نظر تک پانی ہی پانی دکھائی دے رہا تھا ۔ میری عقل چکر ا رہی تھی ۔ میں اپنے اس خدا کی حمد و تسبیح میں مشغول تھا جس نے اس وسیع کائنات کو خلق فرمایا ہے اور اس جگہ تک پہنچنے پر اس کا شکر کررہا تھا اور یہ دعا بھی کررہا تھا ! خدایا ! مجھے شر اور اہل شر سے محفوظ رکھ ۔ خطا و لغزش سے میری حفاظت فرما ۔میری قوت فکر کے سامنے جیسے فلم دکھائی جارہی ہو اور ایک ایک کرکے تمام واقعات پردہ فلم کی طرح میرے حافظہ کے پردہ فلم پر آنے لگے ۔بچپنے میں جن ناز و نعم میں پلا تھا ،زندگی میں جو واقعات پیش آئے تھے سب ایک ایک کرکے گزرنے لگے اور میں ایک شاندار مستقبل کا خواب دیکھنے لگا ۔اور مجھے یہ احساس ہونے لگا جیسے خدا اور رسول (ص) کی مخصوص عنایتیں مجھے اپنے گھیرے میں لئے ہیں پھر میں

مصر کی طرف توجہ ہوا جس کے ساحل کا کبھی کبھی کوئی حصہ یہاں سے نظر آجاتا تھا اور دل ہی دل مین مصر کو وداع کہنے لگا۔ اس مصر کو جس کی یادوں میں سے ابھی تک عزیزترین یاد " رسول کی قمیص تھی جس کا بوسہ لیا تھا " مجھے اب بھی ستارہی ہے۔ اس کے بعد میرے ذہن میں اس نئے شیعہ دوست کا کلام آیا۔ جس نے میرے بچپنے کے خواب کی تعبیر کو پورا کرنے کا وعدہ کرکے میرے دامن کو خوشیوں سے بھر دیا تھا۔۔۔ عراق کی زیارت۔۔ اور ان شہروں کی زیارت کرنا چاہتا تھا۔ جن کو میرے ذہن نے تخلیق کیا تھا۔ کہ ہارون کی حکومت اس طرح رہا ہوگا۔ اور مامون کی حکومت اس طرح رہا ہوگا وہی مامون جو "دارالحکمۃ " کا موسس تھا جس میں مغرب سے مختلف علوم حاصل کرنے والے طلاب آیا کرتے تھے اور اس وقت اسلامی تہذیب اپنے پورے شباب پر تھی۔ اس کے ساتھ عراق قطب ربانی شیخ صمدانی سیدی عبدالقادر جیلانی " کا شہر ہے جن کا شہرہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہے۔ ان جن کا طریقہ گاؤں گاؤں میں پہونچا ہواہے جس کی ہمت تمام ہمتوں سے بلند وبرتر ہے میرے خواب کی تعبیر کے لئے یہ پروردگار کی طرف سے جدید عنایہ تھی میں ابھی ابھی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور انہیں روں وتصورات کے سمندر میں تیر رہا تھا کہ کھانے کی گھنٹی نے مجھے ہوشیار کردیا۔ اور میں بھی ہوٹل کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور جیسا کہ ہر مجمع میں ہوتا ہے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑ رہے تھے۔ اور ہر شخص دوسرے پر پہلے داخل ہونا چاہتا تھا۔ شوروغل کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی اتنے میں میں نے دیکھا کہ میرا شیعہ رفیق سفر میرے کپڑے پکڑ کر اپنی طرف نرمی کے ساتھ پیچھے کی طرف کھینچ رہاتھا۔ اور کہہ رہا ہے : برادر! بلاوجہ اپنے کو مت تھکاؤ۔ ہم لوگ بعد میں بڑے آرام سے کھالیں گے۔ یہ شور شرابہ بھی ختم ہوچکا ہوگا۔ میں تو ہر جگہ تم کو تلاش کرتا پھرا اچھا یہ بتاؤ تم نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا" تو آؤ پہلے نماز پڑھ لیں پھر آکر کھانا کھائیں گے۔ اس وقت تک یہ بھیڑ اور شوروغل سب ہی ختم ہوچکا ہوگا۔ ہم لوگ آرام سے کھاسکیں گے!

میں نے اس کی رائے پسند کی اور ہم دونوں ایک خالی جگہ پہونچے وضو کے بعد میں اسی

کو آگے بڑھادیا کہ وہی امامت جماعت کرے اور میں دیکھتا ہوں کیسی نماز پڑھتا ہے ۔اپنی نماز میں دوبارہ پڑھ لوں گا اور جیسے ہی اس اقامت کے بعد قراءت ودعا پڑھی مجھے اپنی رائے بدلنی پڑی ۔کیونکہ کہ مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے میں صحابہ کرام میں سے کسی کے پیچھے پڑھ رہا ہوں جن کے بارے میں کتابوں میں پڑھتا رہا ہوں اور ان کے ورع ،تقوی کے بارے میں پڑھتا رہا ہوں نماز ختم کرکے اس ایسی ایسی لمبی دعائیں پڑھیں جن کو اس سے پہلے نہ میں اپنے ملک میں سنا تھا اور نہ دیگران ممالک میں جہاں کا میں سفر کرچکا تھا ۔ اور جب میں سنتا تھا کہ یہ شخص محمد وآل محمد پر درود پڑھ رہا ہے اور جس کے وہ حضرات اہل ہیں اس سے ثنا کررہا ہے تومیرے دل کو بڑا سکون ملتا تھا اور مطمئن ہوجاتا تھا ۔

نماز کے بعد میں اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے اور یہ دعا کرتے سنا کہ خدا میری بصیرت کھول دے اور مجھے عطا کرے ۔

نماز کے بعد جب ہم ہوٹل پہونچے تو وہ خالی ہوچکا تھا جب تک میں نہیں بیٹھ گیا میرا رفیق نہیں بیٹھا ۔ہمارے لئے کھانا کی دو پلیٹیں لائی گئیں ۔ہم دیکھا کہ اس اپنی پلیٹ میرے سامنے رکھدی اور میری اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لی کیونکہ میری پلیٹ میں گوشت کم تھا ۔ اور مجھ سے اس طرح کھا کے لئے اصرار کر ا جیسے میں اس کا مہمان ہوں اور کھا پینے دستر خوان کے ایسے ایسے لطیف قصے سنائے کہ جن کو میرے کانوں کبھی سناہی نہیں تھا ۔

مجھے اس کا اخلاق بہت پسند آیا ۔پھر ہم نماز عشا پڑھی اور اس ایسی دعائیں پڑھیں کہ میں اپنے گریہ کو ضبط نہ کرسکا ۔میں خدا سے دعا کی کہ میرا گمان اس کے بارے میں بدل جائے کیونکہ بعض ظنون گناہ ہیں تین کون جانتا ہے ؟

اس کے بعد میں سوگیا تین خواب میں کبھی عراق اور الف لیلۃ کو دیکھتا رہا ج میری آنکھ اس وقت کھلی جب وہ مجھے صبح کے لئے اٹھا رہا تھا ۔ نماز صبح پڑھ کر ہم دونوں خدا کی ان رحمتوں کا ذکر کر ے جو اس مسلمانوں کو دی ہیں ۔۔۔دوبارہ میں پھر سوگیا اور جب میری آنکھ کھلی تو

میں دیکھا وہ اپنے بستر پر بیٹھا وا تسبیح پڑھ رہا ہے ۔یہ دیکھ کر میرا نفس بہتر ہ تاح وا۔میرا دل مطمئن وگیا اور میں خدا کی بارگاہ میں استغفار کیا ۔

ہم وٹل میں کھانا کھاہی رہے تھے کہ سائرن کی آواز کے بعد یہ اطلاع دی گئی کہ لبنانی ساحل کے قریب ہمارا شپ (پانی کا جہاز) پہنچ چکا ہے ۔ اور کچھ دیر کے بعد ہم بیروت کی بندرگاہ پر وئے دوگھنٹہ کے بعد اس مجھ سے سوال کیا ۔کیا تم غور کر یا اور کسی فیصلہ پر پہونچے ؟ میں کہا" اگر ویزا مل جائے تو پھر کوئی مانع نہیں ہے "۔ اور میں اسکی دعوت کا شکریہ ادا کیا ۔

بیروت اتر کر ہم وہ رات وہیں گزاردی ۔اس کے بعد بیروت سے دمشق کے لئے روانہ وگئے ۔وہاں پہونچتے ہی ہم سفارت خانہ عراق کارخ کیا اور ناقابل تصور حد تک جلدی میں مجھے ویزا مل گیا ۔جب ہم وہاں سے نکلے تو وہ ہم کو مبارکباد دے رہا تھا اور خدا کی اس اعانت پر اس کی حمد کررہا تھا ۔

عراق کی پہلی زیارت

پھر ہم دمشق سے بغداد کے لئے نجف (اشرف) کے بسوں کی ایک عالمی کمپنی کی ایئر کنڈیشن لمبی بس میں وار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب بغداد پہونچے ہیں تو درجہ حرارت 40 ڈگری تھا۔ بس سے اترتے ہی فورا ہم "جمال" کے ایک خوبصورت محلہ میں واقع اپنے دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے پورا مکان ہی ایئر کنڈیشن تھا اسی لئے وہاں پہونچتے ہی سکون کا احساس ہوا۔ میرا دوست ایک جھا بڑھلا قسم کی وسیع قمیص لے کر میرے پاس آیا۔ جس کو وہاں کی زبان میں (دشداشہ) کہتے ہیں۔

پھر دستر خوان پر قسم قسم کے میوہ جات اور کھانا دیئے گئے۔ میرے دوست کے گھر والے مجھے آکر بڑے ادب واحترام سے سلام کرتے۔ ان کے والد کا یہ عالم تھا کہ مجھ سے اس طرح معانقہ کررہے تھے جیسے مجھے پہلے سے جانتے ہوں۔ البتہ ان کی والدہ سیاہ عبا اوڑھے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئیں اور سلام کیا۔ مرحبا کہا۔ میرے دوست اپنی والدہ کی طرف سے معذرت کرلی چونکہ ہمارے یہاں مردوں سے مصافحہ ہے اس لئے میری والدہ ہاتھ نہیں ملاسکتیں مجھے اس پر بہت تعجب ہوا اور میں اپنے دل میں کہا جن لوگوں کو ہم متہم کرتے ہیں کہ یہ دین سے خارج ہیں۔ یہ لوگ ہم سے زیادہ دین کے پابند ہیں۔ اور پہلے بھی سفر میں جو دن اپنے دوست کے ساتھ گزارے تھے میں بلندی اخلاق، عزت نفس، کرامت، شہامت کو محسوس کر یا تھا ایسی تواضع وپرہیز گاری جس کا میں کبھی مشاہدہ ہی نہیں کیا تھا اور مجھے یہ احساس ہوگیا کہ ان لوگوں میں میری حیثیت مہمان کی نہیں بلکہ گھر کے ایک فرد جیسی ہے اور گویا اپنے ہی گھر میں ہوں

رات کو ہم ب چھت پر سو کے لئے گئے جہاں ب کے سو کے بستر ال ال بچھائے تھے ۔میں کافی دیر تک جاگتا رہا اور ہیجانی عالم میں یہ جملے ادا کررہا تھا : میں جاگ رہا وں یا خواب دیکھ رہا وں ؟ کیا واقعی میں بغداد میں سیدی عبدالقادر جیلانی کے پڑوس میں وں ؟

میری بڑابڑاہٹ کو سنکر میرے دو ت ہنستے وئے مجھ سے پوچھا ٹیونس والے عبدالقادر جیلانی کے بارے میں کیا کہتے ہیں ؟ پس پھر کیا تھا میں تمام وہ کرامات جوہمارے یہاں مشہور ہیں ایک ایک کرکے بیان کرنا شروع کردیا ۔ اور بتایا کہ قطب الدائرۃ ہیں جس طرح محمد مصطفی سیدالانبیاء ہیں اسی طرح وہ سید الاولیاء ہیں جنکے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں ۔آپ فرمایا کرتے تھے ۔ لوگ اخانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرتے ہیں اور اخانہ کعبہ میرے خیمہ کا طواف کرتا ہے ۔

میں اپنے دو ت کو یہ کہہ کر قانع کرنا چاہا کہ شیخ عبدالقادر اپنے بعض مریدوں اور چاہنے والوں کے پاس جسم ظاہری میں آتے ہیں ان کی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں ۔ ان کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کرتے ہیں ۔ اور اس وقت میں "وہابی عقیدہ (جس سے بہت متاثر تھا) کو بھول گیا تھا یا بھلا دیا تھا کہ یہ ساری باتیں شرک باللہ ہیں اورجب میں محسوس کیا کہ میرے دو ت کو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تو میں اپنے نفس کو مطمئن کر کے لئے اس سے پوچھا "آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ باتیں صحیح نہیں ہیں ؟

میرے دو ت ہنستے وئے کہا " سفر کرکے تھک گئے و سوجاؤ ذرا آرام کرلو! ل انشا اللہ شیخ عبدالقادر کی زیارت کو چلیں ے ۔۔اس خبر کو ن کر میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے ا ۔ اور میرا دل چاہ رہا تھا کاش اسی وقت ج و جائے ۔ لیکن تھکن کاغلبہ وچکا تھا اور پھر میں سویا تو سورج نکلنے کے بعد ہی اٹھا میری نماز ج بھی قضا وگئی تھی ۔ میرے دو ت بتایا کہ اس کئی بار مجھے بیدار کر کی کوشش کی مگر بیکار۔ اس لئے اس چھوڑ دیا کہ میں آرام کرلوں

(جناب)عبدالقادر جیلانی (حضرت امام) موسی الکاظم (علیہ السلام)

ناشتہ کے بعد ہی ہم لوگ باب الشیخ" کے لئے روانہ ہوگئے ۔ اور میری آنکھوں اس متبرک مقام کی زیارات کی جس کی تمنا نہ جانے کب سے میرے دل میں کروٹیں لے رہی تھی ۔ میں دوڑ ا ۔ جیسے کسی کے دید کا مشتاق ہو اور اس بیتابی سے داخل ہوا ۔ جیسے کسی کی گود میں اپنے کو گرادوں گا ۔ جدھر میں جاتا تھا میرا دوست سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہتا تھا ۔ آخر زائرین کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں کود پڑا ۔ جو قبر شیخ کی زیارت کے لئے اس طرح ٹوٹے پڑرہے تھے جیسے حاجی لوگ بیت اللہ الحرام پر گرتے ہیں ، کچھ لوگ ہاتھوں میں حلوا لے کر پھینک رہے تھے اور زائرین اس کو اٹھا کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرتے تھے میں بھی دوڑکر دوٹکڑے اٹھالئے ۔ایک تو برکت کے لئے وہیں فورا کھا گیا ۔ اور دوسرا یادگار کے عنوان پر اپنی جیب میں محفوظ کر یا ۔ وہاں نماز پڑھی جسب مقدور دعا پڑھی ، پانی اسطرح پیا جیسے آب زم زم پی رہا ہوں ۔ میں اپنے دوست سے کہا کہ آپ اتنی دیر میرا انتظار کیجئے کہ میں اپنے ٹیونی دوستوں کو اسی جگہ سے خریدے ہوئے ان لفافوں پر خط لکھ دوں جن پر مقام شیخ عبدالقادر کے سبز گنبد کی تصویرہے ۔ تاکہ اپنے دوستوں پر یہ بات ثابت کرسکوں اور رشتہ داروں پر بھی کہ میری بلند ہمتی دیکھئے جس مجھے وہاں پہونچادیا ۔ جہاں یہ لوگ نہیں پہونچ پائے ۔

یہاں فرصت پاکر ہم لوگوں ایک قومی ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا ۔ یہ ہوٹل بغداد کے عین وسط میں واقع تھا ۔ اس کے بعد میرے دوست کرایہ کی ٹیکسی لی اور ہم لوگ کاظمین پہونچے اس لفظ کی معرفت اسی وقت ہوگئی تھی جب میرا دوست ٹیکسی ڈرائیور سے گفتگو کرتے ہوئے اس لفظ کو تکرار کرتا تھا ۔ ابھی ہم ٹیکسی سے اتر کر تھوڑی دور چلے ہونے کہ لوگوں کی بہت بڑی جمعیت جس میں مرد عورتیں بچے سب شامل تھے اسی طرف جارہے تھے جدھر ہم لوگ رواں دواں تھے یہ لوگ کچھ

سامان بھی اٹھائے وئے تھے اس نظر کو دیکھتے ہی مجھے حج کا نظر یاد آگیا ۔ ابھی تک مجھے منزل مقصود کا پتہ نہیں تھا ۔ اتنے میں کچھ سو کے تاور ۔ ارے دکھائی دیئے جو آنکھوں کو چکا چوند کررہے تھے ۔مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ شیعوں کی مسجد ہے کیونکہ میں پہلے سے جانتا تھا ۔کہ یہ لوگ اپنی مسجدوں کو سو چاندی س ملمع کرتے ہیں جو اسلام میں حرام ہے اس خیال کر آتے ہی میرا جی چاہا کہ میں جا سے انکار کردوں ۔ ن اپنے دو ت کی دل شکنی کا خیال کرتے وئے غیر اختیار ی طور پر ساتھ ساتھ چلا ہی گیا ۔

پہلے دروازے سے داخل وتے ہی میں دیکھا بوڑھے بوڑھے ن سفید ڈاڑ ی والے دروازوں کو س کررہے ہیں اور بوسہ دے رہے ہیں ن ایک کافی بڑے سائن بورڈ کو دیکھ کر مجھے ذرا تسی وئی جس پر لکھا تھا(بے حجاب عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے) ار اسی کے ساتھ امام ی کی ایک حدیث بھی لکھی تھی ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب عورتیں نیم عریاں باس پہنیں گی ۔۔۔۔۔ ہم ایک جگہ پہونچے ۔میرا دو ت تو اذن دخول پڑھنے ا اور میں دروازے کو دیکھ دیکھ کر تعجب و ا رہا جس پر سو کے بہترین نقوش تھے اور پورے دروازے پر قرآنی آیات لکھی وئی تھیں۔۔۔۔ اذن دخول پڑھ کر جب میرا دو ت اندر داخل و ا تو میں اس کے پیچھے ل یا اور میرے ذہن میں بار بار بعض کتابوں کی چند سطریں آرہی تھیں جن میں شیعوں کے کفر کا فتوی دیا گیا ہے ۔میں داخل مقام میں ایسے نقش و ر دیکھے جن کا کبھی تصور بھی نہیں کرسکا تھا اور جب میں اپنے کو ایک غیر مانوس و غیر م روف ماحول میں پایا تو د شت زدہ رہ گیا ۔ اور وقتا فوقتا میں بڑی نفرت سے ان لوگوں کو دیکھ لیتا تھا جو ضریح کا طواف کررہے ہیں ۔ رودھو رہے ہیں ضریح کو چوم رہے ہیں اس کی لکڑیوں کو بوسے دے رہے ہیں ۔ اور بعض تو ضریح کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں ۔ فورا ہی میرے ذہن میں رسولخدا کی حدیث آگئی ۔خدا یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے انھوں انبیاء خدا کی قبروں کو مسجد بنا یا ۔اور میں اپنے اس دو ت سے بھی دور وگیا جو داخل وتے ہی بے تحاشا رو ا ۔ پھر میں اس کو نماز پڑھتا چھوڑ کر اس لکھے وئے زیارت نامہ کے قریب پہونچا جو ضریح پر ٹکا وا

تھا ۔ میں اس کو پڑھنا شروع کیا ۔ ان اس میں ایسے عجیب وغریب اسماء تھے جن کو میں جانتا ہی نہیں تھا اس لئے زیادہ حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا ۔میں گوشہ میں کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور کہا خدا وندا ! اگر یہ مسلمان ہیں سے ہے تو اس پر رحم فرما اور تو ہی سب کی حقیقت حال کو جاننے والا ہے ۔اتنے میں میرا دوست میرے قریب آکر میرے کان میں بولا اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو یہاں پر خدا سے سوال کرو پوری ہو جائے گی کیونکہ ہم لوگ ان کو باب الحوائج کہتے ہیں ۔ میں اپنے دوست کے قول کوسنی ان سنی کردی ۔ خدا مجھے معاف کردے ۔ میں تو ان بوڑھوں کو دیکھ رہا تھا جن کے ۔ ۔ نہ میں دا ۔ ۔ پیٹ میں آ ، ن سفید سی لمبی لمبی داڑھیاں روں پر سیاہ وسفید عمامے پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات ،ان کے جسموں سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں تیز تیز نظر رکھنے والے کہ ان میں سے جب بھی کوئی داخل ہوتا تو داڑ یں مار مار کر رو نے لگتا تھا ۔اس چیز نے مجھے اپنے دل ودماغ سے یہ سوال کرنے پر آمادہ کردیا ۔ کیایہ سارے آنسو جھوٹے ہیں ؟ کیا یہ عمر رسیدہ لوگ سب ہی ں پر ہیں ۔؟ان چیزوں کا مشاہدہ کرکے میں حیران وپریشان وہاں سے نکلا ۔جبکہ میرا دوست پشت کی طرف سے چلتا وا ز لا کہ کہیں اس کی پشت صاحب قبر کی طرف نہ و جائے یہ ادب واحترام کلبتا پر تھا ۔میں پوچھا : یہ کس کا مقبرہ ہے ؟"

دوست:-" الامام موسی کاظم (ع)۔

میں :-" یہ امام موسی کاظم کون ہے؟"

دوست:-" سبحان اللہ تم برادران اہل سنت مغز کو چھوڑ کر چھلکے سے وابستگی اختیار کرلی ہے ۔ "

میں:-" (غصہ اور ناراضگی کے ساتھ) یہ کیسے آپ کہہ دیا کہ ہم چھلکے سے تمسک کیا ہے اور مغز کو چھوڑ دیا ہے ؟"

دوست:-" (مجھے دلاسہ دلاتے ہوئے) برادر آپ جب عراق آئے ہیں برابر عبدالقادر جیلانی کا ذکر کررہے ہیں آخر یہ عبدالقادر جیلانی کون ہے؟ جس کا آپ اتنا احترام کرتے ہیں ؟"

میں :-"(فورا فخر سے) یہ ذریت رسول سے ہیں اگر رسول خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہی ہوتے !"

دو ت:-" برادر ! کیا اسلامی تاریخ سے آپ کو واقفیت ہے؟

میں :-" بغیر کسی تامل وتردد کے جی ہاں ہے ! حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے بارے میں میری معلومات صفر کے برابر ہیں کیونکہ میرے اساتذہ اور مدرسین اس کو پڑھنے سے روکتے تھے اور کہتے تھے " اسلامی تاریخ ایک سیاہ تاریک تاریخ ہے۔ اس کے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ بطور مثال عرض کروں میرے بلاغت کے استاد امام ں (ع) کی کتاب نہج البلاغہ کا خطبہ شقشقیہ پڑھا رہے تھے ۔ اس خطبہ کو پڑھنے میری طرح اور لڑکے بھی متحیر وگئے آخر میں ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کیا یہ واقعی الامام ں کا کلام ہے ؟

استاد کہا:-" تو بھلا ں کے علاوہ ایسی بلاغت کسی کو نصیب و سکتی ہے؟ اگر یہ حضرت ں کرم اللہ وجہہ کا کلام نہ و تا تو علمائے مسلمین جیسے الشیخ محمد عبدہ مفتی الدیار المصریہ قسم کے لوگ اس کی شرح میں اتنا اہتمام نہ کرتے" ۔

میں :-" اس وقت میں کہا الامام ں (علیہ السلام) ابو بکر وعمر کو غاصب خلافت کہہ کر متہم کررہے ہیں" ۔ یہ سن کر استاد کو غصہ آگیا اور مجھے زور سے ڈانٹا اور دھمکی دی کہ اگر دوبارہ تم ایسے سوالات کئے تو نکال دوں گا ۔ پھر استاد اور اضافہ فرمایا :- میں بلاغت پڑھاتا ہوں تاریخ کا درس نہیں دے رہا ہوں ۔ ہم کو آج اس تاریخ سے کیا سروکار جس کے صفحات مسلمانوں کی خونی جنگوں اور فتنوں سے بھرے پڑے ہیں ۔ خدا جس طرح ہماری تلواروں کو مسلمانوں کے خون سے پاک وپاکیزہ رکھا ہے اسی طرح ہمارا فریضہ ہے کہ اپنی زبان کو سب وشتم سے پاک رکھیں استاد کی اس دلیل سے میں قانع نہیں ہوا بلکہ اس پر غصہ آیا کہ ہم کو بے معنی بلاغت کی تعلیم دیتے ہیں ۔ میں اسلامی تاریخ پڑھنے کا کئی مرتبہ ارادہ کیا ۔ لیکن مصادر اور امکانات کی کمی راستہ کا روڑا بنی رہی ۔ اور ہم اپنے علماء واساتذہ میں بھی کسی کو نہ دیکھا جو تاریخ کا اہتمام کرتا ہو یا اس سے دلچسپی رکھتا ہو گویا سبھوں اس کو طاق نسیان پر رکھنے اور مطالعہ نہ کرنے پر اجتماع کر رکھا ہے ۔ اسی لئے آپ کو کوئی بھی ایسا نہیں ملے گا جس کے پاس تاریخ کی کوئی کامل کتاب ہو۔

بارے میں پوچھا جواب سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ کوئی ڈاکٹر ہے جو عنقریب آنے والا ہے اسی اثناء میں میرے دوست نے کہا:" میں آپ کو یہاں پر اس لئے لایا ہوں کہ آپ کا تعارف ایک ڈاکٹر سے کرادوں جو تاریخ کا سب سے بڑا ماہر ہے ۔ اور بغداد یونیورسٹی میں تاریخ کا پروفیسر ہے اور اس نے عبدالقادر جیلانی پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے شاید وہ آپ کے لئے مفید ہو کیونکہ میں تاریخ کا ایکسپرٹ نہیں ہوں ۔

ہم لوگوں نے وہاں کچھ ٹھنڈا پیا اتنے میں وہ ڈاکٹر بھی آگیا ۔میرا دوست اس کے احترام میں کھڑا ہوگیا ۔اور اس کو سلام کرکے مجھے اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا : ان کو کچھ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں بتائیے اور ہم سے اجازت لے کر کسی کام سے چلا گیا ۔ڈاکٹر نے میرے لئے ٹھنڈا منگوایا اور مجھ سے میرے نام ،شہر ،پیشہ ،وغیرہ کے بارے میں پوچھنے لگا ۔اسی طرح اس مجھ سے کہا ٹیونس میں عبدالقادر جیلانی کے بارے میں جو چیزیں مشہور ہیں ۔مجھے بھی ان کے بارے بتائیے۔

میں نے اس سلسلہ میں ڈاکٹر سے بہت سارے واقعات بتائے یہاں تک کہ میں نے بتایا ہماری طرف مشہور ہے شب معراج جب جبرائیل آگے بڑھنے سے ڈرگئے کہ کہیں جل نہ جاؤں توجناب عبدالقادر نے رسول خدا کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا ۔ اور رسول اللہ نے فرمایا : میرے قدم تیری گردن پر اور تیرے قدم قیامت تک اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے ۔

ڈاکٹر میرا کلام سن کر بہت ہنسا ۔اب مجھے یہ نہیں معلوم ان حکایات کو سنکر ہنسا یا اس ٹیونسی استاد پر ہنسا جو اس کے سامنے بیٹھا تھا ۔ اولیاء اور صالحین کے بارے میں تھوڑی دیر مناقشہ کرنے کے بعد ڈاکٹر بولا:- میں نے سات سات تک تحقیق وجستجو کی اور اس درمیان میں متعدد ممالک کا سفر کیا ۔ مثلا پاکستان ، ترکی ، مصر ، بریطانیہ ،اور تمام ان مقامات پر گیا ۔ جہاں ایسے محفوظات تھے عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب تھے ۔ان محفوظات کو دیکھا ان کی تصویریں حاصل کیں ۔ لیکن کہیں سے یہ بات نہیں ثابت ہوتا کہ عبدالقادر سلالہ رسول سے تھے ۔زیادہ سے زیادہ ان کے اولاد واحفاد کی جو جو اشعار منسوب ہیں ان میں ایک شخص نے کہا ہے : میرے جد رسول اللہ تھے ۔ اور اس کو رسول کی اس حدیث

پر حمل کیا گیا ہے ۔ کہ آنحضرت فرمایا " میں ہر متقی کا جد ہوں ۔ جیسا کہ بعض علماء کا یہی خیال بھی ہے ۔اور قربات میرے نزدیک ثابت ہے وہ یہ ہے کہ عبدالقادر ایرانی النسل تھے ۔ عرب نہیں تھے ۔ ایران کے ایک شہر جیلان (گیلان) میں پیدا ہوئے تھے ۔ اور اسی لئے جیلانی کہاجاتا ہے پھر یہ بغداد آگئے تھے وہیں تعلیم حاصل کی اور ایسے وقت میں مدرس ہوئے جب اخلاقی برائیاں عروج پر تھیں ۔

جیلانی ایک زاہد قسم کے آدمی تھے لہذا لوگ ان سے محبت کرتے ان کے مرنے کے بعد لوگوں " الطریقۃ القادریہ" کی بنیاد رکھی جو انھیں کی طرف منسوب ہے جیسا کہ ہر صوفی کےماننے والے ایسا ہی کرتے ہیں پھر بات آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ہے کہ عربوں کی حالت اس سلسلہ میں بہت افسوسناک ہے ۔

اس سے میری رگ وہابیت پھڑک اٹھی ۔میں ڈاکٹر سے کہا " اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ بھی وہابی الفکر ہیں ۔ آخر وہ لوگ بھی تو یہی کہتے ہیں جو آپ فرمارہے ہیں کہ کوئی ولی وغیرہ نہیں ہے ۔

ڈاکٹر : جی نہیں! میں وہابی نہیں ہوں ۔مسلمانوں میں افسوسناک بیماری یہ ہے کہ یا تو حد افراط پر ہیں ۔ یا حد تفریط پر یاتو وہ ہر اس خرافات تک کو مان لیں گے جس پر نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی اور یا ہر چیز کو جھٹلانے پر تل جائیں گے چاہے وہ انبیاء کے معجزات ہی ہوں ۔ بلکہ اپنے نبی کے معجزات اور حدیثوں کا صرف اس لئے انکار بیٹھے ہیں کہ ان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہیں یا جو من گھڑت عقیدہ ان کا ہے اس عقیدہ کے خلاف ہے ۔کچھ لوگ مشرق کی کہتے ہیں تو کچھ مغرب کی ۔

صوفی لوگ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر کا ایک ہی وقت میں بغداد اور ٹیونس دو نوں جگہ پہونچنا ممکن ہے وہ ایک ہی وقت میں ٹیونس کے مریض کو شفا دےسکتے ہیں اور عین اسی وقت دجلہ سے ڈوبے والے کو نکال سکتے ہیں یہ افراط ہے ---وہابی ---- صوفیوں کے بالکل بر خلاف ---ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں ۔ انتہا یہ ہے کہ اگر کوئی نبی کو وسیلہ بنائے تو اس کو بھی مشرک کہتے ہیں یہ تفریط ہے ۔اور نہ یہ درست ہے نہ وہ ۔بلکہ جیسا کہ خدا کہا ہے :

وکذلک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شیهدا علی الناس (پ ۳ س ۲ بقره آیت ۱٤۳)

ترجمہ:(اور جس طرح تمہاری قبلہ کے بارے میں ہدایہ کی)- اسی طرح تم کو عادل امت بنایا تاکہ لوگوں کے مقابلہ میں تم گواہ بنو۔ اور رسول (محمد) تمہارے مقابلہ میں گواہ بنیں ۔۔۔۔ ہم کو اس طرح ہونا چاہیے ۔ ڈاکٹر کا کلام مجھے بہت پسند آیا میں اس کاشکریہ ادا کیا ۔ او رجو کچھ اس کہا تھا اس پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا ۔ ڈاکٹر اپنا بیگ کھول کر عبدالقادر جیلانی کے بارے میں اپنی لکھی وئی ایک کتاب مجھے بطور ہدیہ پیش کی ۔ اور کھا کی دعوت دی ۔ تین میں معذرت کرلی۔ پھر ہم لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے کبھی ٹیونس کے بارے میں کبھی شمال افریقہ کے بارے میں یہاں تک کہ ہمارا دو ت واپس آیا اور ہم لوگ رات کو گھر پہونچے ۔پورا دن زیارتوں او ربحث و باحثہ میں گزار دیا تھا مجھے تھکن کا احساس ورہا تھا ۔ لہذا لیٹے ہی سو گیا ۔

ں الصباح اٹھ کر نمازپڑ ں ۔اور اس کتاب کا مطالعہ شروع کردیا ۔ عبدالقادر کے زندگی سے تعلق تھی ۔ میرا دو ت اس وقت اٹھا جب میں آد ں کتاب پڑھ چکا تھا ۔اور وقتا فوقتا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نا شتہ کے لئے آتارہا ۔ تن جب تک میں کتاب ختم نہیں کرلی ناشتہ کے لئے نہیں اٹھا اس گویا مجھے باندھ دیا تھا اور مجھے شک وگیا تھا مگر شک زیادہ تر نہیں رہا ۔عراق سے نکلتے نکلتے شک دور وچکا تھا ۔

شکوک وسوالات

تین دن تک اپنے دوست کے یہاں مستقل آرام کرتا رہا اور ان لوگوں کے بارے سوچتا رہا جن کا میں انکشاف کیا تھا گویا یہ لوگ چاند پر رہنے والے تھے (اگر ایسا نہیں تھا تو) ان کے بارے میں لوگوں صرف رسوا ن اور غلط پروپیگنڈے کیوں کئے تھے ؟ ان کی معرفت کے بغیر ان کو کیوں ناپسند کرتا رہا اور کیوں ان کی طرف سے کینہ رکھتا تھا؟ شاید ان سب پروپیگنڈوں کا نتیجہ ہو جو مسلسل ان کے خلاف کئے جاتے تھے کہ یہ لوگ ن کی پرستش کرتے ہیں ۔ اور اپنے ائمہ کو خدا کا مرتبہ دتے ہیں اور کہتے ہیں خدا ان کے اماموں میں حلول کئے ہوئے ہے یہ لوگ خدا کے بجائے پتھر (سجدہ گاہ) کو سجدہ کرتے ہیں ۔ یہ لوگ قبر رسول پر صرف اس لئے آتے ہیں ۔ ۔۔۔جیسا کہ میرے باپ حج کی واپسی پر بیان کیا کرتے تھے ۔۔۔۔۔کہ قبر مطہر پر غلاظت وگندگی ڈالیں اسی لئے سعودیوں گرفتار کرکے ان کو قتل کر کا حکم دے دیا ۔۔۔اوریہ لوگ ۔۔۔اور یہ لوگ ۔۔۔جو جی چاہے ان کے بارے میں ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے ۔

ذرا سوچیے مسلمان ان چیزوں کو سن کر شیعوں سے کیسے کینہ نہ رکھے گا ۔ اور ان کو کیوں کر دشمن نہ رکھے گا بلکہ ان سے قتال پر کیوں آمادہ نہ ہوگا ۔

ن میں (اپنے ان تجربات کے بعد) کیوں کر ان پروپیگنڈوں کا یقین کرلوں ۔میں جو کچھ بھی دیکھتا ہے یا سنتا ہے یہ آنکھوں دیکھا اور اپنے کانوں سنا ہے ۔اب تو ان کے درمیان رہتے ہوئے ایک ہفتہ سے زیادہ ہوگیا ۔میں ان کی ہر بات عقل و منطق کے مطابق پائی ۔ان کی باتیں عقلوں میں اتر جاتی ہیں ۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ان کی عبادتیں ،نمازیں ،اخلاق علماء کا احترام مجھے اتنا پسند آیا کہ میں تمنا کرتا کہ کاش میں بھی ان کی طرح کا ہوتا ۔ میں خود اپنے سے پوچھتا ہوں کیا یہ لوگ واقعی رسول اکرم

وکو ناپسند کرتے ہیں ؟ میں جب بھی حضور کا نام لیتا ہوں ۔۔۔۔۔اور زیادہ تر ان لوگوں کا امتحان لینے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔۔۔۔تو یہ لوگ دل وجان اور پورے خلوص کے ساتھ زور سے کہتے ہیں ۔"اللھم صلی علی محمد وآل محمد " پہلے میں یہ بھی سوچتا تھا کہ کہیں یہ لوگ منافقت نہ برتتے ہوں ۔ لیکن جب میں نے ان کی کتابوں کو پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ لوگ شخصیت رسول (ص) کی اس قدر احترام ،تقدس، تنزیہ کرے قائل ہیں جس کا عشر عشیر ہماری کتابوں میں نہیں ہے تو میری ساری بد گمانی دور ہوگئی ۔ یہ لوگ تورسول اکرم کو قبل از بعثت بھی اور بعد از بعثت بھی معصوم مانتے ہیں اور ہم اہلسنت والجماعت صرف تبلیغ قرآن کے سلسلہ میں معصوم مانتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کو اپنا جیسا خطا کار انسان مانتے ہیں بلکہ ہم تو آنحضرت کو خطاکار اوربعض صحابہ کو خطاسے مبرا سمجھتے ہیں اور یہ ۔ پاس اس کی بہت سی مثالیں ہیں حالانکہ شیعہ حضرات کسی بھی قیمت پر رسول کی غلطی اور دوسروں کی تصویب کو تسلیم ہی نہیں کرتے پھر ان تمام باتوں کے باوجود میں کیسے مان لوں کہ شیعہ رسول (ص)وکو ناپسند کرتے ہیں ؟

یہ کیسے ممکن ہے ایک دن میں نے اپنے دوست سے درج ذیل گفتگو کی اور اس کو قسم دلادی کہ بالکل صاف صاف بات کرو گفتگو یہ تھی ۔

میں :- "کیا آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ کو نبی مانتے ہیں ؟ کیونکہ آپ لوگوں میں سے جو بھی ان کا تذکرکرتا ہے "علیہ السلام "ضرور ادا کرتا ہے "۔

دوست:-" نہیں نہیں ! ہم لوگ جب امیر المومنین یا کسی امام کا تذکرہ کرتے ہیں تو علیہم السلام کہتے ہیں ۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ حضرات انبیاء ہیں ۔ یہ حضرات ذریۃ رسول کااور آنحضرت کی عترت ہیں ۔ جن پر خدا نے قرآن میں صلواۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے ۔اس لئے ہم لوگ " علیہم الصلاۃ والسلام "بھی کہتے ہیں "۔

میں :- "برادر ہم لوگ صرف رسول اللہ اورآپ سے پہلے والے انبیاء پر صلاۃ وسلام کے قائل ہیں اس میں حضرت علی اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کا کوئی دخل نہیں ہے "۔

میں :-" میں آپ سے خوا ش کرتا وں کہ آپ مزید مطالعہ کیجئے تاکہ حقیقت وا ح وجائے ۔"

میں :-"میرے دو ت میں کون سی کتاب پڑھوں ؟ کیا آپ مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ احمد امین کی کتابیں شیعوں پر حجت نہیں ہیں ۔ تو پھر اسی طرح شیعوں کی کتابیں ہمارے لئے حجت نہیں ہیں اور نہ ہم ان پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ کیا آپ نہیں کہا تھا ، عی ائیوں کی طرح جو کتابیں معتمد ہیں ۔ان میں حضرت عیسی کا قول تحریر ہے کہ :" میں خدا کا بیٹا وں "جب کہ قرآن کہتا ہے ۔۔۔اور قرآن ا رق القائلین ہے ۔۔۔حضرت عیسی کی زبانی نقل کرتے وئے : میں تو ان سے صرف وہی کہا تھا جس کا تو حکم دیا تھا کہ اس خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا (ب ہی کا) رب ہے ۔

دو ت :- جی ہاں ! میں کہا تھا اور آپ سے بھی جس کا مطا بہ کرتا وں وہ یہی ہے کہ آپ عقل ق کو استعمال کریں اورقرآن کریم اور سنت صحیحہ سے استدلال کریں جب گفتگو کسی مسلمان سے و ۔ ین اگر گفتگو کسی یہودی یا عی ائی سے و تو استدلال قرآن سے نہیں کیا جائے گا ۔

میں :-" میں کس کتاب سے حقیقت کا پتہ ا ؤں کیوں کہ ہر مؤلف ،ہر فرقہ ،ہر مذہب کا دعوی ہے کہ وہی حق پر ہے ۔ باقی ب با ل پر ہیں ۔"

دو ت:-" میں بہت ہی بدیہی وحسی دیل پیش کرتا وں ، مسلمان اختلاف مذاہب وتشتت فرق کے باوجود اس دیل پر متفق ہیں مگر آپ نہیں جانتے یہ تعجب ہے ۔آپ دعا کیجئے :ربّ زدنی لما "اچھا یہ بتائیے کیا آپ یہ آیۃ پڑ ں ہے ؟"

"ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلو اعلیہ وسلموا تسلیما (پ ۲۲ س ۳۳ (احزاب) آیت ٥٦)

اسمیں شک نہیں کہ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر (اور ان کی آل) پر دوردو بھیجتے ہیں ۔ تو اے ایماندارو! تم بھی درود بھیجتے ر و اور برابر سلام کرتے ر و :۔۔۔۔۔ کی تفسیر پڑ ں ہے ؟

شیعہ وسنی تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوئی تو اصحاب کرام رسول اللہ کے پاس آکر بولے : ہم کو معلوم ہوگیا کہ آپ پر کیوں سلام بھیجیں ؟ لیکن یہ نہیں معلوم کیونکر درود بھیجیں تو آنحضرت نے فرمایا اس طرح کہو:

"اللھم صل علی محمد وآل محمد کمام صلیت علی ابراھیم وآل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید "

اور دیکھو میرے اوپر کبھی دم بریدہ درود نہ بھیجنا ! اصحاب نے پوچھا سرکار یہ دم کٹی درود کیا ہے ؟ فرمایا :اللھم صل علی محمد " کہہ کر چپ ہو جانا (سنو) خدا کامل ہے کامل ہی کو قبول کرتا ہے ان تمام اسباب کی وجہ سے صحابہ اور تابعین سب رسول خدا کے حکم کو پہچان گئے اور وہ سب مکمل درود بھیجا کرتے تھے اسی لئے امام شافعی نے اہل بیت کے لئے فرمایا ہے

یا آل بیت رسول اللہ حبکم + فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم+ من لم یصل علیکم لا صلاۃ لہ

اے اہل بیت رسول تمہاری محبت تواس قرآن میں واجب کی گئی ہے جس کو خدا نے نازل فرمایا ہے ۔تمہاری جلالت قدر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جو تم پر (نماز میں) درود نہ بھیجے اس کی نماز ،نماز ہی نہیں ہے ۔

میرے دوست کا کلام میرے کانوں میں رس گھول رہا تھا اوردل میں اترتا جارہا تھا اور میرا نفس اس کو قبول کرنے پر آمادہ تھا سابقا میں نے یہ بات کسی کتاب میں پڑھی تھی ۔مگر اس وقت زور دینے کے باوجود کتاب کا نام یاد نہیں آرہا تھا میں نے اعتراف کیا کہ ہم لوگ بھی جب رسول پر درود بھیجتے ہیں تو آل واصحاب سب ہی پر بھیجتے ہیں ۔ لیکن شیعوں کی طرح صرف حضرت علی کے ذکر پر علیہ السلام نہیں کہتے میرے دوست نے مجھ سے پوچھا بخاری کے بارے میں کیاخیال ہے" ؟ وہ سنی تھے یا شیعہ ؟

میں :- اہل سنت والجماعت کے بڑے جلیل القدر امام تھے ۔خدا کی کتاب کے بعد ان کی کتاب تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہے میرے اتنا کہنے پر میرا دوست اٹھا اور اپنی لائبریری سے صحیح بخاری نکال

ملایا ۔اور بخاری کھول کر جس صفحہ کو تلاش کر رہا تھا ۔ تلاش کرکے مجھے دیا اور کہا پڑھو ! میں پڑھنے لگا شروع کیا : مجھ سے فلان بن فلان بیان کیا اور اس سے ں الخ ۔میری آنکھوں کو یقین نہیں آرہا تھا اور اتنا تعجب وا کہ مجھے شبہ و ا۔ یہ واقعی صحیح بخاری نہیں ہے؟ میں بے چینی کے ساتھ صفحہ اور کور کو دیکھنے ا جب ۔میرے دو ت کو اح اس و ا کہ مجھے شک ہے تو اس مجھ سے کتاب لے کر کیا دو را صفحہ نکال کر دیا ۔ اس میں تھا کہ مجھ سے ں ابن الحسین (لیھما السلام) بیان کیا ۔ اس کو دیکھنے کے بعد میں کہا سبحان اللہ ! ۔میرا دو ت (شاید ۔میرے اس جملہ سے قانع و کر مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا ۔اور میں سوچنے ا بار بار ان صفحات کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا اور پڑھتا رہا اور یہ تلاش کرتا رہا کہ یہ کتاب کہاں چھپی ہے ؟ دیکھا تو مصر کی شرکۃ الحلبی واولادہ کی م بوعہ ہے اور وہیں سے نشر کی گئی ہے ۔

خدایا ! میں کب تک مکابرہ کروں ۔کب تک دشمنی کروں اس تو ہماری کتاب بخاری سے حسی د یل پیش کردی اور امام بخاری ق عا شیعہ نہیں تھے ۔یہ تو سنیوں کے امام اور بہت بڑے محدث تھے کیا میں حقیقت تسلیم کرلوں یعنی ان کی طرح س لیہ السلام کہنے لگوں ۔ن مجھے ڈر لگتا ہے کہیں اس حقیقت کے ماننے پر کئی اور حقیقتوں کو ماننا پڑے ۔مجھے اس حقیقت کا اعتراف پسند نہیں ہے ۔میں اپنے دو ت سے دومرتبہ شکست کھا چکا وں ۔ایک تو عبد لقادر جیلانی کی قدا ت کوچھوڑ کر مجھے ا تراف کرنا پڑھا تھا کہ (امام موسی الکاظم) ان سے اولی ہیں ۔ اور یہ بھی تسلیم کر یا تھا کہ ں کے ساتھ لیہ السلام جائز ہے ۔ ۔ن اس مرتبہ شکست نہیں اٹھانا چاہتا ۔ارے میں وہی تو وں جو کچھ دنوں پہلے مصر میں۔۔۔ا وا عالم تھا اپنے اوپر فخر کرتا تھا ،ازہر شریف کے لماء ۔میری تعریف کرتے تھکتے نہیں تھے ۔ اور آج میں اپنے کو مغلوب ،شکست خوردہ محسوس کررہا وں ۔ وہ بھی ۔ن لوگوں کے سامنے !جن کو ہمیشہ ں پر سمجھکر تا تھا ۔ میں لفظ "شیعہ" کو گالی سمجھتا تھا ۔

(درحقیقت)یہ تکبر در حب ذات ہے ،یہ انیت ،عصبیت ،لجوج پن ہے ۔ خداوندا! مجھے رشد کا الہام کردے ! ۔میری (حقیقت کے قبول کر پر) مدد فرما چاہے وہ تلخ و ! پروردگارا ! ۔میری بصارت وبصیرت کو کھول دے ،صراط مستقیم تک ۔میری ہدایت فرما ، مجھے ان لوگوں میں سے قراردے جو باتوں

کو ن کر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں ۔خدایا! مجھے حق دکھادے مجھے حق کی پیروی کی توفیق مرحمت کردے ۔میری نظر میں باطل کو باطل قراردیدے مجھے اس سے بچنے کی توفیقات عطافرما ۔

میرا دوست جب گھر واپس آیاتو میں اپنے دعائیہ کلمات کی تکرار کررہا تھا ۔اس مسکراتے ہوئے کہا : خدا ہم کو ،تم کو ، تمام مسلمانوں ہدایت دے وارخدا کہا ہے : جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتا ہے ہم ان کو اپنے راستہ کی ضرورہدایت کرتے ہیں اور خدا تو احسان کر والوں کے ساتھ ہے " اس آیت میں جہاد سے مراد حقیقت تک پہنچنے کے لئے لمس بحث و باحثہ کرنا ہے ۔جو شخص حق کا تلاش ہوتا ہے خدا اس کو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔

نجف کا سفر

ایک رات ،میرے دو ت مجھے،پتا! کال انشااللہ نجف چلیں ے ۔میں پوچھا نجف کیا ہے ؟ اس کہا وہاں حوزہ لمیہ ہے اور امام ں ابن ابیطالب کا مرقد (مطہر) ہے مجھے اس پر بڑا تعجب وا کہ حضرت ں کی قبر مشہور کیسے وئے ؟ کیونکہ ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ سیو نا ں کی قبر م روف کا کہیں وجود نہیں ہے ۔

ہم لوگ ایک عمومی گاڑی پر سوار و کر کوفہ پہونچے وہاں ہم اتر گئے ۔مسجد کوفہ جو ایک اسلامی آثار قدیمہ میں سے ہے اس کی زیارت کی ،میرا دو ت تاریخی چیزوں کو دیکھتا رہا ہے ۔ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی زیارت کرائی ۔اور مختصرا ان کی شہادت کا ذکر کیا ۔اور مجھے اس محراب میں بھی لے کیا جس میں حضرت ں (لیہ السلام) کو شہید کیا گیا تھا ۔ اس کے بعد ہم امام ں (لیہ السلام) کا وہ مکان بھی دیکھا ۔جس میں آپ اپنے دونوں بیٹوں سیو نا حسن وسیو نا حسین (لیہما السلام) کے ساتھ رہا کرتے تھے ۔ اس مکان میں ایک کنواں بھی ہے ج کے ۔ پانی سے یہ لوگ وضو بھی کرتے تھے اور اسی کے ۔ پانی کو پیتے تھے ۔ میں وہاں ایسی روحانیت محسوس کی کہ اتنی دیر کے لئے دنیا ومافیہا کو فراموش کربیٹھا ۔اور میں امام ں (لیہ السلام) کے زہد میں ڈوب گیا کہ آپ امیرالمو نین اور چوتھے خلیفہ راشد و کر بھی ایسی معمولی زندگی بسر کرتے تھے ۔

یہ بات لائق توجہ ہے ہ وہاں کے لوگ بڑے بامروت و تواضع ہیں ۔ہم لوگ جدھر سے گزر جاتے تھے لوگ احتراماً کھڑے وجاتے تھے ۔ اور ہم کو سلام کرتے تھے ،میرا دو ت ان میں اکثر کو پہچانتا بھی تھا ۔ معہد کوفہ کے مدیر ہماری دعوت کی وہاں ہماری ملاقات اس

کے بچوں سے وئی اور وہ رات اسی کے پاس ہم لوگوں   بڑی راحت وارام سے بسر کی مجھے تو یہ محسوس ورہا تھا جیسے اپنے قبیلہ وخاندان میں وں ۔ وہ لوگ اہل سنت والجماعت کا ذکر کرتے تو کہتے :ہمارے سنی بھائی ! ہم ان کی گفتگو سے جب مانوس وگئے تو ہم   بطور امتحان بعض سوالات بھی کئے کہ دیکھیں یہ لوگ کہاں تک سچے ہیں ؟

اس کے بعد ہم نجف کے لئے روانہ وگئے جو کوفہ سے دس کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں پہونچتے ہی مجھے بغداد کی مسجد الکاظمیہ کی یاد تازہ وگئی کہ سنہری مینارے جن کے بیچ میں خالص سو   کا گنبد تھا ۔شیعہ زائرین کی حسب عادت ہم   بھی اذن دخول پڑھ کر رم امام ں میں قدم رکھا ۔یہاں مجھے (حضرت امام)موسی الکا م کی مسجد جامع سے بزیادہ تعجب خیز چیزیں دکھائی دی ۔ اپنی عادت کے مطابق میں   فاتحہ پڑ ں تن یہ شک بہر حال رہا ۔ کہ کیا اس قبر میں الامام ں (ع) کا جسم ہے ؟ میں اپنے کو قانع کرنا چاہا ۔ تن کہاں کوفہ کا وہ سادہ سا مکان جس میں امام رہتے تھے اور کہاں یہ ! میں   اپنے دل میں کہا حاشا وکلا جب کہ پوری دنیا کے مسلمان فاقوں سے مررہے وں تو کیا ں (ع) اس سو   چاندی پر راضی وسکتے ہیں ؟ خصوصا جب کہ راستہ میں فقرا ہاتھ پھیلائے گزر   والوں سے بھیک مانگ رہے تھے ۔میری زبان حال کہہ رہی تھی ۔ اے شیعو! تم ں پر و کم از کم اس ں کا تو اعتراف کر ہی لو رسول اکرم   حضرت ں کو تمام قبروں کو برابر کر   کے لئے بھیجا تھا ۔پھر آخر یہ سو   وچاندی سے لدی وئی قبریں ! اگر یہ شرک باللہ نہ بھی وں تو کم ازکم ایسی فاش ں ضرور ہے جس کو اسلام معاف نہیں کرسکتا ۔

میرے دو ت   ایک خشک مٹی کر ٹکڑے (سجدہ گا ہ) کی طرف ہاتھ بڑھاتے وئے مجھ سے پوچھا کیا تم بھی نماز پڑھنا چاہتے و؟ میں   تیزی سے جواب دیا ہم لوگ قبور کے ارد گرد نماز نہیں پڑھا کرتے دو ت   کہا اچھا تو پھر اتنی دیر انتظار کرو کہ میں دورکعت نماز پڑھ کر آجاؤں ۔اس کے انتظار میں ضریح پر جوچیزیں ٹنگی وئی تھیں ان کو پڑھنے لگا اور سنہری جالیوں کے بیچ س اندر کی چیزوں کو دیکھنے لگا ۔ جس کے اندر دنیا کے سکوں کے ڈھیر پڑھے وئے تھے

درہم ،ریال ،ٹکا ،لیرہ ب ہی کچھ یہ وہ تدرائے تھے ۔جو زائرین ضریح کے اندر ڈال دیا کرتے تھے تاکہ روضہ کے تعلق جو امور خیر انجام دیئے جائیں ۔ ان میں یہ بھی شریک وجائیں ۔وہ کے اتنے زیادہ تھے کہ میرا خیال ہے مہینوں میں جمع وئے ونے ن ۔میرے دو ت مجھے بتایا کہ ذمہ دار حضرات روزانہ نماز عشاء کے بعدان سکوں کو نکال لیتے ہیں یہ صرف ایک دن میں ڈالے گئے کے ہیں ۔

میں اپنے دو ت کے پیچھے پیچھے مد وش وکر ز لا گویا میری تمنا یہ رہی و کہ کاش اس میں تھوڑا سا مجھے بھی مل جاتا ۔ یا فقراء وم اکین پر تقسیم کردیا جاتا ۔ کیونکہ فقراء وم اکین کی تعداد بھی الی ماشااللہ تھی ۔روضہ کے چاروں طرف جو دیوار کھینچی وئی ہے ۔ روضہ سے نکل کر میں ادھر ادھر دیکھنے ا ۔ کہیں پر نمازجماعت ورہی تھی ۔ اور ایک دو نہیں کئی کئی اور کہیں پر کوئی خ یب تقریر کررہا تھا اور لوگ بیٹھے ن رہے تھے خ یب بڑے اونچے نبر پر تھا ۔ اتنے میں کچھ لوگوں کے رو کی آوازیں بھی آ لگیں ۔ کچھ ک ک کر رورہے تھے کچھ زورزور سے اور اپنے سینہ پر ہاتھ ماررہے تھے ۔میں چاہا کہ اپنے دو ت سے پوچھوں کہ ان لوگوں کو کیا وگیا ہے کہ رو رہے ہیں ۔ اور ر وسینہ کوٹ رہے ہیں کہ اتنے میں ہمارے قریب ایک جنازہ گزرا بعض لوگوں کو دیکھا و صحن سے پتھرا اکھاڑ رہے ہیں اور اس میں یت کو رکھ رہے ہیں ۔ اس وقت میرا خیان یہ وا کہ اس عزیز یت پر یہ لوگ رورہے ونے

علماء سے ملاقات

میرا دو ت رم کے ایک گوشہ میں بنی وئی ایک ایسی مسجد میں لے گیا ۔جہاں پوری مسجد میں سجادہ بچھا وا تھا اور اس کے محراب مین بہت ہی جبی اورعمدہ خط سے قرآنی آیات لکھی وئی تھیں ۔ میری نظر ان چند بچوں پر جاکر جم گئی جو عمامہ ا ئے محراب کے قریب مشغول باحثہ تھے ، اور ہر ایک کے ہاتھ میں کتاب تھی ۔اس بہترین نظر کو دیکھ کر میں بہت خوش وا ۔ میں اَبھی تک ایسے شیوخ نہیں دیکھے تھے جن کی عمریں تیرہ 13 سال سے یکر سولہ 16 تک تھیں ۔ اس باس ان کے جمال وخوبصورتی میں چار چاند ا دیئے تھے ۔ بس یہی معلوم وتا تھا کہ یہ چاند کے ٹکڑے ہیں ۔ میرے دو ت ان سے " السید" کے بارے میں پوچھا ۔انھوں بتایا وہ نماز جماعت پڑھا گئے ہیں ۔ میں نہیں سجھا کہ جس "السید کے بارے میں میرے دو ت پوچھا ہے وہ کون ہے؟ البتہ اتنا ضرور سجھ گیا تھا کہ وہ کوئی عالم دین ہیں ۔ بعد میں معلوم وا کہ اس سے مراد "السید الخوئی" ہیں جو فی الحال زعیم الحوزۃ العلمیہ " ہیں ۔ شیعوں کے یہاں السید " صرف انھیں کو کہاجاتا ہے ۔جو خاندان رسالہ سے وں اور السید خواہ عالم ہو یا طالب لم سیاہ عمامہ باندھتا ہے جب کہ دو رے لماء سفید عمامہ باندھتے ہیں اورالشیخ سے مخاطب کئے جاتے ہیں ۔ وہاں کچھ اور اشراف لوگ ہیں جو عالم تو نہیں ہیں ۔ مگر شریف ہیں وہ لوگ سبز عمامہ باندھتے ہیں ۔

میرے دو ت مجھ سے کہا کہ ۔آپ یہاں تشریف رکھئے میں ذرا سید سے ملاقات کرلوں ان طلاب مجھے مرحبا کہا اور تقریبا نصف دائرہ کی صورت میں بیٹھ گئے ۔ اور میں ان کے چہروں کو دیکھ رہا تھا ۔ اور یہ محسوس کررہا تھا کہ یہ گناہوں سے پاک ہیں ان کی ربیت اور ان کا بح بہت شفاف ہے ۔اتنے میں میرے ذہن میں رسول اکرم کی

حدیث یاد آگئی ۔ ہر انسان فطرت پر پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں ۔ میں اپنے دل میں کہا"، یا اس کو شیعہ بنادیتے ہیں ۔

ان طلاب مجھ سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں ۔؟ میں کہا ٹیونس کا ! انھوں پوچھا کیا آپ کے یہاں بھی حوزات علمیہ ہیں ؟ عرض کیا یونیورسٹیاں اور مدارس ہیں ۔ اس کے بعد تو چاروں طرف سے سوالات کی بوچھار ہونے لگی ۔ اور ہر سوال مرکزی اور مشکل تھا ۔ میں ان بے چاروں کو کیا بتاتا جن کا عقیدہ یہ ہے کے پورے عالم اسلام میں حوزات علمیہ ہیں ۔ جن میں فقہ واصول الدین والشریعہ اور تفسیر پڑھائی جاتی ہے ۔ان کو یہ نہیں معلوم کہ عالم اسلام میں اور ہمارے ملکوں میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں ۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مدارس قرآنیہ کے بدلے بچوں کے لئے باغیچے بنوادیئے گئے ہیں جن کی نگرانی نصرانی راہبات کے سپرد ہے اب کیا میں ان سے کہہ دیتا کہ آپ لوگ ہمارے بہ نسبت بہت پسماندہ ہیں ؟

ایک انھیں میں سے پوچھا ٹیونس میں کون سا مذہب رائج ہے ؟ میں کہا مالکی ! میں دیکھا کہ بعض ہنسنے لگے ۔ لیکن میں کوئی توجہ نہیں کی ان میں ایک کہا: آپ لوگ مذہب جعفری کو بھی جانتے ہیں ؟ میں کہا نہیں یہ کون سا نیا نام ہے ؟ نہیں ہم لوگ مذاہب اربعہ ---حنفی ،مالکی، شافعی ، حنبلی ---- کے علاوہ کسی اور مذہب کو نہیں جانتے اور جو مذہب ان چاروں کے علاوہ ہوگا وہ یقیناً غیر اسلامی ہوگا ۔

اس ہنستے ہوئے کہا: معاف کیجئے گا مذہب جعفری ہی خالص اسلام ہے ۔کیا آپ نہیں جانتے ابو حنیفہ امام جعفر صادق کے شاگرد تھے ؟ اور اسی سلسلے میں ابو حنیفہ کہا " لولا السنتان لھلک النعمان" اگر دوسال (جو امام جعفر صادق کی شاگردی میں گزارے ہیں) نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا ۔ میں یہ سن کر خاموش ہوگیا ۔اور کوئی جواب نہیں دیا ۔

ان لوگوں ایسی بات کہ دی جس کو میں آج سے پہلے سنا ہی نہ تھا ین میں خدا کی حمد کی کہ ان کے امام جعفر صادق استاد نہیں تھے ۔لہذا میں کہا ہم لوگ مالکی ہیں ۔ حنفی نہیں ہیں ۔ اس جوان کہا چاروں مذاہب والے بعض بعض سے تعلیم حاصل کی ہے ۔احمد بن حنبل امام شافعی سے تحصیل کیا ہے اور امام شافعی امام مالک سے ،امام مالک امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ امام جعفر صادق سے ب کچھ اخذ کیا ہے ! اسی طرح سب کے ب جعفر بن محمد کے شاگرد ہیں ۔ امام جعفر صادق پہلے آدمی ہیں ۔ جنھوں اپنے جد کی مسجد (مسجد النبی) میں جامعہ اسلا یہ (اسلامی یونیورسٹی) کی بنیاد ڈالی اور چار ہزار سے زیادہ محدث وفقیہ آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ۔مجھے اس بچے کے حافظہ پر بہت تعجب وا ۔یہ ۃ باتیں کہ رہا تھا ۔اس طرح کہ رہاتھا ۔جیسے ہم لوگ قرآن کے سوروں کو یاد کرکے فرفر سناتے ہیں اور اس وقت تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس بعض تاریخی م ادر کے حوالوں کو جروں ابواب وفصول کے ساتھ بیان کرنا شروع کردیا ۔اس اس طرح میرے ساتھ گفتگو شروع کردی جیسے کوئی استاد اپنے طالب لم سے کرتا ہے ۔ میں اس کے سامنے اپنی کمزوری کا اچھی طرح اح اس کر یا تھا ۔ اور اس وقت میری تمنا کہ کاش اپنے دو ت کے ساتھ میں بھی چلا گیا ہوتا ۔ ان بچوں میں ہر بچہ ہوتا ان میں سے جس بھی فقہ یا تاریخ کے بارے میں جو سوال پوچھا وہ ایسا ہی تھا کہ میں جواب نہیں دے سکا ۔ایک پوچھا آئمہ میں سے کس کی تقلید کرتے ہیں؟ میں کہا امام مالک کی ! اس کہا : آپ اس یت کی تقلید کیونکر کرتے ہیں جس میں اور آپ میں چودہ ری کا فاصلہ ہے؟ اگر آپ ان سے اس وقت کے جدید م ائل کے بارے میں پوچھیں تو کیا جواب دے سکیں ے ؟ میں تھوڑی دیر سوچا اس کے بعد کہا تمہارے امام جعفر صادق کو مرے وئے بھی چودہ سال گزر چکے ہیں آپ لوگ کس کی تقلید کرتے ہیں ؟ تمام بچوں فورا جواب دیا : ہم لوگ السید الخوئی کی تقلید کرتے ہیں ۔ وہی اس وقت ہمارے

قائد اور مرجع ہیں ! میں یہ نہ سمجھ پایا کہ الخوئی اعلم ہیں یا (امام) جعفر الصادق (ع)؟

مختصر یہ کہ میں ان بچوں کے ساتھ موضوع بدلنے کی فکر میں تھا ۔ میں ان سے ایسا سوال کرنا چاہتا تھا جس سے وہ میرا مسئلہ بھول جائیں ۔ چنانچہ میں ان سے نجف کی آبادی کے بارے میں پوچھا اور یہ پوچھا کہ نجف وبغداد میں کتنا فاصلہ ہے؟ کیا آپ لوگوں عراق کے علاوہ کوئی اور ملک بھی دیکھا ہے؟ وہ جیسے جواب دیتے تھے میں فورا دوسرا سوال کردیتا تھا۔میرا مقصد ان کو الجھائے رکھنا تھا تاکہ یہ مجھ سے سوالات نہ کرسکیں ۔کیونکہ میں احساس کر رہا تھا ۔کہ میں ان بچوں کے مقابلہ میں کمزور ہوں ان کے سامنے تو اعتراف کرنہیں کرسکتا تھا اگر چہ دل میں معترف تھا کیونکہ وہ عزت وبزرگی وعلم جو مصر میں مجھے حاصل ہوا تھا ۔وہ بخار بن کر یہاں اڑگیا ۔خصوصا ان بچوں سے ملنے کے بعد کہنے والے کی اس حکمت کو پہچان گیا جس کہا ہے

فقل لمن یدعی فی العلم فلسفة

عرفت شیئا وغابت عنک اشیاء

ترجمہ :-اس شخص سے کہہ دو جو علم میں فلسفہ بگھارتا ہو کہ تم ایک ہی چیز کو پہچانتا ہے اور بہت سی چیزیں تم سے غائب ہوگئیں ہیں " اور میں یہ طے کر یا ان بچوں کو عقل ازہر کے ان بوڑھوں سے زیادہ ہے جن سے میرا مقابلہ ہوا تھا ۔ اور ان بزرگوں سے بھی زیادہ ہے جن کی معرفت مجھے ٹیونس میں حاصل ہوئی تھی۔

اتنے السید الخوئی تشریف لائے اور ان کے ساتھ علماء کی ایک جماعت تھی جن کے چہرے سے ہیبت وقار ظاہر ہورہا تھا ۔ سارے طلاب تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے انھیں کے ساتھ میں بھی کھڑا ہوگیا ۔اور سب آگے بڑھ بڑھ کر السید الخوئی کا ہاتھ چومنے لگے میں اپنی جگہ پر میخ کی طرح قائم رہا ۔ سید کے بیٹھتے ہی سب بیٹھ گئے ۔ سید خوئی ہر ایک کو مخاطب کرکے مساکم اللہ بالخیر کہنا شروع کردیا ۔جس سے وہ کہتے تھے وہ بھی جواب

میں یہی کہتا تھا یہاں تک کہ میرا نمبر آیا تو میں بھی وہی کر دیا۔اس کے بعد میرے دوست سید خوئی سے آہستہ آہستہ میری طرف اشارہ کرکے کہا۔ اور مجھ سے کہا آپ سید کے قریب آجائے ۔ سید مجھے اپنے داہنی طرف بٹھایا ۔سلام ودعا کے بعد میرے دوست مجھ سے کہا ۔ سید سے بتاؤ کہ ٹیونس میں تم شیعوں کے بارے میں کیا سنتے رہے ہو ؟ میں کہا برادر جو قصے کہانیاں وہاں سنتے رہے ہیں ۔ وہی ہمارے لئے کافی ہیں میرے نزدیک سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ شیعہ کیا کہتے ہیں ؟ میں کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ جواب بالکل صریح ہوں تین میرے دوست اصرار کرنا شروع کردیا کہ پہلے آپ سید کو بتائیے کہ آپ کا عقیدہ شیعوں کے بارے میں کیا ہے ؟

میں :-"ہمارے نزدیک شیعہ اسلام کے لئے یہود و نصاری سے زیادہ سخت نقصان دہ ہیں ۔ کیونکہ یہود و نصاری خدا کی عبادت کرتے ہیں ۔ جناب موسی کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں تین شیعہ (جیسا کہ ان کے بارے میں سنا جاتا ہے) ن کی عبادت کرتے ہیں اور انھیں کی تقدیس بیان کرتے ہیں ۔ ہاں شیعوں میں ایک فرقہ جو خدا کی عبادت کرتا ہے تین وہ بھی حضرت ن کو حضرت رسول کی جگہ جانتے ہیں پھر میں جبرئیل کا قصہ بتایا کہ شیعوں کی بنا پر انھوں کتنی بڑی خیانت کی کہ رسالت س تک پہونچانے کے بجائے محمد کی پہونچا گئے ۔ سید خوئی تھوڑی دیر سر جھکایا اور دیکھتے ہوئے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں ۔ خدا ان پر اور ان کے پاک پاکیزہ آل پر رحمت نازل کرے اور (حضرت) ن اللہ کے ایک بندے ہیں ۔ اس کے بعد دوسرے بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف توجہ ہوتے ہوئے اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے ۔دیکھو غلط پروپیگنڈے کس طرح لوگوں کو غلط راستہ پر ڈال دیتے ہیں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے میں دوسروں سے اس سے بھی زیادہ سنا ہے ۔ " لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"اس کے بعد میری طرف توجہ ہوئے فرمایا

سید : کیا آپ قرآن پڑھا ہے ؟

میں :- دس سال کی عمر میں آدھا قرآن حفظ کر یا تھا ۔

سید :- کیا آپ جانتے ہیں کہ اسلامی فرقے اپنے مذہبی اختلاف کے باوجود کریم پر متفق ہیں ؟ جو قرآن اہمے ۔ پاس موجود ہے ۔ وہی قرآن آپ حضرات کے ۔ پاس بھی موجود ہے ۔

میں :- جی ہاں ! اس بات کو جانتا وں ۔

سید :- پھر کیا آپ خداوندعالم کا یہ قول نہیں پڑھا "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل " (پ ٤ س ٣ (آل عمران) آیت ١٤٤) اور محمد (صلی اللہ لیہ وآلہ وسلم) تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں ہیں) ان سے پہلے اور بھی بہتر ے پیغمبر گزرچکے ہیں ۔۔۔ اسی طرح خدا کا یہ قول " محمد رسو ل اللہ والذین معه اشداء علی الکفار (پ ٢٦ س ٤٨ (فتح) آیت ٢٩) محمد (صلی اللہ لیہ وآلہ وسلم)خد کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اسی طرح خدا کای قول : ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (پ ٢٢ س ٢٣(احزاب) آیت ٤٠) ۔(لوگو) محمد تمہارے مردوں میں سے (حقیقتا)کسی کے باپ نہیں ہیں ۔ بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں ۔

میں :- جی ہاں ! میں ان آیات کو بخوبی جانتا وں ۔

سید:- پھر اس میں ں کو نبوت کا کہاں ذکر ہے ؟جب ہمارا قرآن محمد کو رسول اللہ کہتا ہے توہمارے اوپر یہ الزام کہاں سے ا دیاگیا ؟ میں خاموش وگیا میرے پاس کوئی جواب بھی نہیں تھا ۔سید پھر کہنا شروع کیا رہی جبرئیل کی خیانت والی بات تو حاشا للہ (واستغفراللہ) یہ تو پہلے الزام سے بھی بد تر ہے ۔کیونکہ خدا جب جبرئیل کو آنحضرت کے ۔ پاس بھیجا ہے تو محمد کی عمر چالیس سال تھی اور ں کا بچپنا تھا۔حضرت ں کی عمر چھ سال رہی وگی ۔ پس کیا جبرئیل بوڑھے اور بچے میں فرق نہیں کرسکتے تھے ؟

سید خوئی کی اس قی دیل پر میں کافی دیرخاموش رہا ۔اور ان کی دیلوں کے بارے میں

رجھکائے وئےورغ کرہ ۔تارہا اور اس گفتگو کی چاشنی م سوس کرہ ۔تارہا ۔جو ۔میرے دل کی گہرائیوں میں اتر گئی تھی ۔ اور جس ۔میری آنکھوں سے پردہ اٹھادیا تھا می اپنے دل میں ک ہ رہا تھا اس ق کو کون ہ ما گا ؟

سید :- سید پنی ۔بات آے بڑھاتے وئے کہا میں آپ کو ہ ا چاہتا وں ۔ تمام اسلامی فرقوں میں صرف اور صرف ایک فرقہ شیعہ ہے جو انبیاء اور ائمہ کی عصمت کا قائل ہے ۔ جب ہمارے آئمہ جو ہماری طرح کے بشر ہیں ۔وہ م صوم ہیں تو پھر جبرئیل جو ملک مقرب اورخدا ان کو روح الامین کہا ہے بھلا وہ کیسے خطا کار وسکتے ہیں ؟

میں :- پھر ان پروپگن وں کا مدرک کیا ہے ؟

سید :- جو اسلام دشمن عناصر ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کرہ اچاہتے ہیں ایک کو دو رے سے لڑا ا چاہتے ہیں یہ انھیں لوگوں کی کارستانیاں ہیں ورہ ہ مسلمان ب آپس میں بھائی بھائی ہیں خواہ سنی وں یا شیعہ کیونکہ ب ہی ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں کوئی مشرک نہیں ہے ب کا قرآن ایک ہے نبی ایک ہے قبلہ ایک ہے ۔شیعہ وسنی میں صرف فقہی اختلافات ہیں جیسے خود اہل سنت میں ہیں کہ مالک ابو حنیہ کے مخالف ہیں اور وہ شافعی کے و ھکذا ۔

میں :- اس کا م لب یہ وا کہ آپ لوگوں کے ۔بارے میں جو ۔باتیں کہی جاتی ہیں وہ محض افتراء ہیں ۔

سید:- آپ الحمداللہ عقلمند ہیں ۔تجربہ کار ہیں ۔ شیعہ شہروں کو دیکھا ہے ۔ توسط بقوں میں گھومے بھی ہیں ۔ کیا آپ اس قسم کے زافات پنی آنکھوں سے دیکھی یا کسی شیعہ سے سنی ہیں ؟

میں :- جی نہیں لی ہ میں دیکھاہے ۔ ہ رستا ہے میں خدا کی رحم کرہ تا وں کہ اس ثپ میں اس اد نعم سے ۔میری ملاقات کرادی یہی ۔میرے عراق آ کا سبب بنے ہیں ۔ اور یہاں میں بہت سی چیزوں کو پاتا ہے جن کو میں جانتا بھی نہیں تھا ۔

یہ ن کر۔میرا دو ت نعم زور سے ہ ا وار بولا انھیں۔چیزوں میں سے حضرت ن کی قبر کا وجود بھی ہے ۔ میں اشارہ سے روکا اور کہنے ا ۔میں یہاں آکر بہت کچھ سیکھا ۔بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان بچوں سے بھی سیکھا اور میری تمنا ہے کا ش مجھے مہلت ملتی کہ اس طرح کے حوزہ لمیہ میں میں بھی تعلیم حاصل کرتا ۔

سید :- اھلاوسھلا ! اگر آپ لم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حوزہ آپ کی ذمہ داری لیتا ہے اور میں آپ کا خادم وں ۔اس پیش کش کو تمام حاضرین پسند کیا ۔خصوصا میرے دو ت نعم کا چہرہ تو خوشی کے مارے دمک رہا تھا ۔

میں :- ین میں شادی شدہ وں بیوی کے علاوہ ودوبچے بھی ہیں ۔

سید :- میں آپ کے تمام لوزمات کا تکفل وں تا وں گھر ،تنخواہ اور جس کی بھی ضرورت و ۔اہم چیز یہ ہے کہ آپ تعلیم حاصل کریں ۔ میں تھوڑی دیر غور کر کے بعد اپنے دل میں کہا یہ بات نیز معقول ہے کہ ۔ پانچ سال مدرس رہ کر میں پھر طالب لم بنوں اور اتنی جاری میں فیصلہ کرنا بھی آسان نہیں ہے ۔

میں سید خوئی کی اس پیشکش پر ان کا شکریہ ادا کیا ۔اور عرض کیا کہ عمرہ سے واپسی کے بعد اس موضوع پر سنجیدگی سے غور کروں گا ۔ ۔ رد ت تو مجھے کتابوں کی شدید ضرورت ہے اس پر سید خوئی حکم دیا ان کو کتابیں دے دی جائیں اس حکم پر کچھ لماء اٹھے اور کچھ الماریوں کو کھولا اور پلک جھپکتے ہی میرے سامنے کتابوں کا انبار تھا ۔کچھ نہیں تو ساٹھ ستر دورے رہے وں ے ۔ ہر شخص ایک دورہ لے آیا اور سید خوئی فرمایا ۔یہ میری طرف سے ہدیہ ہے ! میں دیکھاکہ اتنی زیادہ کتابوں کا ہمراہ لے اجنا بہت ہی مشکل ہے خصوصا جب کہ میں سعودیہ جارہا وں ۔اور سعودی حضرات کیس قسم کی کتاب اپنے ملک میں داخل نہیں و دیتے کہ کہیں ان کے عقائد کے خلاف باتیں لوگوں تک پہونچ جائیں ۔ ین میں ان کتابوں کے بارے میں تفریط سے کام لینا چاہا" میں تو اپنی زندگی میں ایسی کتابیں نہیں دیکھی تھیں "

لہذا میں دو ت نعم اور حاضرین سے کہا۔میرا راستہ کافی طویل ہے ۔دمشق واردن سے وتے وئے سعودیہ اجا نا ہے وہاں سے میں لمبا سفر ہے میں مصر و بیباو۔ تا وا ٹیونس پہونچوں گا وزن کی زیادتی کے علاوہ اکثر حکومتیں اپنے ملک میں کتابیں داخل ۔و دیتیں ۔ اس پر سید خوئی کہا : آپ اپنا ایڈریس ہم کو دیتے جائیے ہم آپ کے پتہ پر بھیجوا دیں ے ۔ یہ رائے مجھے بہت پسند آئی ۔چنانچہ میں ا اپنا شخصی کارڈ جس پر ٹیونس کا پتہ تھا ۔ ان کے حوالہ کردیا ۔اور شکریہ ادا کیا ۔جب رخ ت وکر چلنے کے لئے کھڑا وا تو وہ بھی کھڑے وگئے اور فرمایا : میں آپ کے لئے سلامتی کی دعا کرتا وں ۔ آپ جب میرے جد کی قبر پر پہونچیں تو میرا سلام کہ دیں ۔ اس جملہ سے تمام حاضرین متاثر وگئے اور میں بھی بہت متاثر وا ۔میں دیکھا ان کی آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں یہ دیکھ کر میں کہا ناممکن ہے کہ یہ لوگ ن پر وں ۔ناممکن ہے کہ یہ جھوٹے وں ۔ ان کی ہیبت ، عظمت ،تواضع بتارہی تھی کہ واقعا یہ شریف خاندان سے ہیں ۔ پھر میں بے اختیار وکر معانقہ کر کے بجائے ان کے ہاتھوں کو چومنے ا ۔میرے کھڑے وتے ہی ب لوگ کھڑے وگئے اور مجھے سلام کر ے ۔وہ بچے جو مجھ سے مجادلہ کررہے تھے ۔ کچھ ان میں سے میرے ساتھ وگئے ۔ اور مجھ سے خط وکتابت کے لئے میرا ایڈریس مانگنے ے جومیں دے دیا ۔

سید خوئی کی مجلس میں جو لوگ بیٹھے تھے ان میں سے ایک کی دعوت پر ہم کو پھر کوفہ جانا پڑا اور یہ صاحب نعم کے دو ت ابو شبر تھے ۔ہم ان کے گھر اترے اور چند مثقف (پڑھے لکھے) نوجوانوں کے ساتھ ساری رات ہم لوگوں باتوں میں کاٹ دی ۔ ان نوجوانوں میں کچھ سید محمد باقر الصدر کے شاگرد بھی تھے انھوں مجھ سے کہا کہ آپ سید رر سے بھی ملاقات کریں ۔ اور انھوں اطمینان دلایا کہ اگلے دن ہم ملاقات کرادیں ے ۔میرے دو ت نعم کو بھی یہ تجویز بہت پسند آئی ۔ لیکن ان کو اس کا بہت افسوس تھا کہ کہ کسی ضروری کام کی وجہ سے جو بغداد میں درپیش ہے وہ ہمارے ساتھ باقرالصدر کے یہاں نہ جاسکیں ے ۔ آخر کار ہم لوگ اس

ہبات پر متفق ہوگئے کہ جب تک نعم بغداد سے واپس نہ آجائیں ہم سب ان کے انتظار میں تین چار دن ابو شبر ہی کے مکان میں قیام کریں ۔چنانچہ نعم نماز صبح کے بعد روانہ ہوگئے ۔ اور ہم لوگ سونے کے لئے چلے گئے ۔

یہ واقعہ ہے کہ جب طلاب کے ساتھ میں رات بھر جاگا تھا ۔ ان سے کافی استفادہ کیا اور مجھے اس پر کافی تعجب ہوا کہ حوزہ میں آخر کتنے مختلف قسم کے علوم فنون پڑھائے جاتے ہیں ۔ کیونکہ یہ طلاب علوم اسلامی مثلا فقہ ، شریعت ، توحید ، کے علاوہ اقتصادیات ، علم الاجتماع ، علم سیاست ، تاریخ ، لغات علوم فلک اور نہ جانے کیا کیا پڑھا کرتے تھے ۔

سید باقر الصدر سے ملاقات

سید ابو شبر کے ساتھ میں سید محمد باقر الصدر کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں انھوں مجھے مشہور علماء اور تقلید وغیرہ کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ جب سید محمد باقر الصدر کے گھر میں داخل ہوئے دیکھا کہ پورا گھر طلاب علوم دین سے بھرا ہوا ہے زیادہ تر ان میں عمامہ پوش نوجوان تھے۔ سید محمد باقرالصدر ہمارے احترام میں کھڑے ہوگئے اور سلام کیا۔ سبھوں مجھے آگے بڑھادیا۔ سید محمد رر میری بہت خاطر مدارات کی اپنے بغل میں بیٹھنے کی جگہ دی، ٹیونس الجزائر اور وہاں کے مشہور علماء کے بارے میں مجھ سے سوالات کرتے جیسے الخضر حسین، الطاہر بن عاشور وغیرہ وغیرہ، مجھے ان کی گفتگو بہت پسند آئی۔ اس ہیبت واحترام کے باوجود ان کے چہرے سے عیاں تھا اور جس کا اظہار حاضرین سے ہورہا تھا میں اپنے لئے کوئی زحمت نہیں محسوس کی۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے میں ان کو پہلے سے جانتا ہوں۔ اس جلسہ سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔ کیونکہ طلاب کے سوالات اور سید کے جوابات دونوں کو سن رہا تھا اور اس وقت مجھے زندہ علماء کی تقلید کی قدروقیمت کا صحیح اندازہ ہوا جو بڑی وضاحت کے ساتھ اور ڈائریکٹ تمام اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ شیعہ بھی مسلمان ہی جو صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور محمد(ص) کی رسالت کو مانتے ہیں کیونکہ کبھی کبھی مجھے شک ہوتا تھا اور شیطان میرے دل میں وسوسہ پیدا کرتا تھا کہ میں جو کچھ دیکھا ہے کہیں صرف ایک ڈرامہ نہ ہو۔ جس کو یہ لوگ تقیہ کہتے ہیں۔ یعنی جو عقیدہ رکھتے ہیں اس کے برخلاف اظہار کرتے ہیں۔ لیکن یہ شک بہت جلد زائل ہوگیا اور وسوسے ختم ہوگئے کیونکہ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ جتنے بھی لوگوں کو میں دیکھا اور سنا ہے (اور ان کی تعداد ہزاروں میں ہے) وہ سب کے سب محض

ڈرامہ پیش کرتے وں ، اورآ ز اس ڈرامہ کی ضرورت کیا ہے ؟ میں ا کون سا آدمی وں ؟ ان کی نظروں میں میری کیا اہمیت کیوں و لگی کہ یہ میری خاطر تقیہ کر لگیں ؟ اورَ پھر ان کی قدیم کتابیں جو ریوں پہلے لکھی گئی ہیں ۔ یا نئی کتابیں جو مہینوں پہلے چھپ چکی ہیں ب ہی میں وحدانیت خدا اورثنائے رسالہ ہے جی ا کہ ان کتابوں کے مقدموں میں خود میں پڑھا تھا ۔(پھر ان ب کو کیوں کر تقیہ پر محمول کروں ؟) اور اس وقت میں سید باقر الصدر کے مکان میں ہوں جو عراق وخارج عراق میں مشہور ترین مرجع ہیں جب بھی ان کی زبان پر نام محمد (ص) آتا ہے تمام حاضرین بیک زبان زور سے کہتے ہیں : اللہم صلی ی محمد وآل محمد ۔

جب نماز کا وقت آیا تو ب لوگ مسجد میں گئے جو سید کر گھر کے پہلو میں تھی ۔ وہاں سید رر نماز ظہرین باجماعت پڑھائی ۔اور مجھے ا محسوس ورہا تھا جیسے میں صحابہ کرام کے در یان زندگی کیونکہ ظہر وعصر کے بیچ میں ایک نمازی ایسی دعا پڑ ی کہ میں جھوم اٹھا اس کی آواز میں جادو تھا ۔ دعا ختم و کے بعد ب کہا " اللہم صلی ی محمد وآل محمد " پوری دعا میں خدا کی حمد وثنا تھی پھر محمد وآل محمد کی تعریف ودرود کا ذکر تھا ۔

سید رر نماز کے بعد محراب میں بیٹھ گئے اور لوگوں چپکے چپکے اور زور زور سے مسائل پوچھنے شروع کردیئے وہ چپکے سے پوچھے گئے سوال کا جواب آ ستہ سے اور زور سے پوچھنے گئے سوال کا جواب زور سے دیتے تھے ۔ سائل کو جب جواب مل جاتا تھا تو سید کا ہاتھ چوم کر چلاجاتا تھا ۔کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے پاس ا جید عالم ہے جو ان کی مشکلات کوحل کرتا ہے اور انھیں جیسی زندگی بسر کرتا ہے ۔

آ ز ہم سید رر کی بزم وصحبت سے واپس آئے اور اسکی یاد آج بھی ہمارے دل میں ک ک پیدا کرتی ہے ۔سید رر ہمارے ساتھ جو عنایت ومہربانی اور میزبانی فرمائی تھی اس قبیلہ خاندان کیا مجھے اپنے اہل عیال کو بھلادیا تھا مجھے ان کے حسن اخلاق ،تواضع ،عمدہ معاملہ کی وجہ سے یہ محسوس و ا تھا کہ اگر ایک ماہ ان کے ساتھ رہ گیا تو شیعہ وجاؤں گا

وہ جب بھی مجھے دیکھتے تھے مسکراتے تھے اور خود ابتدا بہ سلام کرتے تھے ۔ مجھ سے کہتے تھے کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے؟ ان چاردنوں میں صرف سو کے علاوہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا ۔ان سے ملنے والوں اور ہر طرف سے آ وا لے لماء کا تانتا بندھا رہتا تھا ۔ میں وہاں سعودیوں کو دیکھا جب کہ سوچ بھی نہیں کیا تھا کہ حجاز میں بھی شیعہ وں ے ۔ اسی طرح بحرین ،قطر ،امارات ،لبنان ، سوریہ ،ایران ،افغانستان ، ترکی ،افریقہ ہر جگہ کے لماء آتے تھے اور سید بذات خود ان سے گفتگو فرماتے تھے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے اورجب وہ جاتے تھے تو خوش و خرم وکر جاتے تھے میں یہاں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا وں ۔ اور اس میں سید کا فیصلہ بتانا چاہتا وں اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کاذکر ضروری بھی۔ تاکہ مسلمانوں کو اس و کہ حکم خدا کو کھو کر انھوں کتنا بڑا نقصان اٹھایا ہے ۔

سیدرر کے پاس چار آدمی آئے ۔میرا خیال ہے کہ وہ ب عراقی تھے کیونکہ ان کا لہجہ چغلی کھارہا تھا ۔ ان میں سے ایک اپنے جد (دادا) سے مکان بطور میراث حاصل کیا تھا ۔اور اس مکان کو دو رے کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا ۔ زیدار بھی موجود تھا ،بیچنے کے ایک سال بعد دو بھائی آئے اور انھوں دعویٰ کیا کہ یت کے شرعی وارث ہم ہیں لہذا مکان ہمارا ہے ۔چاروں سید کے سامنے بیٹھ گئے اور ہر ایک اپنے اپنے کاغذات اور دلائل پیش کئے ۔ سید رر سارے کاغذات پڑھنے کے بعد ان سے گفتگو کی اور پھر چند منٹوں میں فیصلہ دے دیا کہ زیدار کو مکان میں حق تصرف ہے اور مکان اسی کا ہے اور بیچنے والے سے کہا تم مکان کی جو قیمت لی ہے وہ ان دونوں بھائیوں کو ان کے حصے کے برابر واپس کردو۔ اور پھر ب سید کا ہاتھ چوم کر روانہ ہوگئے اور آپس میں معانقہ کر ے یہ دیکھ کر میں د شت زدہ وگیا ۔مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا ۔میں ان و شوہر سے پوچھا کیا جھگڑا ختم وگیا ؟ اس کہا " ہاں ! ب اپنا حق لے لیا ۔میں کہا ۔ سبحان اللہ ! اتنی آسانی سے اتنے مختصر وقت میں

اتنا بڑا جھگڑا ختم ہوگیا ۔ ہمارے یہاں تو کم سے کم دس سال لگ جائے اور اس میں کوئی نہ کوئی مرجاتا ۔ اور پھر یہ چکر ان کی نسلوں میں چلتا ۔ اور محکمہ اور وکیلوں کو جو رقم دی جاتی وہ مکان کی قیمت سے زیادہ نہ بھی ہوتی تو اس مدت میں مکان کے برابر رقم ضرور خرچ ہوجاتی ۔اور پھر محکمہ ابتدائی (کچہری) سے لے کر محکمہ استیناف(ہائی کورٹ) تک اور پھر بڑا وزارت تک انتظار گزراجاتا اور کمر توڑ اخراجات ،رشوتوں ،خستگی و پریشانیوں کے بعد انجام میں آپس میں عداوت ودشمنی قبیلوں میں بغض وعناد پیدا ہوتا ۔ ابو شبر نے بتایا ہمارے یہاں بھی یہی بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے ! میں نے پوچھا وہ کیسے ؟ انھوں نے کہا اگر لوگ اپنے مقدمات گورنمنٹ کی عدالت میں پیش کردیئے تو پھر ان کا بھی یہی حشر ہوتا ہے ۔ لیکن جولوگ دینی مرجع کی تقلید کرتے ہیں اور اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہیں وہ اپنے جھگڑے صرف مراجع کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ وہ حضرات منٹوں میں فیصلہ کردیتے ہیں ۔جیسا کہ تم نے ابھی دیکھا ۔اور عقلمند قوم کے لئے بھلا اللہ سے بہتر کون حکم کرسکتا ہے ؟ سید منذر تو ان سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا ۔ لیکن اگر یہ حکومتی عداتوں میں جاتے تو وہ لوگ ان کے سروں کو بھی ننگا کردیتے (یعنی جسم سے کپڑے اتار لیتے) اس تعبیر ومحاورہ پر مجھے خوب ہنسی آئی کیونکہ یہ محاورہ ہمارے یہاں بھی آج تک بولا جاتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ ! میں اب تک اس جھٹلاتا رہا ۔اور اگر میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ پاتا تو کبھی بھی یقین نہ کرتا ۔ابو شبر نے کہا ۔برادر آپ اسکی تکذیب نہ کریں یہ تو بہت معمولی سا واقعہ ہے دوسرے واقعات جو بہت زیادہ الجھے ہوتے ہیں ۔ جن میں خون بہتا ہے ایسے واقعات کا یہ مراجع چند گھنٹوں کے اندر فیصلہ کردیا کرتے ہیں ۔ میں نے تعجب سے کہا: اس کا مطلب یہ ہوا کہ عراق میں دو توازی حکومتیں ہیں ؟ انھوں نے کہا نہیں نہیں حکومت تو صرف ایک ہی ہے لیکن وہ شیعہ حضرات جو مراجع کی تقلید کرتے ہیں ۔ ان کا حکومت سے کوئی واسطہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت کی حکومت بعثی ہے اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے شیعہ حضرات یہاں سکونت کی وجہ سے شہری حقوق ،شخصی حقوق ، ٹیکس ،وغیرہ میں حکومت وقت ہی کے پابند ہیں ۔ لہذا اگر کسی غیر شیعہ سے

کوئی جھگڑا وجائے تو یہ بھی مجبوراً اپنا معاملہ گورنمنٹ ہی کی عداتوں میں پیش کرتے ہیں ۔ کیونکہ غیر شیعہ مسلمان عالم دین کو قاضی بنا پر راضی نہیں ہوتا لیکن اگر دونوں شیعہ وں تو پھر مراجع فیصلہ کرتے ہیں جیسے اگر دونوں غیر شیعہ وں تو حتماً حکومت کے فیصلہ کو مانتے ہیں ۔ ہمارے یہاں دینی مرجع جو حکم دے دے وہ تمام شیعوں پر نافذ وگا ۔ اس لئے جن جگھڑوں کا فیصلہ مرجع کرتا ہے وہ اسی وقت ختم وجاتے ہیں ۔جبکہ حکومت کے فیصلے مہینوں کیا سالوں طول پکڑجاتے ہیں ۔یہ ایسی بات تھی جو میرے دل سے چپک گئی کہ ان لوگوں میں احکام الہی پر رضا مندی کا شعور ہے اور خدا کے اس قول کا مطلب سمجھ میں آگیا :

"ومن لم یحکم بما انزالله فاولیک هم الکافرون ومن لم یحکم بما انزالله فاولیک هم الظالمون ومن لم یحکم بما انزالله فاواولیک هم الفاسقون (پ ٦ س ٥(مائده) آیت ٤٧،٤٥،٤٤)

ترجمہ :- اور (سمجھ لو) جو شخص خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں ۔۔۔۔اور جو شخص خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں ۔ اور جو شخص خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) کے موافق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بدکار ہیں ۔۔۔۔اسی طرح میرے دل مین ان ظالموں کے لئے نفرت وکینہ پیدا وگیا ۔ جو خدا کے مبنی بر انصاف "احکام کے بدلے بشری "مبنی بر ظلم " احکام کو اجرا کرتے ہیں ۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بڑی بے شرمی وبے حیائی کے ساتھ احکام الہی کامذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں خدائی احکام وحشی وبربری ہیں ۔کیونکہ ان میں اجرائے حدود وہ تا ہے چور کا ہاتھ کاٹاجاتا ہے ، زانی کو رجم کردیاجاتا ہے ۔قاتل کو قتل کردیاجاتا ہے ۔بھلا سوچئے تو یہ اجنبی نظریات کہاں سے آئے ؟ ظاہر ہے یہ سب مغرب کی دین ہے اور اس دشمنان اسلام کی طرف سے پھیلائے گئے ہیں ۔جن پر اسلامی قوانین کی روسے قتل کا حکم نافذ وچکا تھا ۔کیونکہ یہ سب چور ،خائن ،زانی ،مجرم ،قاتل ہیں کاش ان پر احکام الہی نافذ وگئے ہوئے تو آج ہم سکون وچین سے سوتے ۔

سید رر اور ہمیرے در یان اس دوران مختلف موضوعات پر گفتگو وئی اور میں ان سے ہر اس چھوٹی بڑی ہبات کے ہبارے میں سوال کرہ ہا تھا ۔ جس کو ہمیرے دوستوں شیعوں کے عقائد کے ہبارے میں مجھ سے بیان کئے تھے اور یہ کہ شیعہ صحابہ کے ہبارے میں کیا کہتے ہیں ۔اور اپنے ائمہ کے ہبارے میں کیا نظریات رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر وہ چیزیں جو ان کے عقائد کے خلاف تھیں ۔ ان کو نمک مرچ ا کر مجھ سے بیان کرتے تھے میں ایک ایک کرکے سید رر سے ب کے ہبارے میں پوچھا ۔

چنانچہ میں ان سے امام ں کے ہبارے میں پوچھا ۔کہ آپ لوگ آذان میں ان کی ولاۃ کی گواہی کیوں دیتے ہیں ؟

سید رر:- حضرت امیر المومنین ں (ع) خدا کے ان بندوں میں تھے جن کو خدا منتخب کیا تھا اور ان کو شرف بخشا تھا کہ انبیاء کے بعد مسلسل کار ہائے رسالہ کو انجام دیں اور وہی بندے انبیاء کے اوصیاء رہیں ۔ ہر نبی کا ایک وصی تھا اور حضرت ں رسول خدا کے وصی تھے ۔ خدا ورسول کی بیان کردہ فضیلتوں کی بنا پر ہم حضرت ں کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں ۔اور اس موضوع پر قرآن وحدیث سے نقلی دلیوں کے ساتھ ہم عقلی دلیلیں بھی رکھتے ہیں اور ان دلیوں میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ جہاں ہمارے اعتبار سے صحیح و تواتر ہیں اہل سنت والجماعت کے طریقوں سے بھی صحیح و تواتر ہیں ۔ہمارے لماء اس موضوع پر بہت کتابیں لکھی ہیں اور چونکہ اموی حکومت اس حقیقت کو چھپائے اور س وآل س سے جنگ کرکے ،ان کو قتل وغارت کرکے ،انتہا یہ ہے کہ مسلمانوں کے منبروں سے حضرت ں (ع) پر لعنت ۔ سب وشتم کراکے اور لوگوں کو اس پر زور وزبردستی سے آمادہ کرکے حضرت ں کانام ونشان مٹانا چاہا تھا ۔ اس لئے ان کے شیعہ ان کے ماننے والے والوں اذان میں اعلان کرنا شروع کردیا وہ ولی اللہ ہیں اور کسی بھی مسلمان کے لئے ولی اللہ کو سب وشتم کرنا جائز نہیں ہے یہ کام صرف ظالم حکومت کے ارادوں کو ناکام بنانے کے لئے کیا گیا تھا ۔

۔ تاکہ عزت خدا اس کے رسول اور مو نین ہی کے لئے رہےاور ۔ تاکہ یہ ایک تاریخی رکا نامہ بن جائے جس سے مسلمان نسلا بعد نسل اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ علی حق پر تھے اور ان کے دشمن باطل پر تھے ۔

ہمارے فقہا شہادت ثالثہ (یعنی علی ولی اللہ) کومستحب کہا ہے نہ کہ واجب کہا ہے بلکہ نہ اقامت کا جزء کہا ہے ۔ اگر موذن یا اقامت کہنے والا جزء کی نیت سے کہے تو اس کی اذان واقامت باطل ہے اور عبادت و معاملات میں مستحبات توالی مااللہ میں جن کا شمار بھی ممکن نہیں ہے ۔ اگر کوئی ان کو بجالاتا ہے تو ثواب ملے گا نہیں بجالاتا ہے تو کوئی عقاب نہیں ہے ۔ مثلا مستحب ہے کہ "اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله کے بعد اشهد ان الجنة حق وان النار حق وان الله يبعث من فى القبور کہے :

میں :- ہمارے علماء نے ہم کو بتایا ہے کہ افضل خلفاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق ہیں اس کے بعد سیدنا عمر فاروق ہیں ۔اس کے بعد سیدنا عثمان اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں ۔؟

سید ررر:- تھوڑی دیر خاموشی رہنے کے بعد بولے :ہر ایک کے منہ میں زبان ہے جس کا جو جی چاہیے کہہ سکتا ہے لیکن ادلہ شرعیہ سے ثابت کرنا مشکل ہے ۔اس کے علاوہ اہل سنت کے معتبر کتابوں میں جو لکھا ہے یہ قول اس کے صریحی طور سے مخالف ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں ہے افضل ناس ابو بکر ہیں اس کے بعد عثمان ان میں حضرت علی کا نام بھی نہیں ہے ان کو وقت بازاری لوگوں میں شمار کیا گیا ہے ۔حضرت علی کا نام تو متاخرین علماء نے خلفائے راشرین کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔

میں:- اس کے بعد میں نے اس سے سجدہ گاہ کے بارے میں پوچھا جس کو یہ حضرات "التربة الحسينة کہتے ہیں ۔

سید ررر:- سب سے پہلی بات تو یہ معلوم ہونی چاہئے کہ ہم "مٹی پر سجدہ کرتے ہیں مٹی کو سجدہ نہیں کرتے

جیسا کہ بعض لوگ جو شیعوں کو بدنام کرتے ہیں اس قسم کی شہرت دیتے ہیں ۔سجدہ صرف خداوند عالم ہی کے لئے ہوتا ہے اور شیعہ سنی سب کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ سب سے افضل زمین پر سجدہ کرنا ہے یا جو چیزیں زمین سے اگتی ہوں ان پر سجدہ کرنا ہے بشرطیکہ کھائی نہ جاتی ہوں ۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ جائز نہیں ہے ۔ رسول اسلام مٹی کا فرش بنالیتے تھے یہ کبھی مٹی اور گھاس پوس کی سجدہ گاہ بنالیتے تھے ۔اور اس پر سجدہ فرماتے تھے ۔یہی تعلیم اصحاب کو بھی دی وہ لوگ بھی زمین پر یا سنگریزوں پر سجدہ کرتے تھے ۔ کپڑے کے گوشہ پر سجدہ کرنے سے منع فرماتے تھے ۔ہمارے یہاں یہ چیزیں بہ ترجیحات میں سے ہے امام زین العابدین نے اپنے باپ کی قبر سے تھوڑی سی مٹی اٹھالی تھی ۔ اور اسی پر سجدہ کرتے تھے کیونکہ وہ سب سے طاہر مٹی تھی ۔اس پر سید الشہدا کا خون بہا تھا ۔یہی سیرت آج تک شیعوں میں جاری ہے ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ خاک شفا کے علاوہ کسی مٹی پر سجدہ جائز ہی نہیں ہے ۔ بلکہ ہم کہتے ہیں ہر پاک مٹی ۔ پاک پتھر پر سجدہ جائز ہے ۔جیسے چٹائی اور اس سجادے پر جائز ہے جو کھجور کی پتیوں سے بنائے گئے ہوں ۔

میں :- سیدنا الحسین (رض) کا ذکر آجانے کی وجہ سے میں نے کہا :- شیعہ کیوں روتے ہیں ؟ اور کیوں منہ پر طمانچے مارتے ہیں ؟ اور اتنا اپنے کو مارتے ہیں کہ خون بہنے لگتا ہے ۔یہ تو اسلام میں حرام ہے کیونکہ رسول اکرم کا ارشاد ہے :جو منہ پر طمانچے مارے اور گریباں چاک کرے جاہلیت کے دعوے کرے کوہ ہم میں سے نہیں ہے !

سید بدر :- حدیث تو صحیح ہے لیکن امام حسین (ع) کے ماتم پر منطبق نہیں ہوتی کیونکہ جوخون حسین کا انتقام لینے کا اعلان کرے حسین کے راستہ پر چلے،وہ جاہلیت کا دعوی نہیں کرسکتا اس کے علاوہ شیعہ انسان ہیں ان میں عالم بھی ہیں اور جاہل بھی ہیں ۔ان کے بھی احساسات ہیں ۔ جب امام حسین اور ان کے اہل وعیال ،اصحاب وانصار کے قتل ، ہتک حرمت ، اسیری کا تذکرہ سنتے ہیں تو ان کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں ۔ اس پر وہ لائق اجر ہیں کیونکہ ان کی نیتیں سب فی سبیل اللہ ہیں ۔

اور خدا اپنے بندوں کی ان نیتوں پر .نادیتا ہے ۔ خود میں چند فتے قبل مصری حکومت کی رسمی تقریروں کو جو جمال عبدالناصر کی موت پر نشر کی گئی تھیں سنا ہے اس میں کہا گیا تھا کہ جب جمال عبدالناصر کی موت کی خبر نشر ہوئی ہے تو آٹھ آدیوں خود کشی کرلی تھی ۔ کچھ اپنے کو چھت کے اوپر سے گرادیا تھا ۔ کچھ لوگ ریل کے نیچے آکر کٹ گئے تھے ۔ وغیرہ وغیرہ زخمی اور دیوار وجا والے اس کے علاوہ تھے ۔ اس قسم کے واقعات بہت ہیں ۔ جو صاحبان عواطف (جذباتی حضرات) کو درپیش آتے ہیں ۔ تو جب مسلمان جمال الدین عبدالناصر کی موت پر اپنے کو ہلاک کرسکتے ہیں ۔حالانکہ جمال عبدالناصر کی موت طبعی وفطری تھی ۔ تو کیا ہم شیعوں کویہ حق نہیں ہے کہ ہم اہل ست کے بارے میں حکم لگائیں کہ وہ امام حسین پر گریہ کر کے سلسلے میں غلو پر ہیں ۔ کیونکہ انھوں امام حسین کے عاشور کے مصائب ہی سننے میں زندگی کاٹ دی ہے ۔ اورآج تک مصائب ہی کی زندگی بسر کرتے چلے آرہے ہیں ۔ امام حسین پر تو خود رسول خدا روئے ہیں ۔ اور ان کے رو پرجبرائیل رو ے ہیں تو کیا رسول کو غلط کہا جاسکتا ہے ؟

میں :- شیعہ حضرات اپنے اولیاء کے قبور پر سو چاندی کے نقش و نگار کیوں بناتے ہیں ۔ جب کہ اسلام حرام قرار دیا ہے ؟

سید ۔۔۔:-یہ بات شیعوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہےاور نہ حرام ہے برادران اہلسنت کی مسجدیں خواہ وہ عراق میں ہوں یا مصرمیں یا ترکی میں میں یا کسی اور اسلامی ملک میں ہر جگہ ان میں سو چاندی کے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں ۔ اسی طرح مدینہ میں مسجد رسول بھی ہے مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ پر ہر سال نیا غلاف پڑھاتے ہیں ۔ جس پر سو سے نقش و نگار اورآیات کندہ ہوتی ہیں اور کروڑوں درہم خرچ ہوتا ہے یہ بات شیعوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے ۔

(این گناہی است کہ در شہر شما نیز کنند)

میں :- سعودی علماء کہتے ہیں کہ قبروں کامس کرنا صالحین سے دعا کرنا ان سے حصول برکت کرنا

یہ ب شرک آپ کی کیا رائے ہے ؟

سید   رر:- اگر قبروں کو اس نیت سے س کرتا (چوما) اور صالحین سے یہ سمجھ کر دعا کرتا کہ یہ نفع وضرر پہونچاتے ہیں تب تو یہ شرک ہے اس میں دورائے نہیں ہیں ۔ مسلمان موحد ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ صرف خدا ہی نفع وضرر پہونچاتا ہے ۔ مسلمان اولیاء یا ائمہ (علیہم السلام)سے دعا اس لئے کرتا ہے کہ یہ حضرات خدا کی بارگاہ میں اس کے لئے وسیلہ بن جائیں ۔ اور یہ شرک نہیں ہے ۔اور اس بات پر تمام مسلمان چاہے وہ شیعہ   وں یا سنی رسول خدا کے زمانہ سے آج تک متفق ہیں ۔ سوائے وہابیوں کے یعنی سعودی   لماء کے جن کا آپ   ذکر کیا ۔اور جو اپنے جدید مذہب سے جو اسی   ری کی پیداوار ہے ۔مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں ۔ ان لوگوں   اپنے اعتقادات کے ذریعے سارے مسلمانوں میں فتنہ کا بیج بودیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قراردیدیا ہے ۔ان کا خون   باح قراردیدیا ۔ یہی وہ لوگ ہیں ۔جو بوڑھے حاجیوں کو صرف اس حکم پر اندھا دھند پیٹتے ہیں کہ وہ بیچارے جوش عقیدت میں کہتے ہیں : السلام علیک یا رسول اللہ" آنحضرت کی ضریح مقدس کو چومنے نہیں دیتے ۔ان لوگوں   ہمارے   لماء سے کئی مناظرے بھی کئے   ن   ب میں اپنی ہٹ دھرمی پر باقی رہے ۔

جناب سید شرف الدین ۔۔جو ایک شیعہ عالم تھے ۔۔۔جب عبدالعزیز آل سعود کے زمانہ میں حج سے مشرف   وئے تو عید الاضحی کی تہنیت کے سلسلہ میں حسب معمول قصر ملک میں جن   لماء کو دعوت دی گئی ان میں یہ بھی تھے ۔ جب ان کی باری آئی اور شاہ عبدالعزیز سے مصافحہ کیا تو شاہ کو ایک تحفہ پیش کیا ۔۔۔ وہ تحفہ قرآن تھا جو کھال کے غلاف کے اندر تھا۔۔۔۔۔بادشاہ لے کر فورا احتراما اپنے   رپر رکھا اور چوما ۔ جناب سید شرف الدین   اسی وقت کہا :اے بادشاہ !آپ اس جلد کو کیون چوم رہے ہیں ؟ اور اس کا کیوں احترام کررہے ہیں یہ تو بکری کی کھال ہے ؟بادشاہ   کہا :- میرا ارادہ اس قرآن کا ہے جو اس

جو ر(کھال) کے اندر ہے میں اس غلاف کی تعظیم نہیں کررہا وں ! سید شرف الدین فرمایا :احسنت ایھا الملک" ہم لوگ بھی جب حجرہ نبوی کی کھڑکی یا دروازے کو چومتے ہیں تو ہمارا مقصد کھڑکی یا دروازے کا احترام نہیں ہے ۔کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوہے کا ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ ضرر ! ہم ان لکڑیوں اور اس لوہے کے پیچھے جوذات ہے اس کی یعنی رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں ۔ جیسے غلاف کے احترام سے آپ کا مقصد قرآن کا احترام ہے ۔ اتنا کہنا تھا کہ سارے حاضرین خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کی اور سب یک زبان ہو کر کہا :تم سچ کہتے ! بادشاہ اس وقت مجبور ہوگیا اور اس حکم دیا کہ تمام حجاج کرام رسو لخدا (ص) کے آثار کو تبرک کے طور پر بوسہ دے سکتے ہیں یہاں تک کہ جب اس کے بعد دو سرا بادشاہ آیا تو اس پہلے والا طریقہ رائج کردیا ۔

قصہ لوگوں کے مشرک ہونے کا نہیں ہے ،قصہ سیاسی ہے جس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی مخالفت ان کو قتل کرنا ہے ۔ تاکہ اس راستہ سے ان کا ملک ان کی سلطنت مضبوط ہوجائے ان لوگوں امت محمدیہ کے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے اس کا سب سے بڑا گواہ تاریخ ہے ۔

میں :- پھر میں صوفیت کے بارے میں پوچھا ۔

سید :- مختصرا جواب دیا : اس میں کچھ پہلو اچھے ہیں اور کچھ اچھے نہیں ہیں ۔ اچھے پہلو! مثلا تربیت نفس ،نفس کو سخت زندگی کا عادی بنانا لذت دنیا سے کنارہ کشی، عالم ارواح کی طرف بلند پروازی وغیرہ ۔برے پہلو! گوشہ نشینی ،حقیقی زندگی سے فرار ،چند لفظوں اعداد کے اندر ذکر خدا کو محدود کردینا وغیرہ وغیرہ ۔اور اسلام (جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں) اچھے پہلوؤں کو قبول کرتا ہے ۔سلبی چیزوں کو ناپسند کرتا ہے ۔مجھے کہنے دیجئے کہ اسلام کے تمام مبادی اور تعلیمات ایجابی ہیں ۔ سلبی نہیں ہیں !

حیرت وشک

اس میں شک نہیں کہ سید محمد باقر الصدر کے قابل بات واخ اور قانع کر والے تھے ۔ لیکن مجھ جیسا شخص جس اپنی عمر کے 25 سال تقدیس واحترام صحابہ کے ماحول میں گزارے ہوں خصوصا جس کے رگ وپے میں ان خلفائے راشدین کی محبت وعظمت رچ بس کرچکی ہو جن کی سنت سے تمسک کر اور جن کے راستہ پر چلنے کی رسول خدا نے تاکید کردی ہو ۔ اور ان خلفاء میں بھی بالخصوص حضرت سیدنا ابو بکر وسیدنا عمرالفاروق ہوں ۔ اس کے دل ودماغ میں سید کی باتیں کیسے اثرانداز ہوتیں ؟ میں جب سے عراق کی زمین پر قدم رکھا ہے سیدنا ابو بکر وعمر کا نام سننے کے لئے میرے کان ترس گئے ہیں ۔ البتہ ان کے بدلے ایسے عجیب وغریب نام اور امور سننے میں آتے رہے ہیں ۔ جن سے میں بالکل ہی ناواقف ہوں ۔(مثلا) بارہ اماموں کے نام ۔ اور یہ دعوی کہ امام علی کے لئے رسول اللہ نے مرنے سے پہلے نص کردی تھی ۔(وغیرہ وغیرہ) بھلا میں اس بات کو کیونکر مان سکتا ہوں کہ تمام مسلمان یعنی صحابہ کرام جو رسول اللہ کے بعد خیرالبشر تھے وہ سب کے سب کیسے امام علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف متفق ہوگئے تھے ۔؟ حالانکہ ہم کو تو گہوارہ ہی سے یہ سکھایا جاتا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم امام علی کا احترام کرتے تھے ۔ ان کے حق پہچانتے تے ۔کیونکہ آپ فاطمہ الزہرا (س) کے شوہر حسن وحسین (ع)کے باپ تھے ۔ باب مدینۃ العلم تھے ۔ جیسے کہ خود سیدنا علی علیہ السلام ابو بکر صدیق کے حق کو پہچانتے تھے جو سب سے پہلے مسلمان ،رسول اللہ کے غار کے ساتھی تھے جیسا کہ خود قران نے ذکر کیا ہے ۔رسول خدا نے اپنے مرض الموت میں نماز کی امامت بھی صدیق کے حوالہ کردی تھی ۔ اور فرمایا تھا : میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابو بکر ہوتے اور انھیں اسباب کی بنا پر مسلمانوں نے ان کو اپنا خلیفہ چن لیا تھا ۔

اسی طرح امام حسن سیدنا عمر کے حق کو بھی پہچانتے تھے جن کے ذریعہ خدا نے اسلام کو عزت بخشی ۔ اور رسول اکرم نے ان کا نام فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) رکھا ۔ اسی طرح حضرت امام حسن سیدنا عثمان کے حق کو بھی پہچانتے تھے جن سے ملائکہ رحمان حیا کرتے تھے ۔ اور جنھوں نے جیش العسرہ کو سازوسامان سے آراستہ کیا تھا ۔ جن کا نام رسول اللہ نے ذوالنورین رکھا تھا آخر یہ ہمارے شیعہ بھائی ان باتوں سے کیونکر جاہل ہیں ؟ یا پھر یہ لوگ تجاہل عارفانہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو ایسے عام آدمی خیال کرتے ہیں جن کو خواہشات اور طمع دنیا حق کی پیروی سے باز رکھ سکتی ہے اور یہ لوگ رسول خدا کی وفات کے بعد ان کی نافرمانی کرنے لگتے ہیں ۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تو ہیں جو رسول کے احکام کی تعمیل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتے تھے ۔ عزت اسلام ونصرت حق کی خاطر اپنے آباء اولاد ، خاندان تک کو قتل کردیا کرتے تھے ۔ انھیں میں ایسے بھی تھے جو رسول کی اطاعت کے لئے اپنے باپ اور بیٹے کو قتل کردیتے تھے ۔ ناممکن ہے کہ طمع دنیا (حصول تخت خلافت) ان کو دھوکہ دے کے اور یہ رسول کے بعد ان کی باتوں کو پس پشت ڈالدیں ۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ نہیں نہیں ، ناممکن ہے ۔ انھیں تصورات وخیالات کی بنا پر میں شیعوں کی ہر بات نہیں مانتا تھا ۔ اگرچہ بہت سی باتوں پر میں قانع ہوچکا تھا ۔ میں شک وحیرت میں پڑ گیا ۔ شک تو اس وجہ سے جو علمائے شیعہ نے میری عقل میں ڈال دیا تھا کیونکہ ان کا کلام معقول و منقول دونوں ہے ۔ اور جس حیرت میں میں ڈوب گیا وہ یہ تھی کہ میرے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ صحابہ کرام (رض) کیا اس پست اخلاق کے درجہ تک گر سکتے ہیں کہ ہماری طرح کے عادی انسان بن جائیں کہ نہ تو رسالت ان پر صیقل کرے اور نہ ہدایہ محمدی ان کو مہذب بنا سکی ؟ اہم بات تو یہ ہے کہ یہی شک وحیرت کمزوری کی ابتدا اور اس بات کے اعتراف کا سبب بن گئی کہ دال میں کالا ضرور ہے جس کی تحقیق حقیقت تک پہونچنے کے لئے ضروری ہے ۔

ہمار دو ت نعم آگیا تھا اور ہم لوگ عازم کربلا وگئے ۔وہاں پر ہم سید ا لحسین کی محنتوں کا اندازہ اس طرح ا یا جس طرح شیعہ ا تے ہیں ۔ وہاں جاکر ہم کو پتہ چلا کہ سید ا لحسین مرے نہیں ہیں ان کی ضریح کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم اور پروانوں کی طرح رگ ا ،تڑپ تڑپ کر رو ا یہ ب ایسی باتیں تھیں کہ ہم اس کا ثل دیکھا ہی نہیں تھا ۔معلوم یہ و تھا ۔ کہ جیسے حسین ابھی شہید وے ہیں ۔ میں خ یبوں کو دیکھا نبروں سے حادثہ کربلا کو نوحہ وزاری کے ساتھ ان طرح بیان کر رہے تھے کہ سننے والا اپنے دل پر قابو رکھ ہی نہیں کستا تھا ۔ پھوٹ پھوٹ کر رو پر مجبور تھا ۔ اور پھر میں بھی رو ا بے تحاشا رو ا ۔ یعنان صبر ہاتھوں سے چھوٹ گئی اپنے نفس کو آزاد کردیا کہ دل بھر کر رولے ۔ اور جب میں چپ و تو مجھے ایسی روحانی راحت می ہے کہ جس سے میں اس کے قبل تک ا آشنا تھا ۔گویا پہلے میں حسین کے دشمنوں کی صف میں تھا اور اب دفعۃ ان کے ان اصحاب واز ار میں شامل وگیا جو اپنی جان فدا کر پر تیار تھے ۔ خ یب ر کا قصہ بیان کررہا تھا۔ یہ بھی پہلے ان فوجی رداروں میں تھے جو حسین (ع) سے جنگ کے لئے آئے تھے ین (عاشورکے دن) یدان جنگ میں شاخ نخل کی طرح کانپ رہے تھے اور جب ان کے کسی ساتھی پوچھا ۔کیا تم موت سے ڈر رہے و؟ تو ر(رح) کہا نہیں خدا کی قسم نہیں ۔ بلکہ میں اپنے کو جنت ودوزخ کے بیچ میں پارہا وں یہ ک کر گھوڑے کر ایز ا ئی اور حسین(ع) کی خدمت میں پہونچ کر کہنے ے ۔فرزند رسول کیا میری توبہ قبول وسکتی ہے؟۔۔۔اتنا سنتے ہی میں زمین پر گر کر بچھاڑ کھا ا گویا میں ر وں اور حسین سے ک رہا وں فرزند رسول(ع) کیا میری توبہ قبول وسکتی ہے ؟ فرزند رسول مجھے معاف کردیجئے ۔ خ یب کی آواز بہت اثر انگیز تھی ۔لوگ ڈھاڑ یں مار مار کر رو ے ۔ اسی وقت میرا دو ت میری چیخ کی آواز ن کر توجہ و ا اور روتا وا مجھ پر جھک پڑا اور مجھے سینے سے اس طرح چمٹا یا ۔جیسے ماں بچہ کو چمٹا لیتی ہے اور بار بار ک رہا تھا یا حسین یا حسین (ع) وہ چند لے ایسے تھے جس میں میں حقیقی گریہ کا م لب میری سمجھ میں آیا ۔ اور میں محسوس کیا جیسے میرے آنسوؤں میرے قلب اور اندر سے میرے پورے جسم کو دھودیا ۔

اور رسول کی اس حدیث کا م لب سمجھا! جو میں جانتا وں اگر تم جان لیتے تو بہت کم ہنستے زیادہ تر روتے !

تمام دن میں دل گرفتہ رہا۔میرے دو ت بہت ہی تسی وتشفی دی بعض مر بات کھا کو لا کردئیے مگر ب بیکار ۔میری اشتہاء ختم وچکی تھی ۔ میں ا اپنے دو ت سے کہا ۔ مقتل حسین کا قصہ مجھ کو سناؤ کیونکہ واقعات کربلا کے بارے میں زیادہ کم مجھے کچھ بھی معلوم نہیں تھا صرف اتنا جانتا تھا کہ جب ہمارے بزرگ اس کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے ۔جن دشمنان اسلام و منافقین سید نا عمر ،سید نا عثمان کو قتل کیا اور سید نا ں کو شہید کیا انھیں سید نا (امام) حسین کو بھی شہید کرڈالا۔اس سے زیادہ ہم کو کچھ بھی نہیں معلوم تھا ۔ بلکہ ہم تو عاشورا کے دن کو ایک اسلامی عید کے عنوان سے مناتے تھے ۔اس دن زکاۃ نکالی جاتی ہے قسم قسم کے کھا پکائے جاتے ہیں ۔اشتہاء بڑھا والی غذائیں تیار کی جاتی ہیں ۔ چھوٹے بڑوں کے پاس عیدی مانگنے جاتے ہیں ۔ تاکہ اس عیدی سے کھا پینے اور کھیلنے کی چیزیں زیدی جاسکیں ۔

یہ صحیح ہے کہ بعض دیہاتوں میں کچھ تقلیدی اور رسمی ورم پائے جاتے تھے ثلا وہ (عاشورکو) آگ روشن کرتے تھے ۔اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے نہ شادی بیاہ کی رسم انجام دیتے تھے نہ خوشی مناتے تھے ۔ ین ہم لوگ اس کو"عادت ورسم" کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے ۔ ہمارے لماء عاشورا کے فضائل میں اس دن رحمتوں وبرکتوں کے بارے میں حدیثیں بیان کیا کرتے تھے ۔یہ بھی ایک عجیب بات ہے ۔

یہاں (رم امام حسین ع) سے ہم لوگ حسین (ع) بھائی (جناب) عباس کی ضریح کی زیارت کے لئے گئے مجھے تو خیر نہیں معلوم تھا کہ یہ کون ہیں؟ ین میرے دو ت ان کی شجاعت وبہادری کا قصہ بیان کیا تھا ۔ متعدد لماء وافاضل سے بھی ہم ملاقات کی مگر مجھے کسی کا نام یاد نہیں ہے ۔ ہاں بعض کے القاب یاد ہیں ۔ جیسے بحرالعلوم السید الحکیم ،کاشف الغطاء ،آل یسین بابائی ، فیروز آبادی ،ا ر حیدر و نیرہ ۔

اور حق یہ ہے کہ یہ بڑے تقوی والے لماء ہیں ۔ ان کے چہرے پر رعب وجلال ہے ۔ شیعہ ان کا بہت احترام کرتے ہیں ۔اپنے مال کا خمس ان کو لاکر دیتے ہیں ۔ اور یہ لماء انھیں رقوم س حوزات لمیہ کی ادارت کرتے ہیں ۔ مدارس بنواتے ہیں ۔ چھاپہ خا لگواتے ہیں ،ہر اسلامی ملک سے آ والے طالب لموں کا زرچ اسی سے دیتے ہیں ، یہ لوگ خود مستقل ہوتے ہیں حکام وقت سے دور یا نزدیک کا کوئی رابطہ نہیں رکھتے یہ ہمارے لماء کی طرح نہیں ہیں کہ جو فتوی تو فتوی گفتگو بھی اس حکومت کی مرضی کے بغیر نہیں کرتے جو ان کو تنخواہ دیتی ہے اور جب چاہتی ہے تقرر کرتی ہے ۔اور جب چاہتی ہے م زول کردیتی ہے ۔

میرے لئے تو یہ نئی دنیا تھی جس کا (کولمبس کی طرح) میں پتہ ا یا خدا میرے لئے انکشاف کردیا تھا ۔ اس دنیا سے نفرت کے بعد میں مانوس وچکا تھا ۔ عداوت کے بعد اس سے محبت کر ا تھا ۔ اس دنیا مجھے نئے نئے افکار دیئے تھے میرے دل میں اطلاع ۔ بحث ،تلاش ،جستجو کی محبت پیدا کردی تھی ۔تاکہ اپنی گمشدہ حقیقت کو پالوں جس میرے خیالات میں اس وقت ہلچل پیدا کردی تھی جب میں یہ حدیث پڑھتی تھی کہ بنی اسرائیل اکہتر 71 فرقوں میں بٹ گئے تھے اور ز اری 72 بہتر میں ۔میری امت 73 فرقوں میں تقسیم وجائےگی ۔ایک کے علاوہ ب ہی جہنمی وں ے ۔

مادیان تعددہ کے بارے میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے کو بر حق اور دوسرے کو باطل پر سمجھتا ہے ۔ ن جب میں اس حدیث کو پڑھتا وں تو متحیر ہوجاتا وں ۔میرا تعجب صرف حدیث پر نہیں ہے بلکہ ان مسلمانوں پر بھی ہے جو اس حدیث کو پڑھتے ہیں ، اپنے خ بوں میں تکرار کرتے ہیں ہیں اور بغیر کسی تحلیل کے گزر جاتے ہیں اور مدلول حدیث سے بحث ہی نہیں کرتے جس سے فرقہ "ناجیہ" کا پتہ چل کے ۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ ہر فرقہ دعوی کرتا ہے کہ صرف وہی "فرقہ ناجیہ " ہے حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے لوگوں پوچھا وہ کون ہیں یا رسول اللہ ؟ فرمایا ! وہ لوگ مراد ہیں جو اسی راستہ پر وں ے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اب آپ ہی بتائیے کیا کوئی ایسا فرقہ ہے جو کتاب وسنت سے متمسک ہو؟

۔ یا کوئی ایسا اسلامی فرقہ ہے جو اس کے علاوہ کسی اور چیز کا مدعی ہو؟ اگر امام مالک یا ابو حنیفہ یا امام شافعی یا احمد بن حنبل سے پوچھا جائے تو کیا ان میں سے کوئی قرآن صحیحہ سے تمسک کے علاوہ کچھ اور کہہ سکتا ہے؟

یہ تو سنیوں کے فرقے ہیں اب انہیں کے ساتھ اگر شیعہ فرقوں کو جن کو میں ہمیشہ فاسد العقیدہ اور منحرف سمجھا کرتا تھا، بھی شامل کر لیا جائے تو یہ حضرات بھی مدعی ہیں کہ ہم بھی قرآن اور سنت صحیحہ سے متمسک ہیں جو اہل بیت طاہرین سے منقول ہے اور ان کا کہنا ہے گھر والے گھر کی بات زیادہ بہتر جانتے ہیں تو ایسی صورت میں کیا یہ سب کے سب حق پر ہو سکتے ہیں؟ ناممکن ہے کیونکہ حدیث شریف صرف ایک کو حق پر بتاتی ہے باقی سب ہی کا حق پر ہونا اس وقت ممکن ہے جب حدیث جعلی وجھوٹی مان لی جائے اور یہ اس لئے ناممکن ہے کہ حدیث سنی وشیعہ دونوں کے یہاں متواتر ہے یا یہ مان لیا جائے کہ حدیث کا نہ کوئی مدلول ہے نہ کوئی مطلب؟ سبحان اللہ استغفراللہ جو رسول اپنی طرف سے کچھ کہتے ہی نہیں جس کی تمام حدیثیں حکمت و عبرت ہوں وہ کوئی ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہے جس کے مدلول ومعنی ہی نہ ہوں اس لئے ہمارے سامنے اس بات کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم یہ تسلیم کر لیں کہ صرف ایک ہی فرقہ جنتی ہے اور حق پر ہے باقی سب باطل پر ہیں یہ حدیث جس طرح حیرت میں ڈال دیتی ہے اسی طرح نجات چاہنے والوں کو تلاش حق پر مجبور کر دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ شیعوں سے ملاقات کے بعد میرے اوپر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور اندرونی طور سے میں مذبذب ہو گیا کہ کیسے ہو سکتا ہے انہیں کی بات حق ہو ممکن ہے کہ یہی سچ کہتے ہوں؟ لہذا میں خود ہی کیوں نہ تحقیق کروں تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے اور خود اسلام نے اپنے قرآن وسنت کے ذریعہ حکم دیا ہے کہ بحث وفحص، تفتیش و تحقیق سے کام لیا جائے قرآن کا ارشاد ہے "والذین جاھدوا فینا لنھدینم سبلنا " (پ ۲۱ س ۲۹ (عنکبوت) آیت آخری) اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا انہیں ہم ضرور اپنی راہ کی ہدایت کریں گے

دوسری جگہ ارشاد ہے: الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین هداهم الله

والئک ھم اولوالالباب (پ ۲۳ س ۳۹ (الزمر) آیت ۱۸)

ترجمہ:- جو لوگ بات کو جی ا کر سنتے ہیں اور پھر ان میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ وہ ہیں جن کی خدا ہدایۃ کی اور یہی عقلمند ہیں ۔۔۔ خود رسول اکرم (ص) فرمایا :-" اپنے دین کے بارے میں اس طرح بحث کر کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں "۔ لہذا بحث و فحص ہر مکلف پر شرعی واجب ہے ۔

اس عہد وپیمان اور سچے ارادے کے ساتھ عراق کے اپنے شیعہ دوستوں سے رخصت ہوا ان سے معانقہ کرکے رخصت ہوتے وئے مجھے بہت افسوس ہورہا تھا ۔کیونکہ میں بھی ان سے محبت کی تھی ۔اور انھوں بھی دل سے مجھے چاہا تھا ۔ میں ایسے عزیز دوستوں کو چھوڑ رہا تھا جنھوں میرے ساتھ خلوص کا برتاؤ کیا۔میرے لئے اپنے وقت کی قربانی دی کسی اور وجہ سے نہیں "جیسا کہ خود انھوں کہا ہم کسی خوف یا لالچ سے ایسا نہیں کررہے ہیں بلکہ صرف رضائے خدا کے لئے! کیونکہ حدیث میں ہے : اگر خدا تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایۃ کردے تو وہ پوری دنیا سے بہتر ہے ۔"

شیعوں کے وطن اور ان کے ائمہ کے عتبات عالیات کے شہر عراق سے بیس دن قیام کرکے وداع ہورہا تھا ۔ اور یہ بیس دن اس طرح گزرگئے جیسے کوئی لذیذ خواب دیکھنے والے کی تمنا ہو کہ خواب پورا کئے بغیر بیدار نہ ہو ۔ عراق کو مختصر سی مسرت کے بعد چھوڑا جس پر افسوس رہا ۔ عراق میں ان قلوب کو چھوڑا جو محبت اہل بیت پر دھڑکتے ہیں ۔اور وہاں سے بیت اللہ الحرام وقبر سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الطیبین والطاہرین کی زیارت کے ارادہ سے حجاز کے لئے روانہ ہو گیا ۔

سفرحجاز

حبرکہ پہونچ کر میں اپنے دوست بشیر سے ملا جو میرے آنے سے بیحد خوش ہوگیا تھا ۔ فورا اپنے گھر لے گیا اور میرا بہت اکرام کیا : فرصت کے اوقات میں ہم کو اپنی گاڑی سے تفریح گاہوں ،مزارات وغیرہ گھماتا تھا ۔ ہم دونوں ایک ساتھ عمرہ کرنے گئے اور چند دن (دنیا ومافیہا کو بھول کر) صرف عبادت وتقوی میں غرق رہے ۔ میں نے اپنے دوست سے عراق چلے جانے کی وجہ سے جو ملاقات میں تاخیر ہوگئی تھی ۔ اس کی معذرت چاہی اور انکشاف جدید یا فتح کا تذکرہ بھی کیا ۔ اس نے بہت کھلے دل سے سب کچھ سنا ۔اور اس کو کچھ حالات پر اطلاع بھی تھی ۔ چنانچہ اس نے مجھ سے کہا : میں نے سنا ہے کہ آج کل (بھی) ان میں بہت بڑے بڑے علماء ہیں اور وہ باتیں وہ کہتے ہیں ان کے یہاں ہیں ۔ بس ان متعدد فرقے ہیں جو کافر ومنحرف ہیں ۔ہر سال حج کے زمانہ میں ہمارے لئے مشکلات پیدا کردیتے ہیں میں نے پوچھا :- وہ کون سے مشکلات ہیں جو یہ لوگ پیدا کردیتے ہیں ۔ ؟ اس نے کہا : قبروں کے ارد گرد نمازیں پڑھتے ہیں ۔ بقیع میں گروہ درگروہ داخل ہوتے ہیں ۔روتے پیٹتے ہیں اپنی جیبوں میں پتھر کے ٹکڑے رکھے رہتے ہیں اس پر سجدہ کرتے ہیں اور جب سید نا حمزہ کی قبر پر پہونچتے ہیں تو روسینہ پیٹتے ہیں ۔ایسا غل غپاڑہ مچاتے ہیں جیسے اسی وقت وہ مرتے ہیں ۔ انھیں تمام باتوں کی وجہ سے سعودی حکومت نے ان کے مزاروں میں داخلہ پر پابندی لگا دی تھی !

میں نے مسکراتے ہوئے کہا کیا اسی لئے آپ لوگ ان کو اسلام سے منحرف کہتے ہیں ؟ اس نے کہا یہ اور اس کے علاوہ بھی ! یہ آتے تو زیارت رسول کے لئے ہیں لیکن رسول کی زیارت کے بجائے کھڑے ہو کر عمر وابو بکر کو گالیاں دیتے ہیں ان پر لعنت کرتے ہیں ۔ بعض تو ایسے (بے ہودہ) ہوتے ہیں جو ابو بکر وعمر کی قبروں پر غلاظت ونجاست ڈال دیتے ہیں ---- اس سے مجھے اپنے والد ماجد کی بات

۔ یاد آگئی کہ جب وہ حج سے پلٹے تھے ۔ تو انھوں بھی یہی بات کہی تھی ۔ تن انھوں کہا تھا کہ

نبی کی قبر پر گندگی ڈال دیتے ہیں ۔ظاہر ہے کہ میرے والد خود اپنی آنکھوں سے تو دیکھا نہیں تھا صرف سنا تھا ۔کیونکہ

ان کا بیان اس طرح تھا : ہم سعودی سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ بعض حاجیوں کو لاٹھی سے مار رہے ہیں ۔جب ہم لوگ اس

پر ا تراض کیا کہ یہ حجاج بیت اللہ کی توہین ہے !

تو انھوں کہا ارے یہ مسلمان نہیں ہیں ۔یہ شیعہ ہیں جو غلا توں کو لے کر آئے تھے کہ قبر رسول پر ڈال دیں ! اس پر

ہم لوگوں بھی ان پر لعنت کی اور ان پر تھوکا !

اوراب میں اپنے اس ساتھی سے جو سعودی ہے " مدینہ نورہ" میں پیدا وا ہے یہ ن رہا وں کہ یہ لوگ قبر رسول کی زیارت

کر آتے ہیں اور غلاضتوں کو ابو بکر وعمر کی قبروں پر ڈالتے ہیں ۔مجھے دونوں روایتوں میں شک ہے کیونکہ میں خود حج کیا ہے

اور دیکھا ہے کہ وہ حجرہ بارکہ جس میں رسول مقبول اور ابو بکر وعمر کی قبریں ہیں وہ ہر وقت مقفل رہتا ہے کسی کی مجال نہیں

ہے کہ اس حجرہ کے قریب جاکر اس کے دروازے یا کھڑکیوں کو بوسہ دے لے ۔چہ جائیکہ اس میں کچھ ڈال دے اور اور اولا تو اس

لئے ناممکن ہے کہ اس حجرہ میں نہ تو سوراخ ہے اور نہ روشندان ہے ۔کہ جس سے کوئی چیز پھینکی جا کے ثانیا ایسے سخت قسم

کے فوجیوں کا پہرہ ہر دروازے پر رہتا ہے ۔جو نگرانی وحفاظت میں ماہر وتے ہیں ان کے ہاتھوں میں کوڑے وتے ہیں جس سے

وہ لوگ ہر اس شخص کی پٹائی کردیتے ہیں جو دروازہ یا جالیوں کے قریب ونا چاہئے یا حجرہ کے اندر دیکھنا چاہے ۔میرا گمان غالب

یہ ہے کہ سعودی سپاہیوں میں جو لوگ شیعوں کو کافر سمجھتے ہیں ۔ انھوں شیعوں پر یہ افتراء وبہتان لگا یا ہے تاکہ شیعوں کو

مار کا جواز پیدا وکے یا کم از کم مسلمانوں کو ان سے جنگ پر آمادہ کیاجاکے یا اتنا فائدہ تو وگا ہی کہ جب شیعوں کو مارا جائے

گا تو لوگ خاموش تماشائی بنے دیکھتے رہیں ے ۔ کوئی ا تراض نہیں کرکے گا ۔ اور یہ لوگ جب اپنے اپنے ملکوں کو واپس جائیں

ے تو شیعوں کے خلاف زبرد ت پروپیگنہ ہ وجائے گا ۔کہ یہ لوگ رسول اللہ (ص) سے بغض رکھتے ہیں ۔آنحضرت (ص) کی قبر

پر غلاظت ڈالتے ہیں اسی طرح ایک تیر سے دوشکار وجائے گا ۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ مجھے ایک بہت ہی معتبرہ اور ثقہ فاضل بیان کیا : ہم لوگ خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے کہ ایک نوجوان کو اژدھام کی وجہ سے گرمی پڑھ گئی اس کو اچھو لگ گیا اور اس نے قے کردیا بس پھر کیا تھا حجر اسود کے حفاظت کرنے والے سپاہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ وہ ادھ مرا ہوگیا ۔ پھر اسے نکال دیا اور اس پر الزام لگایا یہ نجاست لے کر آیا تھا کہ خانہ کعبہ پر مل دے ۔اس پر چند گواہ مہیا کرلئے اور اس بیچارے کو اسی دن قتل کردیا گیا ۔

میرے ذہن میں یہ خیالات فلمی تصویروں کی طرح گزرتے رہے اور کافی دیر تک میں اپنے سعودی دوست کے بارے میں سوچتا رہا کہ اس کے خیالات شیعوں کے بارے میں کیسے ہیں ؟بار بار اس کے یہ جملے : یہ لوگ گریہ وبکا کرتے ہیں ۔ سر پر طمانچے مارتے ہیں پتھر پر سجدہ کرتے ہیں ۔ قبروں کے آس پاس نمازیں پڑھتے ہیں الخ بار بار میرے ذہن میں آتے تھے اور میں اپنے آپ سے پوچھا کیا صرف ان باتوں سے کلمہ گو کو کافر قراردیا جاسکتا ہے ؟ یہ لوگ تو اقرار شہادتین کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں ۔ زکات بھی دیتے ہیں ، روزہ بھی رکھتے ہیں ،حج بھی کرتے ہیں ، امر بالمعروف ونہیں از منکر بھی کرتے ہیں ۔کیا ان باتوں کے باوجود یہ کافر ہیں ۔؟

میں اپنے دوست سے نہ دشمنی مول لینا چاہتا تھا اور نہ ایسی بحث کرنا چاہتا تھا ۔جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اس لئے یہ کہہ کر : خداہم کو اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دے اور ان دشمنان دین پر خدا کی مار پڑے جو اسلام اور مسلمانوں کی گھات میں لگے رہتے ہیں ۔ !خاموش ہوگیا ۔ اس کے بعد اس عمرہ کے دوران اور جب بھی مکہ مکرمہ کی زیارت سے مشرف ہوتا(حالانکہ اس وقت بہت تھوڑے عمرہ کرنے والے طواف کرتے ہوتے تھے) یہ معمول بنالیا تھا کہ نماز پڑھ کے اپنے پورے وجود کے ساتھ گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا تھا کہ میری بصیرت کھول دے اور حق وحقیقت کی طرف میری ہدایت فرمادے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر میں اس آیہ مبارکہ کو سامنے رکھ کر:"وجاهدو فی سبیل الله حق جهاده هو اجتباكم وما جعل علیكم فی الدین من حرج ملة ابیكم ابراهیم هو سماكم المسلمین من قبل وفی هذا

ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهدا على الناس فاقيموا الصلواة واتو الزكاة واعتصموا بالله هو مولاكم فنعم المولى ونعم النصير (پ ١٧ س ٢٢ (الحج آيت ٧٨)

ترجمہ:- اور جو جہاد کر کا حق ہے خدا کی راہ میں (اس طرح)جہاد کرو۔ اسی تم کو برگزیدہ کیا ۔ اور امور دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی ۔تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنادیا ہے) اسی خدا تمہارے پہلے ہی سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا اور اس قرآن میں (بھی) توہاں کرو ۔ تاکہ رسول تمہارے مقابلے میں گواہ نہیں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنو ۔اور تم پابندی سے نماز پڑھا کرو اور زکواۃ دیتے ر و اور خدا ہی کو مضبوط پکڑو وہی تمہارا رپر ت ہے اور کیا اچھا مددگار ہے ۔ کہنا شروع کیا ۔اور سیدنا ابراہیم یا اپنے باپ ابراہیم (جیسا کہ قرآن کہا ہے)ے ۔ ناجات کر ا :

اے ہمارے باپ ،اے وہ ذات گرامی جس ہمارا نام مسلمان رکھا ہے ۔دیکھئے تو آپ کی اولادوں میں آپ کے بعد کتنا اختلاف وگیا ۔ کچھ عیسائی ۔کچھ مسلمان وگئے ۔پھر یہودیوں میں اختلاف وا وہ 71 فرقوں میں بٹ گئے ،عیسائی 72 فرقوں میں تقسیم وگئے اور مسلمان تہتر فرقہ وگئے ۔اور ب کے ب گمراہ ہیں جیسا کہ آپ کے بیٹے محمد خبر دی ہے صرف لے دے کے ایک فرقہ آپ کے مذہب پر باقی رہ گیا ہے ۔

یہ اختلاف وتفرقہ کیا سنت الہی ہے جو اس اپنے بندوں میں جاری کیا ہے ؟ جیسے کہ قدریہ فرقہ کہتا ہے کہ خود خدا ہر شخص کے لئے معین کردیا ہے کہ وہ یہودی یا عیسائی وجائے یا مسلمان وجائے یا ملحد وجائے یا مشرک وجائے ۔ یا یہ اختلاف وتفرقہ محبت دنیا اور تعلیمات الہی سے دوری کا نتیجہ ہے ؟ کیونکہ جب بندوں خدا کو فراموش کردیا تو خدا بندوں کو بھلادیا ۔میری عقل قضا وقدر کی تصدیق پر تیار نہیں ہے کہ خود خدا ہی ان کے انجام کو حتمی بنادیا ہے (بندے اس کو بدل نہیں سکتے) ۔میرا عقیدہ ویقین کہتا ہے

کہ خدا ہم کو پیدا کرکے ہدایت بخشی ، اچھے برے کی تمیز مرحمت فرمائی پھر انبیاء ورسولوں کو بھیج کر ہمارے مشکلات کو حل کیا جو باتیں ہمارے لئے مبہم تھیں انبیاء ان کی وضاحت کردی ، حق وباطل کو پہچنوادیا ۔ لیکن انسان کو زندگانی دنیا اور اس کی زیبائش اور انانیت وتکبر ،جہالت ونادانی عناد سرکشی ظلم وطغیان حق سے پھرادیا ،شیطان کا تابع بناکر رحمت سے دور کردیا ۔اس کو ذلیل جگہ پر پہونچادیا ، اسی بات کو خدا بہت ہی اچھے اور مختصر پیرایہ میں اس طرح کہتا ہے :

ان الله لا يظلم الناس شيئا ولكن الناس انفسهم يظلمون(پ ۱۱ (یونس) آیه ٤٤)

ترجمہ:- خدا تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا ۔ لیکن یہ بندے خودہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں ۔

اے بابا ابراہیم ! یہودونصاری جنھوں آپسی دشمنی کی بنا پر بینہ آنے کے بعد بھی حق کی مخالفت کی ہے وہ اتنی زیادہ ملامت کے مستحق نہیں ہیں ۔ جتنی یہ امت مسلمہ جس کو خدا آپ کے بیٹے محمد کے ذریعے تاریکیوں سے نکال کر نور میں لے آیا ،جس کی خیر امت قراردیا ،اسی امت مزید اختلاف کے بیج بوئے ۔ تفرقہ اندازی کی ایک دوسرے کو کافر قرار دیا ۔ حالانکہ رسول اللہ نے پہلے ہی ڈرادیا تھا پہلے ہی سے متنبہ کردیا تھا ۔ اور بڑی سختی سے فرمایا تھا ۔ کسی مسلمان کے لئے یہ بات حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کوچھوڑ دے ،آخر اس امت کو کیا ہوگیا ہے جن کے درمیان پھوٹ پڑگئی ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے جو چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹ گئی ہے ۔ ایک دوسرے کوچھوڑے رہتے ہیں ۔اے بابا ابراہیم ! اس امت کو کیا ہوگیا ہے جو کبھی خیرالامم تھی ۔ شرق وغرب اس کے زیرنگیں تھے جسنے پوری دنیا کو ہدایت ، علوم ،معرفت تہذیب وتمدن بخشا تھا ۔ آج وہ سب سے کم سب سے ذلیل ہوگئی ہے ۔اس کی زمین غصب کر لی گئی اس کے افراد کو ان کے وطن سے دیس نکال دے دیا گیا ہے ان کی مسجد اقصی مٹھی بھر صہیونیوں کے

قبضہ میں ہے ۔ وہ اس کو آزاد بھی نہیں کراسکتے ۔اگر آپ مسلمانوں کے شہروں کو دیکھیں تو ہر جگہ فقر فاقہ بھکمری غفیری ،ویران زمینیں ،مہلک امراض بد خلقی ،کج فکری ،ظلم وستم ،گندگی حشرات الارض صرف بیت الخلاء لے لیجئے یورپ میں کیسے ہیں اور ہمارے یہاں کیسے ہیں ؟ اگر مسافر یورپ کے کسی بیت الخلاء میں جاتا ہے تو سب کے سب صاف وشفاف شیشہ کی طرح چمکتے ہوئے بہترین قسم کی خوشبو لیکن ہمارے یہاں کے بیت الخلاء ،معاذاللہ ان کی کثافت ،نجاست ،گندگی ،بدبو کی وجہ سے مسافر قدم نہیں رکھ سکتا ۔حالانکہ ہم وہ ہیں کہ جس کو اسلام نے بتایا ہے ۔نظافت جزو ایمان ہے " گندگی جزو شیطان ہے ، کیا ایمان یورپ میں اور شیطان ہمارے یہاں منتقل ہوگیا ہے ؟ آخر مسلمان اپنے عقیدے کے اظہار سے کیوں ڈرتے ہیں ؟ حد یہ ہے کہ اپنے ملکوں میں اظہار نہیں کرسکتے ۔مسلمان کو اپنے اوپر بھی اختیار نہیں ،چہرہ پر اختیار نہیں ہے ۔ وہ داڑھی نہیں رکھ سکتا ۔اسلامی باس نہیں پہن سکتا ، لیکن فاسق علی الاعلان شراب پی سکتا ہے ،زنا کرسکتا ہے ،آبرو ریزی ہتک عزت کرسکتا ہے ۔اور مسلمان اس کو روک نہیں سکتا ۔بلکہ امر بمعروف ونہی از منکر نہیں کرسکتا ۔مجھے لوگوں نے یہاں تک بتایا کہ بعض اسلامی ملکوں میں جیسے مصرو مغرب (وغیرہ)باپ اپنی بیٹی کو شدت فقرہ احتیاج کی بنا پر حرام کاری کرے لئے مجبور کرتا ہے

فلا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

خدایا ! تو نے اس امت سے کیوں دوری اختیار کر لی ! تو نے کیوں اس امت کو اندھیرے میں ڈبودیا یا چھوڑدیا؟ نہیں نہیں ۔خدایا میں تیری جناب میں استغفار کرتا ہوں میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں (بلکہ)یہ امت ہی تجھ سے دور ہوگئی اس نے شیطان کا راستہ اختیار کر یا ۔تو نے تو اپنی کتاب میں خودہی کہا ہے : ومن يعش عن ذكر الرحمان نقيض له شيطانا فهو له قرين (پ ٢٥ س ٤٣(الزخرف) آیت ٣٦)

ترجمہ:- اور جو شخص خدا کی یاد سے اندھا بنتا ہے ہم (گویا خود) اس کے لئے ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں تو وہی اس کا (ہر دم کا)ساتھی ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ينقلب علی عقبيه فلن يضرالله شيئا وسيجزی الله الشاکرين (پ ٤ س ٣ (آل عمران)آيت ١٤٤)

ترجمہ:- اور محمد تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں ہیں) ان سے پہلے اور بھی بہتر ے پیغمبر گزرچکے ہیں ۔پھر کیا اگر (محمد) اپنی موت سے مرجائیں یا مار ڈالے جائیں تو تم پاؤں (اپنے کفر کی طرف) پلٹ جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا (بھی)تو سمجھ لوکہ) ہرگز خدا کا کچھ بھی نہ بگاڑے گا اور عنقریب خدا کا شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا ۔

اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ امت مسلمہ جس پستی ،رسوائی وفقیری تک پہونچ گئی ہے یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صراط مستقیم سے بھٹک چکی ہے ۔اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ مٹھی بھر لوگ یا ایک فرقہ پوری امت کے زاویہ فکر و مسیر کو نہیں بدل سکتا رسول خدا نے پہلے ہی فرمایا تھا ۔ تم لوگ امر بمعروف ونہی از منکر کرتے رہو ورنہ خدا تمہارے اوپر تمہارے بروں کو مسلط کردے گا ۔تو تمہارے نیکوں کی دعائیں بھی مستجاب نہ ہوں گی یا پالنے والے تو نے جو نازل کیا ہے ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں تیرے رسول کی پیروی کرتے ہیں ۔ لہذا ہم کو شاہدین میں شمار کرے میرے معبود ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر ہم پر اپنی رحمت نازل فرما تو بڑا ہی بخشش کرنے والا ہے ۔خدایا ہم نے خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اگر تو نے ہم کو معاف نہ کیا ہم پر رحم نہ کیا تو یقینا ہم گھاٹے میں رہیں گے ۔

اپنے دوست بشیر کا خط اس کے رشتہ دار کے نام لے کر میں نے مدینہ منورہ کاسفر کیا تاکہ جب تک مدینہ میں رہوں بشیر کے رشتہ دار ہی کے پاس قیام کروں ۔میری روانگی سے پہلے بشیر نے ٹیلیفون سے بھی بات کرلی تھی ۔مدینہ پہونچتے ہی میرے میزبان مرحبا اور اپنے گھر لے گیا ۔سامان وغیرہ رکھنے کے بعد میں نے سب سے پہلے دیار رسول میں پہونچ کردربار رسول میں حاضری دی ۔لیکن حاضری سے پہلے غسل کیا ۔ سب سے اچھا ۔ پاک وپاکیزہ لباس پہنا

خوشبو ا ئی پھر ابولبا نہ چلا ۔ ن انہ نہ حج کے اعتبار سے زائرین کی کافی کمی تھی ۔ اس لئے بہت ہی آرام سے رسول اللہ و ابو بکر وعمر کی قبور کے سامنے کھڑا ہو گیا ۔حج کے موقع پر یہ شرف نہیں حاصل کرسکا تھا کیونکہ اژدھام بہت تھا اور میں بلاوجہ یہ کوشش کی تھی کہ بطور تبرک کسی جالی کو بوسہ دے سکوں ۔میرے ارادہ کرتے ہی وہاں پر کھڑے ہوئے سپاہی مجھے زور سے ڈانٹا وہاں ہر ہر دروازہ پر سپاہی رہتا ہے ۔ اور جب دعا اور دوستو کے سلام کو پہونچا میں مجھے وہاں کچھ دیر کھڑا رہنا پڑا تو سپاہی حکم دیا کہ واپس جاؤ ۔میں چاہا بھی کہ ان میں سے کسی ایک سے بات کروں مگر بے فائدہ !

میں وہاں سے واپس آکر روضہ مطہرہ میں اس جگہ بیٹھ گیا جہاں بیٹھ کر قرآن پڑھا کرتا تھا اور لحن سے قرآن پڑھنے لگا ۔ اور بار بار تکرار کرتا تھا ۔مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ جیسے رسول اللہ میری تلاوت کو سماعت فرمارہے ہیں تلاوت کرتے کرتے میں سوچنے لگا ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دوسے مردوں کی طرح رسول خدا بھی مردہ ہوں ؟ اگر ایسا ہے تو ہم اپنی نمازوں میں مخاطب کرتے ہوئے کیوں کہتے ہیں " السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ " (اے نبی آپ پر خدا کیا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں) اور جب تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں ۔بلکہ صوفی طریقوں کے جملہ مشائخ کا حتمی عقیدہ ہے کہ شیخ احمد تیجانی یا عبدالقادر جیلانی ان کے پاس جاگتے میں (خواب میں نہیں) ظاہر بظاہر آتے ہیں ۔ تو پھر ہم رسول خدا (ص) کے بارے میں اس قسم کی کرامت کے سلسلے میں کیوں بخل کرتے ہیں ؟حالانکہ آنحضرت (ص) علی الاطلاق افضل الخلق ہیں ۔ لیکن پھر یہ سوچ کر سکون ہوا کہ تمام مسلمان ایسا نہیں کہتے صرف وہابیوں کا عقیدہ ہے ۔جن سے میں اب متنفر ہو گیا تھا ۔ ایک تو اسی وجہ سے اور دوسرے بہت سے اسباب کی وجہ سے ۔ منجملہ ان کے وہ سختی بھی ہے جس کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو مومنین ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں ان پر کس قدر شدت وسختی کرتے ہیں (آپ سوچ بھی نہیں سکتے)۔

ایک مرتبہ میں بقیع کی زیارت کے لئے وہاں کھڑے ہو کر ارواح اہل بیت (ع) کے لئے ترحم کی دعا

کررہا تھا ۔اور میرے قریب ہی ایک بہت ہی بوڑھا شخص رورہا تھا ۔اس کے رو سے میں سمجھ گیا کہ یہ شیعہ ہے اس کے بعد وہ روبقبلہ ہو کر نماز پڑھنے لگا ۔ اور وہ جیسے ہی سجدہ میں گیا ۔ میں ایک فوجی کو دیکھا جو (تقریبا)دوڑتا ہوا آیا شاید وہ دیر سے اس بوڑھے کے حرکات وکنایات کی نگرانی کررہا تھا ۔اور آتے ہی زور سے ٹھوکر ماری کہ بوڑھا الٹ گیا اور چند منٹ تک وہ ہوش وحواس ہی کھو بیٹھا تھا اور فوجی جوتوں ،گھونسوں ،لاتوں سے ایک طرف اسی کی پٹائی کررہا تھا اور دوسری طرف گالیوں کی بوچھار کررہا تھا ۔یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور مجھے خیال ہوا کہ شاید بوڑھا مرچکا ہے میں فوجی سے کہا : ارے کیوں مار رہے ہو یہ نماز پڑھ رہا تھا ۔ تم یہ حرام کام کیوں کررہے ہو؟ فوجی مجھے بھی ڈانٹ پلائی اور دھمکی دی کہ اگر خاموش نہ رہے تو تمہاری بھی یہی گت بنادوں گا اور جب میں اس کی آنکھوں میں شرارے دیکھے تو الگ ہوگیا ۔ اور اپنے اوپر سخت غصہ آرہا تھا کہ مظلوم کی مدد بھی نہیں کرسکتا ۔ اور سعودیوں پر بھی غصہ آرہا تھا کہ بغیر کسی روک ٹوک کے جس کے ساتھ جو بھی اچھا ہے برتاؤ کرتے ہیں ۔کوئی ایسا نہیں ہے جو انکو اس روک کے ؟ کچھ زائرین بھی وہاں تھے جو اس منظر کو دیکھ رہے تھے ۔بعض کہا "لاحول ولا قوة الا بالله " اور بعض کہا یہ بوڑھا کہا یہ بوڑھا اسی کا مستحق تھا ۔ یہ قبروں کے پاس نماز پڑھ رہا تھا اور یہ حرام ہے یہ سن کر میں اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکا اور پھٹ پڑا کہ : کس کہا کہ قبروں کے پاس نماز حرام ہے ؟ اس کہا رسول الله اس کی ممانعت فرمائی ہے ۔میں بغیر کچھ سوچے کہہ دیا کہ تم لوگ رسول خدا پر الزام لگاتے ہو ! پھر میں ڈرا کہیں یہ سب مجھ پر چمٹ جائیں یا اس فوجی کو آوازیں دیدیں اور وہ میرا حال بھی بوڑھے جیسا کردے لہذا بہت نرمی سے بولا اگر رسول الله منع کیا ہے تو لاکھوں آدمی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ کیونکہ حجاج زائرین فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں؟ کیونکہ قبر رسول وابوبکر وعمر کے آس پاس مسجد نبوی میں نمازیں پڑھتے ہیں ؟ اور پورے اسلامی ممالک کی مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں اور اگر مان بھی لیا جائے قبروں کے پاس نماز حرام ہے تو کیا اتنی شدت سے روکنا چاہیے یا نرمی سے؟مجھے آپ اجازت دیں تو اس اعرابی کا قصہ سناؤں جس رسول الله کی مسجد میں پیشاب کردیا تھا ۔خود رسول واصحاب رسول کی موجودگی میں بلا کسی شرم وحیا کے

اس موت دیا ۔ اورجب بعض حضرات ننگی تلوار یکر اٹھے کہ اس کو قتل کردیں تو رسول اللہ روک دیا اور فرمایا ۔اس کو چھوڑ دو اس پر سختی نہ کرو ۔جہاں اس پیشاب کیا وہاں ایک ڈول پانی بہا دو تم کو آسانی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔ نہ یہ کہ سختی کر کے لئے ۔لوگوں کوخوش رکھنے کے لئے نہ کہ نفرت دلا کے لئے ۔پھر تمام صحابہ حکم رسول کی پابندی کی اور رسول خدا اعرابی کوپکار کرے پنے پاس بٹھایا ۔مرحبا کہا بہت نرمی اور لطف ومدارات سے گفتگو فرمائی اور اس کو سمجھایا ۔یہ خدا کا گھر ہے اس کو نجس نہیں کرنا چاہیے ۔اخلاق رسول کو دیکھ کر اعرابی مسلمان وگیا ۔ اور پھر ہمیشہ مسجد میں ے چھور ۔ پاک ہے اس میں آیا تھا ۔خدا وند عالم کتنی سچی بات اپنے رسول سے کہی ہے " ولوكنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولک (پ ٤ س ٣(آل عمران) آیت ١٥٩)

ترجمہ:- تم اگر بد مزاج اور سخت دل وئے تب تو یہ لوگ (خدا جا کب کے) تمہارے گرد سے تتر بتر وگئے وتے !

قصہ سننے کے بعد بعض موجود حضرات بہت متاثر وئے اور ایک شخص مجھے الگ لے جا کر پوچھنے ا ۔ : آپ کہاں کے رہنے والے ہیں ؟ میں کہا :تیونس کا اس مجھے سلام کیا ۔ اور کہا :- برادر ! تم کو خدا کا واسطہ اپنی جان کی حفاظت کرو ۔یہاں اس قسم کی بات ہرگز نہ کرو میں تم کو قربۃ الی اللہ نصیحت کرتا وں ۔آپ ان لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے بغض وکینہ پیداکر یا ہے ۔ یہ لوگ جو اپنے کو زمین کا نگران سمجھتے ہیں اور حاجیوں کے ساتھ ایسی سختی کا برتاؤ کرتے ہیں کسی میں یہ جراءت نہیں ہے جو اپنی رائے جو کا اظہار کرکے یا ایسی روایت بیان کرکے جو ان کی روایتوں کے موافق نہ و یا ایسے عقیدہ کا اظہار کرکے جو ان کے عقیدے کے مخالف و۔

میں اپنے نئے دو ت کے گھر واپس آگیا جن کا نام بھی نہیں جانتا تھا ۔ وہ رات کا کھانا لے کر آئے اور میرے سامنے بیٹھ گئے کھانا شروع کر سے پہلے ہی انھوں مجھ سے پوچھا کہاں کہاں گئے تھے ؟ میں شروع سے لے کر آخر تک اپنا پورا قصہ بیان کردیا اور بڑے واضح لفظوں میں کہ دیا بھائی اب مجھے وہابیت سے نفرت و لگی ہے اور شیعیت کی طرف میلان بڑھتا جارہا ہے ۔اتنا سنتے ہی ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور مجھ سے کہنے ۔ خبردار اب

اس قسم کی گفتگو دو بلدہ کر نا تنا کر کر مجھے چھوڑ کر چلے گئے ۔میں انتظار کرتے کرتے تھک گیا سوگیا ۔ ن الصباح مسجد نبوی کی اذان سے قبل میں بیدار وا تو دیکھا اکھنا اسی طرح اپنی جگہ رکھا وا ہے جس سے میں سمجھا کہ میرا میزبان پھر پلٹ کر نہیں آیا ۔ اب میں اس کے بارے میں مشکوک وگیا اور مجھے خطرہ لاحق وگیا کہ کہیں وہ سی آئی ڈی کا آدمی نہ و ۔ لہذا میں فورا اٹھا اور مکان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر نکل کھڑا وا ۔ دن بھر تو رم نبوی میں رہا زیارت کرتا تھا نمازیں پڑھتا تھا ۔صرف قضائے حاجت اور وضو کے لئے باہر نکلتا تھا ۔نماز عصر کے بعد ایک خطیب کو سنا جو نمازیوں کو وعظ کررہاتھا ۔ میں بھی ادھر ہی چلا گیا ۔ بعض موجودلوگوں سے پتہ چلا کہ یہ مدینہ کا قاضی ہے میں بڑی توجہ سے سنا وہ شخص بعض آیتوں کی تفسیر بیان کررہا تھا ۔ درس ختم کرکے جب وہ جا ا تو میں روک کر پوچھا ۔ سیدی ! آیہ تطہیر سے مراد کون لوگ ہیں ؟ اس فورا کہا ! ازواج مطہرات جن کے ذکر سے آیہ کی ابتداء وئی ہے نیا ء النبی لستن الخ ۔ میں کہا :شیعہ لماء تو صرف پنجتن پاک کے لئے مخصوص کہتے ہیں ۔ فطری بات ہے کہ میں پرا تراض کیا کہ آیہ میں ابتدا یا ء النبی (اے نبی کی بیویو) سے وئی ہے انھوں کہا: جہاں تک رسول کی عورتوں سے خطاب تھا ۔ تمام صیغے جمع مونث کے لائے گئے ۔ مثلا :لستن ---ان اتقیتن ،فلا تخضعن --قلن -- قرن-- بیوتن --- لاتبرجن -- اقمن --- آتین--- اطعن -وغیرہ اور جب ان کی بات ختم اہل بیت کا ذکر آیا تو صیغہ بھی بدل گیا -- یذھب عنکم ویطھرکم " کہا گیا ۔میری بات سنکر اس چشمہ اٹھا کر دیکھتے وئے کہا: خبردار ان زہریلے افکار سے وشیار وجاؤ ۔شیعہ کلام خدا کی من مانی تفسیر کرتے ہیں ۔ حضرت ن اور ان کی ذریت کے بارے میں ان کے پاس ایسی ایسی آیتیں ہیں ۔ جس کو ہم لوگ نہیں جانتے ان کے پاس مخصوص قرآن ہے جس کو یہ مصحف فاطمہ " کہتے ہیں میں تم کو وشیارکرتا وں کہیں ان کے چنگل میں نہ پھنس جاؤ ۔

میں کہا سیدی ! اس کی تو آپ فکر نہ کریں ان کے بارے میں مجھے بہت کچھ معلوم ہیں تو حقیقت جاننا چاہتا تھا ۔ قاضی کہا : تم کہاں کے رہنے والے و؟ عرض کیا ٹیونس کا ۔

تمہارا نام کیا ہے ؟ میں کہا :- التیجانی ! یہ سن کر قاضی بڑے فخر سے ہنسا اور بولا ! کیا تم جانتے ہو احمد التیجانی کون تھا؟ میں کہا:- ہاں وہ شیخ الطریقہ تھے ۔قاضی کہا ! وہ فرانسیسی استعمار کا ایجینٹ تھا ۔ الجزائر اور ٹیونس میں فرانس کے قدم صرف اسی کی وجہ سے جمے تھے ۔ اگر تم کبھی پیرس جاؤ تو قومی لائبیریری "ضرور دیکھنا اور وہاں قاموس فرنسی کا خود مطالعہ کرنا ۔ باب (1) کے اندر تم پڑھوے کہ فرانس "وسام الشرف" (فرانس کا سب سے بڑا تمغہ)احمد التیجانی کو اس کے ان خدمات کے صلہ میں جو اس فرانس کے لئے انجام دیئے تھے دیا تھا ۔ اور وہ خدمات ایسے تھے جن کا قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا مجھے اس کے قول سے تعجب ہوا ۔بہر حال شکریہ ادا کرکے میں ان سے رخصت ہو کر چلا آیا ۔مدینہ میں پورے ایک ہفتہ قیام کیا تاکہ چالیس نمازیں پڑھ لوں ۔اور تمام زیارتیں بھی کرلوں مدینہ کے دوران قیام میں بہت باریک بینی سے کام لیتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہابیت سے نفرت بڑھتی گئی مدینہ منورہ سے کوچ کرکے اردن پہنچا وہاں اپنے دوستوں سے ملاقات کی جن سے انہیں حج تعارف ہوا تھا اور جس کی طرف میں پہلے اشارہ کرچکا ہوں ۔

ان لوگوں کے پاس تین دن رہا ۔یہ لوگ شیعوں سے کینہ ہم لوگوں سے زیادہ رکھتے ہیں وہی روایات وہی پڑوپیگنڈے جو ٹیونس میں تھے یہاں بھی تھے ۔ جس سے بھی میں پوچھا تم کسی دلیل سے شیعوں کو دشمن رکھتے ہو؟ سب ہی سنی سنائی باتیں دہرادیں دلیل نام کی چیز کسی کے پاس نہیں تھی اور نہ ان میں سے کسی شیعوں کی کتابیں پڑھی تھیں نہ شیعوں سے نشست وبرخاست کی تھی ۔ حد یہ ہے کہ اپنی زندگی میں کسی شیعہ سے ملاقات تک نہیں کی تھی ۔

اردن سے سوریہ آیا ۔ دمشق میں جامع اموی" کو دیکھا اس کے پہلو میں مرقد سر امام حسین ہے اس کی زیارت کی صلاح الدین ایوبی ، اور سیدہ زینب کے ضریح کی زیارت سے مشرف ہوا ۔بیروت سے ڈائریکٹ طرابلس گیا ۔ سمندری سفر پورے چار دن جاری رہا ان چار دنوں میں جسمانی اور فکری دونوں سکون ملا ۔ پورے سفر کی ریل میرے ذہن میں چلتی رہی اور اس کا انجام یہ ہوا کہ بیک وقت میرے دل میں شیعوں کی طرف جھکاؤ اور میلان جتنا بڑھا ۔وہابیت سے دوری ونفرت بھی اتنی ہوتی گئی ۔

الحمد للہ ان کی دستیر کاریوں کو میں پہچان یا ۔خدا جو فضل وانعام مجھ پر فرمایا ۔اور جو عنایۃ ومہربانی فرمائی اس پر اس کی حمد کی اور اس سے دعا کی مجھے راہ حق کی ہدایۃ کرے ۔

آخر رزمین وطن پر پہنچا ۔ ب سے زیادہ بے چینی خاندان اہل عیال دوستوں سے ملنے کی تھی ۔شکر خدا ب بخیر وعافیت تھے ۔م

گھر میں داخل وتے ہیں مجھے معلوم وا کہ میری عدم موجودگی میں بہت سی کتابیں آئی ہیں ۔ میں فورا سمجھ گیا کہ ا ل سے آئی ہیں ۔ اورجب ان بن لوں کو کھولا تو پورا گھر کتابوں سے بھر گیا ۔ اس سے ان لوگوں کا احترام اور ان سے محبت مزید بڑھ گئی ۔جو وعدہ خلافی نہیں کرتے اور میں دیکھا کہ مجھے وہاں جنتی کتابیں بطور تحفہ پیش کی گئی تھیں ۔ان کی کئی گنا کتابیں میرے گھر بھیجی گئی ہیں ۔

ابتدائے تحقیق

میری خوشی کی انتہا نہ رہی ایک کمرہ میں جس کا نام میں کتب خانہ رکھا ۔ تمام کتابوں کو ترتیب سے رکھا ۔اور چند دن آرام کئے چونکہ درسی سال کی ابتدا ہورہی تھی ۔اس لئے ایک ٹائم ٹیبل تیار کیا ۔جس میں تین دن مسلسل پڑھا کے اور چار دن آرام کے ہر ہفتہ میں رکھا ۔

اس کے بعد کتابوں کے مطالعہ میں جٹ گیا ۔چنانچہ "عقایدالامامیه " "اصل الشیعه واصولها" کو پڑھنے کے بعد میری ضمیر کو بہت سکون ملا ۔کیونکہ خود میرا ضمیر بھی انھیں عقائد کو پسندکرتا تھا جو شیعوں کے تھے اس کے بعد ،سید شرف الدین الموسوی کی کتاب "المراجعات" پڑھی ابھی چند ہی صفحات پڑھے تھے کہ کتاب کی کشش پڑھنےپر مجبور کردیا ۔ اور پھر یہ عالم ہوگیا کہ کسی شدید مجبوری کے بغیر میں کتاب چھوڑتا ہی نہیں تھا ۔ کبھی کبھی تو کالج میں بھی اپنے ساتھ لئے چلاجاتا تھا شیعہ عالم کی صاف گوئی وصراحت اور سنی عالم کی مشکلات کو حل کردینے مجھے دہشت زدہ کردیا تھا کتاب کی صورت مین میری آرزو مجھے مل گئی ۔کیونکہ یہ کتاب عام دھرے پر نہیں لکھی گئی تھی ۔ کہ مولف کا جو جی چاہے کسی مناقشہ ومعارضہ کے بغیر لکھ دے ۔ بلکہ "المراجعات "دومختلف مذہب (شیعہ وسنی) کے دو زبردست عالموں کے درمیان گفتگو ۔۔۔خط وکتابت کی صورت میں ۔۔۔ ہوئی تھی جس میں ہر چھوٹی وبڑی چیز کا دونوں ایک دوسرے سے محاسبہ کرتے تھے ۔ اور پوری بحث کا دارومدار مسلمانوں کے دو بنیادی مدارک پر تھے ۔۔۔ یعنی قرآن کریم اور سنت صحیحہ ۔۔۔اس پوری بحث کو اس میں جمع کردیا گیا تھا ۔ پس وہ کتاب کیا تھی گویا جویائے حقیقت کو منزل تک پہنچانے والی تھی ۔ یہ کتاب بہت ہی مفید ہے اور میرے اوپر اس کا بہت بڑا احسان ہے

اس کتاب کوپڑھتے پڑھتے جب میں اس منزل پر پہونچا کہ صحابہ احکام (اوامر) رسول کی پابندی نہیں

کرتے تھے تو میں مبہوت وگیا ۔ مولف اس کی مثالیں دی ہیں ان میں ایک تو روز پنجشنبہ کی مصیبت کا حادثہ ۔۔۔۔ اس سے واقعہ قرطاس مراد ہے ۔۔۔۔ کیونکہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سیدنا عمر ابن الخطاب حکم رسول پر اعتراض کرسکتے ہیں اور ان کی طرف (معاذاللہ) ہذیان کی نسبت دے سکتے ہیں ۔ شروع میں تو مجھے یہی گمان وا کہ یہ شیعوں کی روایت ہے ۔ لیکن میری حیرت و دہشت کی اس وقت انتہا نہیں رہی جب میں یہ دیکھا کہ شیعہ عالم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالہ سے نقل کررہا ہے میں اپنے دل میں کہا اگر یہ روایت واقعا صحیح بخاری میں ہے تو پھر اس میں ایک رائے وگی میں فورا ٹیونس کا سفر کیا اور وہاں سے صحیح بخاری ، صحیح مسلم، مسند امام احمد ۔ صحیح ترمذی ، موطا امام مالک ۔انکے علاوہ دوسری مشہور کتابوں کو زیدا میں گھر آ کا بھی انتظار نہیں کیا ۔ٹیونس سے قفصہ تک کا راستہ بھر بخاری کوالٹ پلٹ کر واقعہ قرطاس تلاش کرتا رہا ۔ اگر چہ میری دلی تمنا تھی کہ وہ نہ ملے مگر میری بد قسمتی کہ وہ عبارت مل گئی اور میں اس کو کئی مرتبہ پڑھا جیسا شرف الدین لکھا تھا وہی تھا ۔ میں چاہا رے سے اصل واقعہ ہی کو جھٹلادیا جائے کیونکہ سیدنا عمر ایسا اقدام نہیں کرسکتے لیکن جو باتیں صحاح میں ہیں ان کا کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے ۔ اور صحاح بھی اہل سنت کی ۔ ایک بارے میں ہم لوگ چوں بھی نہیں کرسکتے اور جسکی صحت کی گواہی پر مہر تصدیق ثبت ہے ۔ صحاح میں شک کرنا بعض کو جھٹلا دینے کا مطلب سارے معتقدات کو چھوڑ دینا ہے ۔اگر شیعہ عالم اپنی کتابوں سے نقل کرتا تو میں قیامت تک تسلیم نہ کرتا لیکن اس اہل سنت کی صحاح سے نقل کیا ہے جس میں خدشہ کر کی گنجائش ہی نہیں ہے ۔ہم خود یہ طے کر رکھا ہے کہ قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب بخاری ہے اس لئے اس کو ماننا پڑے گا ورنہ پھر صحاح میں شک کرنا پڑے گا اور صحاح میں شک کر کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس احکام میں ب سے کوئی ایسی چیزیں نہیں ہے جس پر ہم بروسہ کرسکیں کیونکہ کتاب خدا میں جو آئے ہیں وہ مجمل طور سے ہیں ۔ صحاح کے انکار نہ کرسکنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہم لوگ عہد رسالہ سے بہت بعد میں آئے ہیں دینی احکام "الا من حدبر" جو بھی ہم کو وراثہ میں ملے ہیں انھیں صحاح کے وساطت سے ملے ہیں لہذا ان کتابوں کو نہ چھوڑا جاسکتا ہے نہ جھٹلایا جاسکتا ہے اس مشکل بحث میں داخل وتے ہی میں اپنے نفس سے یہ عہد یا تھا کہ صرف انھیں صحیح

حدیثوں پر بھروسہ کروں جو شیعہ سنی دونوں کے یہاں متفق علیہ ہوگی اور ان تمام حدیثوں کو چھوڑ دوں گا ۔جن کو صرف سنی یا شیعوں نے لکھا ہوگا ۔ اس معتدل طریقہ پر عمل کرکے میں جذباتی اثرانگیزیوں سے دور رہ سکوں گا اور مذہبی وقومی یا وطنی تعصبات سے محفوظ رہ سکوں گا اور اسی کے ساتھ شک پر عمل نہیں کروں گا تاکہ حبل یقین یعنی صراط مستقیم تک پہونچ سکوں ۔

گہری تحقیق کا آغاز

"اصحاب "

شیعوں اور سنیوں کی نظر میں

تمام بحثوں میں ب سے ا ُم بحث (جس کو "سن بنیاد " کہا جائے) اصحاب کی زندگی ان کے عقائد کردار کی بحث ہے جو از ان کو حقیقت تک پہنچادیتی ہے کیونکہ ہر چیز کے لئے یہی حضرات ستون ہیں ۔ انھیں سے ہم دین یا ہے ۔۔اریکیوں میں احکام خدا کی م رفت کے لئے انھیں کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں ۔ چونکہ لمائے ماسبق صرف انھیں حضرات پر اکتفا کرتے تھے لہذا ان کے بارے میں ان کی سیرت کے بارے میں کافی بحث و تحیص سے کام یا ہے ۔ اور تعدد کتابیں تایف فرمائی ہیں ۔ ثلا" ا رالغابہ فی تمیز الصحابہ " "الاصابہ فی م رفۃ الصحابہ ""میزان الاعتدال"اور ۔ جا کتنی کتابیں ہیں جن میں زندگانی صحابہ کو نقد و تحلیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔۔ ین ب اہل سنت کے مخصوص نظریہ کے مطابق لکھی گئی ہیں ۔

اس لئے ان میں یہ اشکال ہے کہ پہلے والے لماء نہ صرف یکہ ۔ تاریخ وسیرت کی کتابین عباسی اور اموی حکام کے حسب منشاء لکھاکرتے تھے جن کی اہل بیت سے دشمنی طشت ازبام ہے بلکہ جو بھی اموی وعباسی حکمرانوں کے نقش قدم پر چلتا تھا یہ لمائے کرام صرف انھیں کے چشم وابرو کے اشارے پر رقص کرتے تھے اس لئے صرف انھیں کے اقوال کو حجت سمجھ لیتا اور دو رے ان لماء کے اقوال کو

کو کوڑے دان میں ڈال دینا از اف سے بعید نہیں ہے ۔ جنھیں صرف ولائے اہل بیت کے جرم میں حکو توں قتل کردیا ۔ملک بدر کردیا ۔ان پر م ائب کے پہاڑ توڑ دیئے ۔ان کی زندگی اجیرن بنادی ۔ان ظالم ومنحرف حکو توں کے خلاف انقلاب کا مرکز بھی یہی لماء تھے ۔ ان تمام چیزوں میں بنیادی چیز "صحابہ " تھے ۔کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جب رسول اکرم قیامت تک گمراہی سے بچا والی تحریر لکھنی چاہی تو اختلاف کربیٹھے ۔یہی حضرات ہیں جنھوں امت اسلا یہ کو فضیلت سے محروم کردیا اور گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا کہ آج امت ٹکڑیوں میں بٹ گئی ۔کئی حصوں میں تقسیم وگئی ۔ اختلافات پھوٹ پڑے ۔امت کمزور وگئی ۔ اسلام کا رعب ودبدبہ مخالفین کے دلوں سے اجڑارہا ۔

یہی تھے جنھوں خلافت میں اڑنے ائے ۔کچھ لوگ حکومت حاصل کرلینے میں کا یاب وگئے کچھ لوگ مد مقابل بن کر ابھرے ۔جس کے نتیجے میں شیعہ ن اور شیعہ معاویہ میں امت تقسیم وگئی ۔یہی لوگ ہیں جنھوں کتاب خدا اور حدیث رسول کی تفسیر میں اختلاف ڈال دیا جس کے نتیجہ میں تعدد فرقے پیدا وگئے ۔مختلف کلامی وفکری مدارس وجود میں آگئے ،مختلف فلسفے ظاہر وگئے جن کا رچشمہ سیاسی اسباب تھے ۔ اور حصول تخت و تاج تھا ۔

اگر صحابہ نہ وتے تو نہ مسلمان تقسیم وتے نہ آپس میں اختلاف وتا جتنے بھی اختلافات وئے ہیں یا ونے ان کی بازگشت صحابہ کے اختلاف کی طرف ہے ۔حالانکہ ب کا خدا ایک ہے ،قرآن ایک ،رسول ایک قبلہ ایک ، اور ب ہی ان چیزوں پر تفق ہیں ۔ تن رسول کے انتقال کے بعد ب سے پہلا اختلاف سقیفہ بنی ساعدہ میں رونما وا جو آج تک جاری ہے ۔اور (عقیدت صحابہ کی برکت سے)الی ماشا اللہ باقی رہے گا میں لمائے شیعہ سے گفتگو کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان کے یہاں صحابہ کی تین قسمیں ہیں ۔

1:۔ پہلی قسم:۔

وہ نیک صحابہ جنھوں خدا ورسول کی کما حقہ م رفت حاصل کی اور موت پر بیعت کی ،رسول کے سچے صحابی رہے قولا وعملا رسول کے بعد بھی نہیں بدلے بلکہ اپنے عہد پر باقی رہے اور یہی

وہ اصحاب ہیں جن کی خدا اپنی کتاب میں متعدد جگہ تعریف وتوصیف کی ہے اور رسول بھی بکثرت ومواقع پر ان کی مدح سرائی کی ہے شیعہ ان اصحاب کاذکر بڑے احترام وتقدیس سے کرتے ہیں اور جس طرح اہل سنت احترام وتقدیس کرتے ہیں رضی اللہ کہتے ہیں شیعہ بھی یہی سب کہتے اور کرتے ہیں ۔

2:- دوسری قسم:-

ان اصحاب کی ہے جو اسلام لائے اور رسول کی پیروی کی خواہ خوف سے خواہ شوق سے مگر کی ، یہ لوگ رسول پر احسان جتاتے تھے کہ ہم ایمان لائے اور بعض اوقات رسول کو اذیت بھی پہونچاتے تھے ۔آنحضرت کے اوامر ونواہی کی بجا آوری نہیں کرتے تھے ۔بلکہ نصوص صریحہ کے مقابلہ میں اپنی راء کی اہمیت دیتے تھے ۔یہاں تک کہ کبھی تو قرآن ان کی توبیخ کی اور کبھی ان کی تہدید کی اور بہت سی آیتوں میں ان کو رسوا بھی کیا ۔ رسول بھی بہت سی حدیثوں میں ڈرایا دھمکایا ہے ۔شیعہ ان اصحاب کا ذکر ان کے افعال کے ساتھ کرتے ہیں نہ کوئی احترام کرتے ہیں نہ تقدیس ۔

3:- تیسری قسم:-

ان منافقین کی ہے جو رسول کے ساتھ ان کو نقصان پہونچانے کی فکر میں رہتے تھے یہ بظاہر تو مسلمان تھے مگر درپردہ وہ کافر تھے ۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہونچانے کے لئے رسول کے قریب رہتے تھے ۔خدا پورا سورہ منافقون ان کے بارے میں نازل کیا ہے ۔ بہت سی جگہوں پر ان کا ذکر ہے ۔ ان کو جہنم کے سب سے نچلے طبقہ کی دھمکی دی گئی ہے رسول بھی ان کاذکر کیا ہے ۔ان سے بچنے کے لئے کہا ہے ۔بعض اصحاب کو منافقین کے نام بھی بتاد تھے ۔اور ان کی علامتیں بھی یہ قسم اصحاب کی ایسی ہے کہ شیعہ وسنی دونوں ان پر لعنت کرتے ہیں اور ان سے براءت کرتے ہیں ۔ ایک اور قسم بھی ہے وہ بھی اگرچہ صحابہ ہیں مگر قرابت رسول خلقی ، نفسی ، فضائل ، خدا ورسول کی طرف سے دی گئی خصوصیات کی بنا پر سب سے افضل ہیں ان کے برابر کا کوئی نہیں ہے اور نہ ان کے درجہ تک کوئی پہونچ سکتا ہے اور یہ وہ اہلبیت ہیں جن سے خدا رجس کو دور کردیا ہے اور پاک وپاکیزہ بنادیا ہے [1]

----

(۱):- پ ۲۲ س ۳۳ (احزاب) آیۃ ۳۳

ان کے اوپر درود بھیجنا ویسا ہی واجب ہے جیسا کہ رسول پر ان کے لئے خمس قرارديا گیا ہے [1]۔اور رسالہ کے عنوان پر ہر مسلمان پر ان کی مودت واجب قراردی گئی ہے [2]۔یہی اولوالامر ہیں جن کی اطاعت واجب قراردی گئی ہے [3]۔یہی راسخون فی العلم ہیں وجہ تاویل قرآن اور محکم ومتشابہ کا علم رکھتے ہیں [4]۔یہی اہل ذکر ہیں جن کو رسول حدیث ثقلین میں قرآن کا ساتھی قراردیا ہے اور دونوں سے تمسک کو واجب قراردیا ہے[5]۔ انھیں کو سفینہ نوح جیسا قرار دیا گیا ہے ۔جو اس پر سوار ہوا نجات پاگیا اورجو الگ رہا ڈوب گیا [6]۔ صحابہ اہل بیت کی قدر پہچانتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں شیعہ انھیں اہل بیت کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو جملہ صحابہ سے افضل مانتے ہیں اور اس پر نصوص صریحہ پیش کرتے ہیں ۔۔۔ لیکن اہل سنت والجماعت اہل بیت کی عظمت وتفضیل واحترام کے قائل ہونے کے باوجود اصحاب کی اس تقسیم کو قبول نہیں کرتے اور نہ اصحاب میں سے کسی کو منافق سمجھتے ہیں ۔بلکہ تمام صحابہ ان کے نزدیک رسول خدا کے بعد افضل الخلائق ہیں اور اگر وہ کسی تقسیم کو مانتے بھی ہیں تو سابق الاسلام ہوئے اور اسلام میں مصائب برداشت کرنے کے اعتبار سے ہے ۔چنانچہ۔ سب سے افضل خلفائے راشدین اس کے بعد عشرہ مبشرہ کے باقی چھ 6 افراد ہیں اسی لئے جب وہ نبی اور آل نبی پر دورود بھیجتے ہیں تو بلا استثناء تمام صحابہ پر درود بھیجتے ہیں یہ باتیں میں خود سنی ہونے کی وجہ سے اور علمائے کرام اہل سنت سے سن کر جانتا ہوں ۔اور وہ تقسیم میں نے علمائے شیعہ سے سنی ہے ۔اوریہی چیز باعث بنی کہ میں پہلے صحابہ کے بارے میں ایک عمیق بحث کرلوں اور اپنے خدا سے یہ عہد کر یا ہے کہ مجھے جذباتی نہ بنائے تاکہ زبیں نہ کہلاؤں اور دونوں طرف کی بات سن کر احسن کی پیروی کر سکوں ۔

----

(۱):- پ ۹ س ۱۰ (انفال) آیہ ۴۱

(۲):- پ ۲۵س (شوری) آیہ ۲۳

(۳):- پ س (نساء) آیہ ۵۹

(۴):- پ س (آل عمران) آیہ ۷

(۵):- کنزالعمال ج ۱ ص ۴۴ ۔مسند احمد ج ۵ ص ۱۸۸ پر حدیث ثقلین کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے ۔

(۶):- مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۱ تلخیص الذہبی ،الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۱۴۷ و ۲۳۴

اور اس سلسلہ میں دو چیزوں کو اپنا مرجع قرار دیا ہے ۔

1:- بالکل سیدھا اور منطقی قاعدہ :- یعنی قرآن کی تفسیر اورسنت نبوی کے سلسلہ میں صرف اسی بات پر اعتماد و بھروسہ کروں گا ۔جس پر دونوں فریقین (شیعہ وسنی) متفق ہوں ۔

2:- عقل :- خدا نے ان کو جو نعمتیں دی ہیں ان میں سب سے بڑی نعمت عقل ہے کیونکہ اسی عقل کی وجہ سے انسان کو اپنی تمام مخلوقات سے افضل قرار دیا ہے ۔آپ نے خود ہی دیکھا وگیا خدا جب اپنے بندوں کے خلاف حجت لاتا ہے تو ان کو عقل کی دعوت دیتا ہے ۔"افلا یعقلون ،افلا یفقھون ، افلا یتدبرون ، افلا یبصرون "وغیرہ وغیرہ ۔

میرا سلام یہ ہے کہ خدا اس کے ملائکہ " اس کی کتابوں اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں ۔اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول اور بندے ہیں ۔ اور خدا کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہے ۔ اس سلسلہ میں کسی صحابی پر اعتماد نہیں کرتا چاہے اس کی رسو ل سے کتنی ہی قرابت ہو ۔ اور چاہے اس کی منزلت کتنی ہی بلند ہو ۔میں نہ اموی ہوں نہ عباسی، نہ فاطمی، نہ سنی ہوں نہ شیعہ مجھے نہ ابو بکر سے نہ عمر سے نہ عثمان سے نہ علی سے نہ کسی اور سے عداوت ہے ۔ نہ دشمنی انتہا یہ ہے مسلمان ہونے کے بعد سے مجھے سیدنا حمزہ کے قاتل وحشی سے بھی کوئی دشمنی نہیں ہے کیونکہ اسلام سابقہ چیزوں کو ختم کر دیتا ہے اور رسول اسلام وحشی کو معاف کردیا تھا ۔ میں تلاش حقیقت کے لئے اور اپنے تمام سابق خیالات کوچھوڑ کر خدا کے سہارے اس بحث "صحابہ کا موقف"کو شروع کرتا ہوں ۔

1:- صحابہ اور صلح حدیبیہ

اجمالی طور سے واقعہ یہ ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال رسول اللہ اپنے چودہ اصحاب کے ساتھ عمرہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو آپ نے ہر ایک کو حکم دیدیا کہ تلواریں نیام میں رکھیں

ذوالحلیفہ ۔۔۔مکہ سے قریب ایک جگہ ۔۔۔پہنچ کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا ،اونٹوں پر خون کے ٹھپے اور گلے میں جوتیوں کے ہار پہنائے تاکہ قریش کو یقین ہوجائے کہ آپ زائر بن کر صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ۔جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن کہیں قریش کا غرور خاک میں نہ مل جائے اور عربوں میں یہ خبر نہ پھیل جائے کہ محمد زبردستی مکہ میں داخل ہوکر قریش کی شان وشوکت کا جنازہ نکال دیا ہے ۔غرور خاک میں ملادیا ہے ، اس ڈر سے سہیل بن عمر و بن عبدود العامری کی سرکردگی میں محمد کے پاس ایک وفد بھیجا اور ان سے خواہش کی کہ آپ اس سال یوں ہی مدینہ واپس چلے جائیں ۔آیندہ سال ہم تین دن کے لئے مکہ کو خالی کردیں گے آپ اس وقت عمرہ بجا لائیں اور اسی کے ساتھ دیگر سخت ونیز نصافانہ شرطیں بھی رکھیں جن کو حسب وحی الٰہی رسول اللہ قبول فرمایا ۔

لیکن بعض اصحاب کو رسول خدا کا یہ اقدام ذرہ برابر آنکھوں نہ بھایا اور انھوں بڑی شدت کے ساتھ مخالفت کی چنانچہ عمر بن خطاب رسول خدا کے پاس آتے ہی درشت لہجہ میں پوچھا ۔کیا تم نبی برحق نہیں ہو؟ آنحضرت فرمایا : ہوں عمر نے پھر کہا : کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں ؟ آنحضرت فرمایا : یہ بھی صحیح ہے عمر کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں ایسی ذلت نہیں گوارا کرسکتے !آنحضرت کہا:- (سنو!) میں خدا کا رسول ہوں میں خدا کی معصیت نہیں کرسکتا جب کہ وہی میرا مددگار ہے ۔عمر بولے :- کیا آپ ہم لوگوں سے نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم عنقریب انشاء اللہ کعبہ جاکر اس کا طواف کریں گے ؟ رسول اللہ (ص) کہا:- لیکن کیا میں یہ کہا تھا کہ اسی سال مکہ آکر طواف کریں گے ؟ عمر بولے نہیں یہ تو نہیں کہا تھا اس پر رسول خدا (ص) فرمایا :- تم یقینا آؤگے اور طواف کروگے !

اس کے بعد عمر ابوبکر کے پاس آئے اور کہا : اے ابوبکر کیا یہ شخص واقعی خدا کا رسول نہیں ہے ؟ ابو بکر کہا :-ہاں واقعی رسول ہیں ۔ پھر عمر وہی سوالات جو رسول خدا (ص) سے کئے تھے ابوبکر کے سامنے بھی دہرائے اورابو بکر وہی جوابات دیئے جو رسول (ص) دیئے تھے ۔پھر کہا:- اے شخص یہ خدا

کے رسول ہیں اور اپنے خدا کی معصیت نہیں کرسکتے اور خدا ان کا مددگار ہے ۔لہذا تم مضبوطی سے ان کا دامن پکڑ و جب رسول صلح کے معاہدہ سے فارغ ہوچکے تو اپنے اصحاب سے فرمایا : تم لوگ جاکر قربانی کرو اور سروں کو منڈاؤ (راوی کہتا ہے) خدا کی قسم ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا حالانکہ آپ نے تین مرتبہ حکم دیا ۔جب کسی نے آپ کی بات نہیں سنی تو آپ اٹھ کراپنے خیمہ میں چلے گئے پھر وہاں سے نکل کر کسی سے کوئی بات کئے بغیر اپنی طرف سے اونٹ کو ذبح کیا ۔اور حجام کو بلا کر سر منڈوایا جب اصحاب نے یہ دیکھا تو اٹھے قربانی کی ۔ اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے ۔یہاں تک کہ قریب تھا بعض بعض کو قتل کردیں گے [1]۔

یہ صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ ہے جس پر شیعہ وسنی دونوں متفق ہیں اور اس کو مورخین اور اصحاب سیر نے لکھا ہے جیسے طبری ، ابن اثیر ، ابن سعد وغیرہ ، اور مثلا بخاری و مسلم نے بھی لکھا ہے ۔

مجھے یہاں پر توقف کرنا پڑتا ہے ۔کیونکہ میرے لئے محال ہے کہ میں ایسا کوئی واقعہ پڑھوں اور اس سے متاثر نہ ہوں اور حیرت سے اس پر تعجب کروں کہ آخر یہ کیسے صحابہ تھے جو اپنے نبی کے سامنے ایسی جسارت کررہے تھے ۔ کیا اس واقعہ کےبعد دنیا کا کوئی باشعور آدمی یہ ماننے کے لئے تیار ہوگا ۔ کہ اصحاب رسول خدا کے ہر حکم کو بجالانے کے لئے دل وجان سے تیار رہتے تھے ۔؟ اور بجالاتے تھے ؟ یہ واقعہ ان کی پوری طرح تکذیب کرتا ہے اور ان کے جھوٹے دعووں کی قلعی کھول دیتا ہے کیا کوئی عقلمند اس بات کا تصور کرسکتا ہے کہ نبی کے سامنے ایسی جسارت معمولی بات ہے ؟ یا ایسی جسارت کرنے والے معذور ہیں ؟ یا ان کی براءت قابل قبول ہے ؟ خود خدا وند عالم کا ارشاد ہے:" فلا وربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لایجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلمیا (پ ٥ س ٤ (نساء) آیت ٦٥)

----

(1):- اس واقعہ کو اصحاب سیرو تاریخ کے علاوہ بخاری نے اپنی صحیح کے اندر کتاب الشروط فی الجہاد ج ٢ ص ١٢٢ پر اور مسلم نے اپنی صحیح میں باب صلح حدیبیہ میں تحریر کیا ہے ۔

ترجمہ :- (پس اے رسول) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک سچے مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے باہمی جھگڑوں میں تم کو اپنا حاکم نہ بنائیں (پھر یہی نہیں بلکہ) جو کچھ تم فیصلہ کردو اس سے کسی طرح تنگدل بھی نہ ہوں بلکہ خوش خوش اس کو مان لیں ــــــ کیا عمر بن خطاب یہاں تسلیم ہوئے ؟اور رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کو تنگدل نہیں پایا ؟ یا حکم رسول میں ان کی تردد نہیں تھا ؟ خصوصا یہ کہنا :- کیا واقعی آپ خدا کے رسول نہیں ہیں ؟ کیا آپ ہم سے کہا نہیں کرتے تھے ؟ الخ اور پھر رسولخدا (ص) جو کافی وشافی جوابات دیئے کیا اس کو تسلیم کر یا ؟ اس پر قانع و مطمئن ہوگئے ؟ ہرگز نہیں اگر مطمئن ہوگئے ہوتے تو وہی سوالات ابو بکر سے الجھ کر نہ پوچھتے ؟ اور پھر کیا ابوبکر کے جواب سے مطمئن ہوگئے ؟ تو بتا کیجئے خدا جا اگر یہ رسول یا ابو بکر کے جواب سے مطمئن ہوگئے تھے تو پھر کیوں کہا کرتے تھے ؟ میں اس کے لئے بہت سے اعمال کئے ! اب تو خدا اور اس کا رسول ہی جانتا ہے کہ عمر کیا کیا اعمال کئے ہیں ؟ اور پھر اس کے علاوہ باقی لوگوں کیوں نافرمانی کی ؟ جب رسول خدا تین تین مرتبہ کہا تم لوگ اٹھو قربانی کرو اور ر ن او ! لیکن کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگی رسول بار بار کہتے رہے مگر ہر آواز " را بصحرا ثابت ہوئی "۔

سبحان اللہ! مجھے کسی طرح یقین نہیں آرہا تھا ۔کیا صحابہ کی بد تمیزی اور جسارت اس حد تک رسول کے ساتھ ہوسکتی ہے؟اگر یہ واقعہ صرف شیعہ کتابوں میں ہوتا تو میں فورا کہدیتا یہ صحابہ کرام پر افترا ہے لیکن یہ تو اتنا مشہور واقعہ ہے اور اتنا صحیح قصہ ہے کہ سنی شیعہ محدثین لکھا ہے چونکہ میں طے کر چکا ہوں جس چیز پر سنی وشیعہ دونوں متفق ہوں گے اسی کو قبول کروں گا ۔ ان اصحاب کی طرف سے کونسا عذر تراشوں ؟ جو بعثت سے لے کر صلح حدیبیہ تک بیس سال رسول اللہ کے قریب رہے ہیں جنھوں معجزات ، وانوار نبوت اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ قرآن دن رات ان کو ادب سکھایا ہے کہ رسول کے ساتھ کیا برتاؤ کریں ، کیسی گفتگو کریں ، یہاں تک کہ خدا دھمکی دے دی کہ اگر میرے رسول کی آواز پر آواز بلند کروگے تم تمہارے سارے اعمال اکارت کردوں گا ۔

مجھے تو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ یہ عمر بن خطاب ہی تھے ۔ جنھوں تمام لوگوں کو ورغلا یا تھا ۔ یہ جسارت کرتے اور دوسرے لوگوں کو جسارت دلاتے کہ حکم رسول کی سنی ان سنی کردیں ۔ خود ان کا تردد اور نافرمانی اور متعدد مواقع پر یہ کہنا کہ میں (اس فعل کی وجہ سے) برابر نمازیں پڑھتا رہا ، روزے رکھتا رہا صدقے دیتا رہا ، غلام آزاد کرتا رہا اپنے اس کلام کی وجہ سے جو میں ۔۔۔۔ اس سلسلہ میں پورا واقعہ ان سے منقول ہے [۱]۔ ہم کو خود اس بات کا یقین اس لئے ہوتا ہے کہ خود عمر کو بھی اس کا احساس تھا کہ یہ قصہ ویسے تو بہت عجیب وغریب ہے مگر حقیقت ہے

2:- اصحاب اور یوم خمیس (روز پنجشنبہ)

بطور اختصار اس قصہ کی حقیقت یہ ہے کہ رسول خدا کی وفات سے تین دن پہلے تمام اصحاب کرام آنحضرت کے گھر میں جمع تھے ۔آپ نے ان سے کہا میرے لئے کتف [۲]۔ (پوست یا ہڈی) اور دوات لے آؤ تاکہ تم لوگوں کے لئے ایک ایسی تحریر لکھ دوں جو تم کو گمراہی سے بچالے تو ان اصحاب میں پھوٹ پڑ گئی بعض نے صریحی طور پر اظہار نافرمانی کرتے ہوئے آپ پر ہذیان کا الزام لگا یا رسول خدا کو بہت غصہ آیا ۔آپ نے بغیر کچھ لکھے ہوئے سب کو اپنے گھر سے نکال دیا ، یہئے اس کی قصہ کی تفصیل پڑھئے

----

(۱):- السیرۃ الحلبیہ باب صلح الحدیبیہ ج ۲ ص ۷۰۶

(۲):- کتف درحقیقت ان حیوان کے کندھے میں ایک چوڑی ہڈی ہوتی ہے ۔کاغذ کی کمی کی بنا پر پہلے اسی پر لکھاجاتا تھا ۔ چنانچہ مجمع البحرین مادہ کتف میں ہے ۔عظم عریض یکون فی اصل کتف الحیوان من الناس والدواب کانوا یکتبون فیہ لقلۃ القراطیس عندھم و منہ ائتونی بکتف ودواۃ اکتب لکم! " مترجم

ابن عباس کہتے ہیں :- روز پنجشنبہ ! کیا روز پنجشنبہ اسی دن رسول اللہ (ص) کا درد شدید وگیا تھا ۔ اور آپ فرمایا : لاؤ تم لوگوں کے لئے ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس سے تم لوگ بعد میں گمراہ نہ وسکو اس پر عمر کہا : رسول اللہ پر مرض کی شدت ہے تمہارے پاس قرآن موجود ہی ہے ہمارے لئے بس اللہ کی کتاب کافی ہے (کسی مزید تحریر کی ضرورت نہیں ہے) اس بات پر اس وقت کے موجود لوگوں میں اختلاف وگیا ۔ اور وہ لوگ آپس میں لڑ پڑے ۔کچھ یہ کہہ رہے تھے قلم ودوات دیدو تاکہ نبی ایسی تحریر لکھدیں جس سے بعد میں گمراہ نہ و ا جاکے اور کچھ لوگ وہی کہہ رہے تھے جو عمر کہا تھا ۔جب رسول خدا کے پاس توتو میں میں اور شور وغل زیادہ بڑھ گیا ۔ تو آپ فرمایا : میرے پاس سے چلے جاؤ ۔ابن عباس کہا کرتے تھے : ب سے بڑی مصیبت وہی تھی کہ ان کے اختلاف وشوروغل رسول خدا کو کچھ لکھنے نہ دیا [1]

یہ حادثہ صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اس کو شیعہ لماء اور ان کے محدثین اپنی کتابوں میں اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح اہلسنت کے لماء ومحدثین ومورخین نقل کیا ہے ۔ اور یہی بات مجھے اپنے معاہدہ کے مطابق مان لینے پر مجبور کررہی ہے یہاں پر حضرت عمر رسول اللہ کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اس کو دیکھ کر میں دنگ رہ جاتا وں ۔بھلا آپ سوچئے تو آخر معاملہ کیا ہے؟ امت کو گمراہی سے بچا کا معاملہ ہے اور اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے کہ اس تحریر میں کوئی ایسی نئی بات ضرور وتی جس سے مسلمانوں کا تمام شک وشبہ دور ہوجاتا ۔

شیعوں کی اس بات کو جا دیجئے کہ :- رسول اللہ خلافت کے لئے حضرت ں (ع) کا نام لکھنا چاہتے تھے ۔اور عمر اس بات کو تاڑ یا ۔لہذا انہوں تحریر نہیں لکھنے دی ۔۔۔۔ کیونکہ شاید شیعہ حضرات ہم کو اپنی بات سے مطمئن نہ کرسکیں ۔کیونکہ ہم تو شروع ہی سے اس کو نہیں مانتے ین اس

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۲ باب قول المریض :قوموا عنی ۔ صحیح مسلم ج ۵ ص ۷۵ آخر کتاب الوصیہ ۔مسند امام احمد ج ۱ ص ۳۵۵ وج ۵ ص ۱۱۶۔تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹۳ ، تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۳۲۰

تکلیف دہ واقعہ کی جس رسول کو غضبناک کردیا یہاں تک کہ آپ ب کو اپنے گھر سے نکال دیا ۔ اور ابن عباس اس کو سوچ سوچ کر اتنا روتے تھے کہ کنکریاں بھیگ جاتی تھیں ۔ کیا اہل سنت کوئی معقول تفسیر کرسکتے ہیں ؟ اور کیا اہل سنت کی اس تاویل کو کوئی بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی تسلیم کرلے گا کہ عمر رسول خدا کے مرض کی شدت کا احساس کر یا تھا ۔لہذا ان کو آنحضرت پر رحم آیا ۔اور منع کر سے مقصد یہ تھا کہ رسول کو آرام مل جائے "

علماء کے قبول کر کا سوال ہی نہیں ہوتا ۔ میں متعدد مرتبہ کوشش کی کہ حضرت عمر کے لئے کوئی عذر تلاش کرسکوں لیکن واقعہ اتنا سنگین ہے کہ کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے ۔ بلکہ اگر معاذاللہ ہذیان کی جگہ شدت تکلیف " کی لفظ رکھ دی جائے جب بھی عمر کے اس قول کی کوئی معقول تاویل کا تلاش جوئے لا سے کم نہیں ہے " کہتے ۔ پاس قرآن ہے اور ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے " کیا عمر رسول اللہ سے زیادہ جانتے تھے ؟ کہ رسول تو قرآن کے ہوتے ہوئے تحریر کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں مگر عمر کے نزدیک اب تحریر کی ضرورت نہیں ہے ۔یا پھر رسول کی ذہانت عمر کے مقابل میں صفر تھی؟ یا پھر حضرت عمر یہ کہہ کر لوگوں میں اختلاف وتفرقہ اندازی کرنا چاہتے تھے ۔ استغفراللہ ۔

اس کے علاوہ اگر اہل سنت کی تاویل صحیح مان لی جائے تو کیا رسول خدا پر عمر کی حسن نیت پوشیدہ تھی؟ اور اگر ایسا تھا تو رسول خدا کو عمر کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا نہ ناراض ہو کر ب کو اپنے گھر سے نکال دیں؟

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب رسول خدا ب کو اپنے گھر سے نکال دیا تو لوگ چپ چاپ کیوں چلے آئے ؟ یہاں پر رسول کی فرمانبرداری کیوں کی ؟ یہ کیوں نہیں کہا کہ رسول ہذیان بک رہے ہیں ؟ وجہ بالکل واضح ہے کیونکہ رسولخدا کو تحریر سے لکھنے پر ور غلا کراپنے مقصد میں کامیاب ہوچکے تھے ۔ اس لئے اب رسول کے گھر میں ٹھہر سے کوئی فائدہ تو تھا نہیں کیونکہ شورو ل کرکے اور اختلاف پیدا کرکے یہ اپنے مقصد کامیاب میں کامیاب ہوچکے تھے ۔کچھ لوگ کہتے تھے رسول خدا کی مانگ پوری کردو ۔تاکہ وہ تحریر لکھ دیں اور کچھ لوگ وہی کہہ رہے تھے ۔جو عمر کہا تھا کہ رسول تو پاگل ہوچکے ہیں (معاذاللہ)

اور معاملہ اتنا سیدھا سادہ نہیں تھا جو صرف عمر کی ذات سے تعلق ہوتا کیونکہ اگر یہ شاید وتی

تو(شاید) رسول خدا کو چپ کروائیے اور مطمئن کردیتے کہ میں وحی کے بغیر گفتگو نہیں کیا کرتا اور ہر رائے امت کے بارے میں (یعنی جو بات نبوت سے تعلق و اس میں) تو ہذیان کا سوال ہی نہیں اٹھتا ورنہ پورا دین قابل اطمینان نہ رہے گا مترجم)بلکہ مسئلہ کچھ اور تھا اور کافی لوگ اس پر پہلے ہی سے تیار تھے اسی لئے جان بوجھ کر رسول خدا کے حضور میں ہلڑ ہنگامہ مچایا اور خدا کے اس فرمان کو بھول گئے یا جان کر بھلا دیا ۔ "یا ایها الذین آمنوا لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (پ ٢٦ س ٤٩ (الحجرات)آیه ٢)

ترجمہ:- اے ایماندارو!(بولنے میں) تم اپنی آواز یں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے باتیں کرتے و ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ و) کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت جائے اور تم کو خبر بھی نہ و۔

اور قلم وقرطاس کے قضیہ میں آواز اونچی کر کا مسئلہ نہیں ہے یہاں تو اس کے ساتھ ساتھ (العیاذ باللہ)آنحضرت پر ہذیان کا الزام بھی لگایا گیا ہے ۔ اور پھر اتنا شوروغل وا ہے کہ حضور کے سامنے تو تو ،میں میں ، کی نوبت آگئی ۔

میرا عقیدہ یہ ہے کہ اکثریت عمر کے ساتھ تھی اس لئے رسول اللہ سوچا کہ اب تحریر لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ آنحضرت جانتے تھے کہ اب یہ لوگ نہ میری تحریر کا احترام کریں گے اور نہ ہی امتثال امر کریں گے اس لئے کہ جب یہ لوگ "رفع اصوات " کے سلسلہ میں خدا کی نافرمانی کررہے ہیں تو پھر میرے احکام کی کہاں سے اطاعت کریں گے ؟

حکمت رسول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب ان کے لئے کوئی تحریر نہ لکھیں کیونکہ جب ان کی زندگی میں اس کے بارے میں جھگڑا کررہے ہیں تو مر کے بعد کیا عمل کریں گے ۔ اور اعتراض کر والے کہیں گے ۔ یہ تو پاگل پن میں کہی ہوئی بات و کہ پاگل پنے میں لکھ ڈالا ہے اس کی کیا اہمیت ہے اور کہتے ہیں کہ مرض الموت میں جو احکام آپ نافذ فرمائے ہیں اس میں بھی لوگ شک کر لگیں اس لئے اب نہ لکھنا بہتر ہے ۔

استغفراللہ ربی واتوب الیہ " رسول اکرم کے سامنے اس قسم کی گفتگو پر میں تو یہ کرتا وں

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنے نفس کو کیسے مطمئن کروں آزادی ضمیر کا سودا کیسے کروں آخر میں اپنے کس طرح سمجھاوں کہ عمر کی یہ حرکت قابل عفو و بخشش ہے جبکہ اصحاب اور جو حضرات اس وقت موجود تھے وہ اس واقعہ کو یاد کرکے اتنا روپا کرتے تھے کہ کنکریاں بھی بھیگ جایا کرتی تھیں ۔ اور اس دن کو مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت کہا کرتے تھے ۔۔۔اسی لئے میں نے تمام تاویلات کو چھوڑدیا اور میں نے تو چاہا تھا کہ اصل واقعہ ہی کا انکار کردوں اور اس کو جھٹلادوں لیکن صحاح نے نہ صرف یہ کہ اس کو لکھا ہے بلکہ تصحیح بھی کی ہے پھر میں کیا کرسکتا ہوں ۔

میرا تو جی چاہتا ہے کہ اس واقعہ کے سلسلہ میں شیعوں کی رائے کو تسلیم کرلوں کیونکہ ان کی تعلیل منطقی ہے ۔ اور اس کے متعدد قرائن بھی ہیں مجھے اب تک یاد ہے کہ جب میں نے سید محمد باقر الصدر سے پوچھا آپ کے خیال کے مطابق حضرت رسول امام علی کی خلافت کے بارے میں تحریرکرنا چاہتے تھے آخر تمام صحابہ کے درمیان صرف عمر ہی نے اس بات کو کیوں کر سمجھ لیا یہ تو ان کی ذہانت کی دلیل ہے ؟

اس پر سید صدر نے کہا : صرف عمر ہی نے مقصد رسول کو نہیں سمجھا تھابلکہ اکثر حاضرین نے وہی سمجھا جو عمر نے سمجھا تھا ۔ اس لئے کہ رسول خدا اس سے پہلے بھی فرما چکے تھے کہ میں تمہارے درمیان ثقلین چھوڑ کر جارہا ہوں ایک خدا کی کتاب دوسرے میری عترت واہلبیت جب تک تم لوگ ان دونوں سے تمسک رکھوگے میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے ۔ اب مرض الموت میں (تقریباً یہی) فرمایا : لاؤ ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوسکو ۔ تو تمام حاضرین بزم اور انھیں میں عمر نے بھی یہی سمجھا کہ رسول اللہ نے غدیر خم میں جو بات کہی تھی ۔ اسی کی تاکید تحریری طورپر کرنا چاہتے ہیں ۔ کہ تم لوگ کتاب خدا اور عترت سے تمسک کرو ۔ اور سید عترت حضرت علی تھے تو گویا دوسرے لفظوں میں اس طرح فرمایا : قرآن وعلی سے تمسک کرو اور اس قسم کی گفتگو دیگر مناسب موقع پر بھی فرماچکے تھے ۔ اور چونکہ قریش کی اکثریت حضرت علی کو ناپسند کرتی تھی ۔ ایک تو اس وجہ سے کہ آپ عمر میں چھوٹے تھے دوسرے اس وجہ سے کہ آپ نے ان کے تکبر کو خاک میں ملایا تھا ان کی ناک رگڑ دی تھی ان کے بہادروں

کو ترتیب کیا تھا۔ مگر اس کے باوجود یہ لوگ رسولخدا (ص) کے خلاف اتنی بڑی جسارت نہیں کرسکتے تھے جتنی صلح حدیبیہ کے موقع پر اور عبداللہ بن ابی منافق کی نماز جنازہ پڑھا پر کرچکے تھے یا اس قسم کے دیگر مواقع پر اس کا اظہار کرچکے تھے جس کو تاریخ اپنے دامن میں محفوظ رکھا ہے۔ یہ واقعہ بھی انھیں قسم کے واقعات میں سے ہے " کہ اس میں بھی جسارت ہے مگر صلح حدیبیہ کے مقابلہ والی نہیں ہے۔ اور اس بد تمیزی کا نتیجہ یہ وا کہ بعض حاضرین بھی جسارت سے کام لینا شروع کردیا اور سی لئے آنحضرت کے پاس شوروغل وا۔

عمر کی بات مقصود حدیث کی پوری مخالفت کررہی ہے کیونکہ یہ کہنا چاہتے ہ پاس قران ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے " صریحی طور سے اس حکم کی مخالفت ہے۔ جس میں کتاب خدا اور عترت رسول دونوں سے تمسک کو کہا گیا تھا عمر کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب بس ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ ہم کو عترت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ۔ اس کے علاوہ اس واقعہ کی اس سے بہتر کوئی معقول توجیہ نہیں وسکتی۔ البتہ اگر کسی کا مطلب صرف اطاعت خدا و اطاعت رسول ہو تو اس کی بات الگ ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے اور غیر معقول ہے۔

میں اگر اندھی تقلید چھوڑ دوں اور جانب داری سے کام نہ لوں اور عقل سلیم وفکر آزاد کو حاکم قراردوں تو اسی توجیہ کو قبول کروں۔ کیونکہ یہ بات اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ عمر پر یہ اتہام لگایا جائے کہ عمرؔ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں حسبنا کتاب اللہ " کہہ کر سنت نبوی کو چھوڑا ہے۔

اور اگر کوئی حاکم سنت نبوی کو یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ اس میں تناقضات بہت ہیں تو اس کو مجرم نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس تو مسلمانوں کی تاریخ میں گزرے وئے واقعات کی پیروی ہے اس کے علاوہ اس حادثہ اور امت مسلمہ کی ہدایت سے محرومی کا ذمہ دار میں صرف عمر ہی کو نہیں مانتا بلکہ ان کے تمام وہ صحابہ جو عمر کے موافق تھے اور جنھوں حکم رسول کی مخالفت کی تھی سب ہی ذمہ دار ہیں اور برابر کے شریک ہیں۔

مجھے ان لوگوں پر بہت تعجب ہوتا ہے جو اس عظیم حادثہ کو پڑھ کر گزر جاتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی

۔ ۔ و حالانکہ بقول ابن عباس کے ب سے بڑی مصیبت یہی تھی ۔اور اس سے بھی زیادہ ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو صحابی کے بچا میں ایڑی چوٹی کا زورا دیتے ہیں ۔ اوراس کی ن کو صحیح ثابت کر کے درپہ رہتے ہیں ۔ چاہے اسلام ورسول اسلام کی بے رمتی و ن ثابت وجائے مگر صحابی کی عصمت محفوظ رہے ۔

آخر و کو حقیقت سے فرار کر کی کیا ضرورت ہے ؟ اگر حق ہماری خواہشات کے مطابق نہیں ہے تو اس کو ملیامٹ کر کی کیوں کوشش کرتے ہیں ؟ آخر و کیوں نہ تسلیم کرلیں کہ صحابہ ہماری ہی طرح کے انسان تھے ان کے یہاں بھی خواہشات ۔ میلانات ۔اغراض کا وجود ایسے ہی تھا جیسے ہمارے یہاں ہوتا ہے وہ بھی ن کرتے ہیں جیسے ہم سے ن وتی ہے ۔

ہمارا تعجب اس وقت دور ہوجاتا ہے جب ہم قرآن میں گزشتہ انبیاء کے قصے پڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے معجزات دیکھنے کے باوجود ان کے قوم قبیلہ والے ان کی دشمنی سے باز نہیں آتے : ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب"

اور اب میں شیعوں کے موقف کو سمجھنے ا کہ واقعہ قرطاس کے بعد مسلمانوں کی زندگی میں و وا لے بہت سے ناقابل برداشت واقعات کی ذمہ داری کیوں خلیفہ ثانی کے ر تھوپتے ہیں ۔ کیونکہ انھیں کی وجہ سے امت مسلمہ اس کتاب ہدایت سے محروم وگئی جس کو رسول اپنے مرض الموت میں لکھنا چاہتے تھے اور مجھے یہ ا تراف کرلینے میں کوئی باک نہیں ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے کہ جو عقلمند حق کے ذریعہ لوگوں کو پہچانتا ہے وہ اصحاب کے لئے عذر تلاش کر کی کوشش کریں ۔ ۔ن جو لوگ لوگوں کے ذریعہ حق کوپہچاننے کے عادی ہیں ہم ان سے گفتگو بھی نہیں کرنا چاہتے ۔

3:- اصحاب اور لشکر اسامہ

اس کا اجمالی قصہ یہ ہے کہ آنحضرت اپنے انتقال سے صرف دو دن پہلے روم سے جنگ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کیا اور اس کا سردار اسامہ بن زید حارثہ کو بنایا ۔ اسامہ کی عمر اس وقت 18 سال تھی اور اسامہ کی ماتحتی میں بڑے بڑے انصار اور مہاجرین کو قرار دیا ۔ جیسے ابوبکر ، عمر ، ابو عبیدہ ۔ظاہر ہے کہ اس پر لوگوں کو اعتراض ہونا چاہیے تھا ۔ اور کچھ لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ ہمارے اوپر ایسے نوجوان کو کیونکر سردار بنایا جاسکتا ہے جس کے چہرے پر ابھی ڈاڑھی بھی نہیں ہے اور یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے اس سے پہلے اسامہ کے باپ زید کی سرداری پر اعتراض کیا تھا ۔ اسامہ کے بارے میں ان لوگوں نے ضرورت سے زیادہ نقد وتبصرہ کیا تھا ، یہاں تک کہ آنحضرت کو شدید غصہ آگیا تھا ۔ آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر اس طرح نکلے تھے کہ آپ کے قدم زمین پر خط دیتے ہوئے جارہے تھے ۔بیماری کی وجہ سے آپ بہت خستہ تھے (میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوجائیں) آتے ہی آپ منبر پر گئے حمد وثنا ئے الٰہی کے بعد فرمایا :

"ایھا الناس" ! یہ کیا بات ہے جو اسامہ کی سرداری کے بارے میں میں سن رہا ہوں ۔اگر تم میری اس بات پر اعتراض کررہے ہو کہ میں نے اسامہ کو کیوں لشکر کا سردار بنایا ۔(تو یہ کوئی نئی بات نہیں) تو اس سے پہلے میرے اوپر زید کو سردار بنانے میں اعتراض کرچکے ہو ۔خدا کی قسم زید سرداری کا مستحق تھا اور اس کا بیٹا (اسامہ) بھی اس کے بعد سرداری وامارت کا لائق و سزاوار ہے ۔[1]

----

(۱)::- طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰ ۔تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۲۱۰ ۔السیرۃ الحلبیہ ج ۳ ص ۲۰۷ ۔طبری ج ۳ ص ۲۲۶

اس کے بعد آپ لوگوں کو جاری کوچ کرنے کے لئے آمادہ کرنا شروع کردیا کبھی فرماتے "جهزوا جيش اسامة " اسامہ کے لشکر کو تیار کرو اور جاؤ ! کبھی فرماتے "انفذوا جيش اسامة " اسامہ کے لشکر کو (جاری)روانہ کرو ۔ کبھی فرماتے :ارسلوا بعث اسامة " اسامہ کے ساتھ لوگوں کو (جاری) بھیجو! ان جملوں کی بار بار تکرار کرتے رہے ۔ لیکن ہر مرتبہ لوگ ٹال مٹول کرتے رہے اور مدینہ کے کنارے جاکر پڑاؤ ڈال دیا ۔ مگر یہ لوگ جانے والے نہیں تھے ۔

اس قسم کی بات مجھے یہ پوچھنے پر مجبور کرتی ہے :آخر رسول (ص) کے ساتھ اتنی بڑی جسارت کی ہمت کیسے ہوئی؟ وہ رسول اکرم جو مومنین کے لئے رؤف ورحیم ہے ۔اس کے حق میں یہ کیسی نافرمانی ؟ میں تو کیا کوئی بھی آدمی اس سرکشی و جسارت کی معقول تاویل نہیں کرسکتا ۔

میں نے خدا کے حضور میں عہد کیا ہے کہ انصاف سے کام لوں گا اپنے مذہب کے لئے تعصب نہ برتوں گا اور ناحق اس کے لئے کسی وزن کا قائل نہیں ہوں گا ۔اور جیسا کہ کہا جاتا ہے یہاں پر حق تلخ ہے اور آنحضرت نے فرمایا بھی ہے : حق بات کہو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو ۔اور حق بات کہو چاہے وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو ۔اور اس واقعہ میں حق بات یہ ہے کہ جن صحابہ نے بھی اسامہ کو سردار بنائے جانے پر آنحضرت پر اعتراض کیا تھا انھوں نے حکم الہی کی مخالفت کے ساتھ ان صریح نصوص کی مخالفت کی ہے وجہ نہ قابل شک ہیں اور نہ قابل تاویل اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی عذر پیش کیا جاسکتا ہے ۔سوائے اس "عذر بارد" کے جو کرامت امت صحابہ اور سلف صالح کے نام پر بعض حضرات نے پیش کیا ہے لیکن کوئی بھی عاقل وآزاد اس قسم کے اعذار کو قبول نہیں کرسکتا ۔ ہاں جن کو حدیث فہمی کا شعور نہ وہ یا عقل سے پیدل ہوں یا مذہبی تعصب نے ان کو اس حد تک اندھا بنادیا ہو کہ جو واجب الاطاعت فرض واور واجب الترک نہیں میں فرق نہ کرسکتے ہوں ۔ان کی بات الگ ہے ۔میں نے بہت کوشش کی

کہ کوئی عذر ان صحابہ کے لئے تلاش کرسکوں لیکن میری عقل میں کوئی ایسی بات نہیں آئی ۔ البتہ اہل سنت ان اصحاب کے لئے یہ عذر تلاش کیا ہے : وہ لوگ مشائخ قریش اور بزرگان قریش میں سے تھے سابق الاسلام تھے اور اسامہ ایک الھڑ نوجوان تھے ۔عزت اسلام کی فیصلہ کن جنگوں میں سے کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے ۔ جیسے بدر ،احد ، حنین وغیرہ اور نہ ہی کسی قسم کی سابقیت تھی بلکہ رسول خدا نے ان کو لشکر کا سردار بنایا تھا تو یہ بہت ہی کم سن تھے ۔ اور انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جب بوڑھے ، بزرگ حضرات موجود ہوں تو لوگ جوانوں کی اطاعت پر تیار نہیں ہوتے اسی لئے اصحاب نے پیغمبر اسلام پر اعتراض کیا تھا تاکہ اسامہ کی جگہ پر کسی بزرگ صحابی کو سرداری مرحمت فرمادیں ـــــ لیکن اس عذر کا مدرک نہ کوئی دلیل عقلی ہے اور نہ شرعی اور نہ کوئی اس بات کو مان سکتا ہے جس نے قرآن پڑھا ہو اور اس کے احکام کو سمجھا ہو کیونکہ قرآن کا اعلان ہے:

"وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهواه (پ ۲۸ س ۵۹ (الحشر) آیت ۷)

ترجمہ:- رسول جو حکم دیں اس کو لے لو (مان لو) اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ "۔ دوسری جگہ ارشاد ہے :-"

وما كان لمومن ولامومنة اذا قضى الله ورسوله امر ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلا مبينا (پ ۲۳ س ۳۳ (الاحزاب)ایت ۳۶)

ترجمہ:۔ نہ کسی مومن کو اور نہ کسی مومنہ کو یہ حق ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اپنے اس کام (کے کرنے نہ کرنے)کا اختیار ہو اور (یاد رہے کہ جس شخص نے خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ یقینا کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہوچکا ۔ان نصوص صریحہ کے بعد بھلا کون سا عذر باقی ہے جس کو عقلا قبول کرسکیں ؟ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ میں ان لوگوں کے بارے میں کیا کہوں جنھوں نے رسول اللہ کو غضبناک کیا ۔ اور وہ جانتے تھے کہ رسول کی ناراضگی سے خدا ناراض ہوجاتا ہے ۔ رسول پر ہذیان کا الزام لگایا ان کے سامنے تھے کہ تو تو ، میں میں ، شوروغل ،اختلاف کا مظاہرہ کیا ۔ جب کہ آپ مریض بھی تھے ۔انتہا یہ ہوگئی کہ خلق عظیم پر فائز پیغمبر نے ان لوگوں کو اپنے کمرے سے نکال دیا ۔کیا یہ سب باتیں کم ہیں ؟ اور بجائے اس کے یہ

لوگ ہدایۃ کی طرف پلٹتے اور خدا سے اپنے افعال پر توبہ واستغفار کرتے اور تعلیم قرآن کے مطابق رسول کی خدمت میں عرض کرتے کہ حضور ہمارے ئے استغفار فرمادیں ۔ یہ ب کر کے بجائے "مٹی اور گیس کردی" یہ ہمارے یہاں کا عوامی محارہ ہے ۔مزید رکشی کی اور جوان پر رؤف ورحیم تھا ۔ اسی سے ج ارت کی اس کے حق کا پاس ولحاظ بھی نہ کیا ۔ نہ اسکا احترام کیا ۔ بلکہ ہذیان کی نسبت کا زخم ابھی ندمل بھی نہیں ہوا تھا ۔کہ ٹھیک دودن کے بعد اسامہ کی رداری پر اعتراض کر بیٹھے اور آنحضرت کو مجبور کردیا کہ دوآد یوں کے سہارے گھر سے نکل کر آگئے ۔ شدت مرض کیوجہ سے قدم اٹھ نہیں رہے تھے آتے ہی منبر پر جاکر قسم کھا کر یقین دلایا کہ اسامہ رداری کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ رسول (ص) ہم کو یہ بھی بتادیا کہ یہ وہی لوگ ہیں ۔جنھوں زید کی رداری پر بھی اعتراض کیا تھا ۔ آپ ہم کو تعلیم دے رہے تھے کہ یہ پہلا سابقہ نہیں ہے متعدد مواقع پر یہ لوگ ایسا کرچکے ہیں اور یہ لوگ ان میں سے نہیں ہیں کہ جو خدا اور رسول کے فیصلہ کے بعد تنگی نہیں محسوس کرتے اور رتسلیم خم کر یا کرتے ہیں ۔ بلکہ یہ دشمنوں میں اور ان مخالفوں میں ہیں جو نقد ومعارضہ اپنا حق سمجھتے ہیں چاہے اس سے خدا ورسول کی مخالفت ہی لازم آتی ہو ۔

ان کی صریح نافرمانی کی ب سے بڑی دیل یہ ہے کہ انھوں رسول کے غصہ کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آنحضرت اپنے ہاتھوں سے علم باندھا اور لوگو کو عجلت سے روانگی کا حکم دیا ۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ ٹال مٹول کرتے رہے اور نہ جانا تھا نہ گئے ۔ یہاں تک کہ آنحضرت کی شہادت ہوجاتی ہے اور اپ اپنے دل میں یہ داغ لے کرگئے کہ میری امت نافرمان ہے اور اس اس کے ساتھ دنیا سے رھارے کہ کہیں یہ لوگ الٹے پیر پھر نہ پلٹ جائیں اور جھنم کے کندے نہ بن جائیں او ر ان میں سے تھوڑے ہی نجات پا والے ہیں ۔

اگر ہم اس قصہ کو گہری نظر سے دیکھیں تو ہم کو معلوم ہوجائے گا کہ اس کے روح رواں خلیفہ ثانی تھے ۔کیونکہ یہی حضرت وفات حضرت رسول کے بعد ابو بکر کے پاس آئے اور کہنے لگے اسامہ کو ہٹا کر کسی دو رے کو رداربنادو اس پر ابو بکر کہا:

اے خطاب کے بچے تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے ! تو مجھے مشورہ

ملتا ہے کہ جس کو رسول سردار بناگئے تھے میں اس کو معزول کردوں ؟[1]۔

آخر عمر اس بات کو کیوں نہ سمجھا جس کو ابو بکر سمجھ گیا ؟ یا اس میں کوئی اور راز ہے جو مورخین سے پوشیدہ رہ گیا ہے ؟ یا خود مورخین عمر کی عزت وآبرو کو بچانے کے لئے ان کا نام چھپا گیا ہے؟ جیسا کہ ان مورخین کی عادت ہے اور جیسا کہ (انھوں نے (یھجر) کی لفظ کو بدل کر "غلبة الوجع " کی لفظ رکھ دی ہے ۔

مجھے ان صحابہ پر تعجب ہے جنھوں نے پنجشنبہ کے دن رسول پر اعتراض کیا اور ہذیان کی نسبت دی ۔اور حسبنا کتاب اللہ کہا ۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے : قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوانی یحببکم الله" ترجمہ:- اے رسول ان سے کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو (تو) خدا تم کو دوست رکھے گا ۔

گویا یہ اصحاب کتاب خدا کو اس سے زیادہ جانتے تھے۔ جس پر یہ کتاب نازل ہوئی تھی ۔واقعہ قرطاس کے صرف دو دن بعد اور وفات سے صرف دودن پہلے رسول کو غضبناک کردیتے ہیں ۔ اور اسامہ کو سردار بنانے پر اعتراض کرنے لگتے ہیں ۔رسول کی اطاعت نہیں کرتے ۔اگر واقعہ قرطاس میں آپ مریض تھے بستر پر پڑے تھے ۔ تو دوسرے میں مجبور کردیا کہ سر پر عصابہ باندھے دوآدمیوں پر ٹیک لگا کر اس طرح چلتے ہوئے آئے کہ آنحضرت کے پیر زمین پر خط دیتے جاتے تھے ۔آتے ہی منبر پر جاکر مکمل خطبہ دیا جس میں حمد وثنائے الہی فرمائی تاکہ ان لوگوں کو بتادیں میں ہذیان نہیں بکتا ہے پھر ان کو بتایا کہ تمہارا اعتراض مجھے معلوم ہے ۔پھر اس قصہ کا ذکر کیا جو چار سال پہلے پیش آیاتھا کیا اس پوری گفتگو کے بعد بھی کوئی عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ آپ ہذیان بک رہے ہیں ۔یا بیماری کا غلبہ ہے کہ آپ کو احساس ہی نہیں ہے کہ کیا فرما رہے ہیں ؟

سبحانک اللھم وبحمدک : یہ لوگ کتنے جری ہوگئے تھے کہ کبھی رسول کو معاہدہ صلح کو جسے آپ نے مضبوطی سے باندھا تھا "

----

(1):- الطبقات الکبری ابن سعد ج ۲ ص ۱۹۰ ۔تاریخ الطبری ج ۳ ص ۲۲۶

اس کی یہ لوگ زبردست مخالفت کررہے ہیں کبھی رسول قربانی ور ن او کا حکم دے رہے ہیں اور یہ لوگ شرت کے ساتھ مخالفت کررہے ہیں ۔ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ حکم دیا مگر کسی لبیک نہیں کہا ۔ اور رسول سے کہ رہے ہیں : خدا آپ وک ۔ منافقین پر نماز پڑھنے سے روکا ہے اے خدا ! گویا یہ لوگ تیرے رسول کو وہ چیزیں تعلیم دے رہے ہیں جو تو اپنے رسول پر نازل کرچکا ہے حالانکہ تو اپنے قرآن میں کہا ہے " وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم (پ ١٤ س ١٦ (النمل)آیہ ٤٤)

ترجمہ:- اورتمہارے پاس قرآن نازل کیا ہے تاکہ جواحکام لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں تم ان سے صاف صاف بیان کردو۔

اور تو ہی فرمایا :- انا انزلنا الیک الکتاب با لحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ(پ ٥ س ٤ (نساء)آیت ١٠٥) ترجمہ:- اے رسول ہم آپ پر بر حق کتاب اسلئے نازل کی ہے کہ جس طرح خدا تمہاری ہدایۃ کی ہے اسی طرح لوگوں کے در یان فیصلہ کردو ۔ اور معبود تو ہی فرمایا ہے اورتیرا قول حق ہے ۔ : کما ارسلنا الیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون(پ ٢ س٢ (البقرۃ) آیت ١٥١)

ترجمہ:-جیسا کہ ہم تمہارے در یان تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور تمہارے نفس کو پاکیزہ کرے اور تمہیں کتاب (قرآن) اور عقل کی باتیں سکھائے اور تم کو وہ باتیں بتائے جن کی تمہیں (پہلے سے) خبر بھی نہ تھی ۔

کتنا تعجب ہے ان لوگوں پر جو اپنے کو اونچا سمجھتے ہیں ۔ ان اس کے باوجود تو حکم رسول کا امتثال نہیں کرتے کبھی رسول پر ہذیان کا اتہام لگاتے ہیں ۔اور بہت ہی بے شرمی وبے ادبی کے ساتھ ان کی موجودگی میں لڑتے جھگڑتے ہیں ۔ شور ول کرتے ہیں ۔ اور کبھی زید بن حارثہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہیں اور تو کبھی اسامہ بن زید کی سرداری پر لعن وطعن کرتے ہیں ۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے کسی بھی جویائے حقیقت کے لئے یہ فیصلہ کر لینا بہت آسان ہے کہ حق شیعوں کے ساتھ ہے کیونکہ جب وہ لوگ

علامات استفہام ا ا کراصحاب کے کرتوتوں کے بارے میں ایک ایک کرکے سوال کرتے ہیں اور ان کے احترام پر ۔۔اک بھول پڑھاتے ہیں اور وہ اپنی محبت ومودت کو صرف رسول وآل رسول کے لئے مخصوص کرتے ہیں تو ہم ان کا جواب نہیں دے ۔ پاتے

۔

میں تو اختصار کے لئے صرف چلد پانچ مقامات مخالفت کے دکھائے ہیں اور محض بعنوان مثال ۔ لیکن لمائے شیعہ ان تمام مقامات کا احصاء کیا ہے جہاں پر صحابہ نصوص صریحہ کی مخالفت کی ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ انھوں صرف انھیں چیزوں کو پیش کیا ہے جس کو لمائے اہل سنت اپنی صحاح ومسانید میں درج کیا ہے ۔

خود میں جب بعض واقعات کا مطالعہ کرتا وں کہ بعض اصحاب رسو ل خدا کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا تھا ۔ تو متحیر ومد وش ہوجاتا وں ۔صرف ان اصحاب کی جسارت وبدتمیزی پر ہی نہیں بلکہ عمائے اہلسنت والجماعت کے اس رویہ پر اور زیادہ تعجب کرتا وں جنھوں ہمیشہ عوام کو اس دھوکہ میں رکھا کہ اصحاب برابر حق پر ثابت قدم رہے تھے ان کے بارے میں کسی بھی قسم کا نقد وتبصرہ حرام وگناہ ہے ان لوگوں اپنے اس اقدام کی وجہ سے طالب حق کو کبھی حقیقت تک پہونچنے ہی نہیں دیا وہ ہمیشہ فکری تناقضات کے بھنور میں چکر لگاتا رہا ۔میں گذشتہ واقعات کے علاوہ بعض اور مثالیں پیش کرتا وں جس سے صحابہ کی حقیقت عریاں وکر سامنے آجائے گی اسطرح شیعوں کا موقف سمجھنے میں آسانی وگی ۔

صحیح بخاری ج 4 ص 47 کے کتاب الادب با ب :الصبر علی الاذی ار قول خدا انما یوفی الصابرون اجرهم " کے سلسلہ میں ہے اعمش کہتے ہیں ۔ میں شقیق کو کہتے وئے سنا کر عبداللہ کہ رہے تھے ۔رسول خدا ایک قسم ایسی کھائی جیسے لوگ کھایا کرتے ہیں ۔ تو ایک انصاری کہا : واللہ یہ قسم خدا کے لئے نہیں ہے ۔ میں کہا اس بات کو رسول خدا سے ذکر کروں گا ۔ چنانچہ میں آنحضرت کے پاس اس وقت پہونچا ۔جب آپ اپنے اصحاب کے جمگھٹے میں تھے ۔میں آپ کے کان میں یہ بات کہی تو آپ کو بہت ناگوار وا چہرہ کارنگ بدل گیا اور آپ غضب میں بھر گئے آپ کی حالہ

دیکھ کر میں اپنے دل میں کہا کاش میں آنحضرت کو خبر ہی نہ دی وتی ۔ اس کے بعد آنحضرت فرمایا ۔موسی کو اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی تھی ہی کہ کر آپ صبر فرمایا ۔۔۔ اسی طرح بخاری کے کتاب الادب باب التبسم والضحک میں ہے : انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں رسول خدا کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے موٹے تھے اتنے میں ایک بد عرب ملا اور اس بہت زور سے نبی کی چادر پکڑ کر گھسیٹا میں دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے رسول اللہ کے کندھوں کے کناروں پر اس کا نشان پڑگیا تھا ۔چادر کھینچ کر بدو کہا : اے محمد خدا کا مال جو تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم دو ۔ رسول اس کی طرف مڑکر ہنسے ۔ اور حکم دیا اس کو کچھ دیا جائے ۔

اسی طرح کتاب الادب میں بخاری باب: من لم یواجه الناس بالعتاب " میں ایک روایت حضرت عائشہ سے نقل کی ہے فرماتی ہیں : رسول اللہ خود کوئی چیز بنائی اور لوگوں کو استعمال کی اجازت دے دی تین کچھ لوگوں اس کے استعمال سے اعراض کیا ۔ اور رسول کو اس کی اطلاع وگئی تو آپ ایک خطبہ دیا جس میں حمد وثنائے الہی کے بعد فرمایا : آخر لوگوں کو کیا وگیا ہے جس کو میں بنایا ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں واللہ میں خدا کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ ڈرتا وں ۔

جو شخص بھی اس روایت کو غور سے پڑھے گا ۔ وہ خود سمجھ لے گا کہ اصحاب اپنے رسول سے اونچا خیال کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ رسول تو ں کرسکتے ہیں مگر خطا نہیں کرسکتے ۔ بلکہ اسی چیز بعض مورخین کو اس بات پر امادہ کیا کہ وہ صحابہ کے ہر فعل کو صحیح سمجھتے ہیں چاہیے وہ افعال فعل رسول کے مخالف ہی وں ۔اور بعض صحابہ کے بارے میں کھلم کھلا یہ اظہار کرتے ہیں کہ ان کا علم وتقوی رسول اللہ سے کہیں زیادہ تھا ۔جیسا کہ (تقریبا) مورخین کا اجماع ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول خدا (ص) ں کی تھی ۔ اور عمر کی رائے بالکل صحیح تھی ۔ اور اس سلسلہ میں جھوٹی روایتیں نقل کرتے ہیں ۔ مثلا آنحضرت فرمایا :- اگر خدا ہم کو کسی مصیبت میں مبتلا کردے تو اس سے

عمر بن الخطاب کے علاوہ کوئی نجات حاصل نہیں کرسکتا ۔ اور یہ لوگ زبان حال سے کہتے ہیں ۔ اگر عمر نہ ہوتے تو نبی ہلاک ہوجاتے (العیاذ باللہ) خدا اس فاسد عقیدہ سے بچائے جس سے بد تر کوئی عقیدہ نہیں ہوسکتا ۔میں قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا بھی یہ عقیدہ ہو وہ اسلام سے اتنا دور ہے جتنا مشرق اور مغرب سے ہے ۔اس پر واجب ہے کہ اپنا علاج کرائے یا اپنے دل سے شیطان کو بھگائے قرآن کا اعلان ہے :افرایت من اتخذ الهه واضله الله علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصرغشاو ة فمن یهدیه من بعد الله افلا تذکرون (پ ۲۵ س ٤٥(الجاثیه) آیت ۲۲)

ترجمہ:-بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنے نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور (اسکی حالت) سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر علامت مقرر کردیے (کہ ایمان نہ لائے گا) اور اسکی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اس کی ہدایت کون کرسکتا ہے تو کیا تم لوگ (اتنا بھی) غور نہیں کرتے ۔ صدق اللہ العلی العظیم ۔

میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رسول خدا خواہشات کی پیروی کرتے تھے اور میلان نفس کی بنا پر حق سے عدول کرجاتے تھے ۔ اور خدا کے لئے قسم نہیں کھاتے تھے ۔بلکہ اپنی خواہش وجذبات میں بہہ جاتے تھے ۔ اور جو لوگ رسول خدا کی بنائی ہوئی چیزوں سے اس لئے پرہیز کرتے تھے ۔کہ وہ لوگ رسول سے زیادہ متقی اور رسول سے زیادہ عالم ہیں یہ تمام لوگ مسلمانوں کے نزدیک کسی بھی احترام کے لائق نہیں چہ جائیکہ ایسے لوگوں کو ملائکہ کی جگہ سمجھا جائے اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ رسول خدا کے بعد پوری کائنات میں سب سے افضل یہی لوگ ہیں ۔ اور مسلمانوں کو ان کی پیروی اور سیرت پر اس لئے چلنے کی دعوت دی جائے کہ یہ اصحاب رسول ہیں ۔اور اہل سنت و الجماعت کے یہاں یہی سب سے بڑا تضاد ہے کہ وہ محمد وآل محمد پر جب درود بھیجتے ہیں تو ان کے ساتھ سارے صحابہ کو بھی شامل کردیتے ہیں (کہاں آل محمد اور کہاں صحابہ ؟ (دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے) اور جب خداوند عالم آل محمد کی قدر ومنزلت کو جانتا ہے اور لوگوں کی گردنوں کو جھکا

کے لئے اور ان کی قدر منزلہ کا اظہار کر کے لئے ب ہی کو حکم دیتا ہے کہ رسول کے ساتھ ان کے اہلبیت طاہرین پر بھی درود بھیجا کریں تو بھلا ہم کو کہاں سے حق پہونچتا ہے کہ اصحاب کو آل محمد سے بڑھادیں یا اصحاب کو ان کے (اہل بیت طاہرین) برابر قراردیدیں ۔اہلبیت تو و ہیں ۔جن کو خدا عالمین پر فضیلت دی ہے ۔

مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہ نتیجہ اخذ کروں کہ اموی اور عباسی لوگ چونکہ اہل بیت کے فضل و منزلہ کو جانتے تھے اس لئے انھوں اہل بیت نبی کو ملک بدر کیا ۔ دیس نکالا دیا ۔ ان کو ان کے پیروکاروں کو ان کے چاہنے والوں کو قتل کردیا ۔ خود خدا کسی مسلمان کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ اہلبیت پر درود نہ بھیج لے تو اہلبیت سے دشمنی رکھنے والے ،ان سے منحرف و والے کیا جواز پیش کریں ے ۔؟

چونکہ اہل بیت کی فضیلت چھپائی نہیں جاسکتی تھی ۔ اس لئے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان لوگوں یعنی امویوں اور عباسیوں صحابہ کو بھی اہلبیت سے ملحق کردیا اور کہنے ے صحابہ اور اہلبیت فضیلت میں برابر ہیں ۔کیونکہ انھیں امویوں اور عباسیوں کے بعض بزرگوں ہی رسول کی صحبت یافتہ ور ۔تابعین میں سے کچھ ناقص العقول افراد (بیوقوفوں)کو خرید یا تھا تاکہ وہ لوگ فضائل صحابہ میں جھوٹی ومن گڑھت روایت نقل کیا کریں ۔ خصوصا ان اصحاب کے لئے جو ریر آرائے خلافت وئے ہیں اور یہی لوگ براہ راست امویوں اور عباسیوں کو تخت خلافت تک پہونچا والے اور مسلمانوں کی گردنوں پر حکومت کر کا سبب بنے ہیں ۔میری باتوں کی گواہ خود تاریخ ہے کیونکہ یہی حضرت عمر جو اپنے گورنروں کا محاسبہ کر میں بہت مشہور تھے ار معمولی سے شبہ کی بنا پر معزول کردیا کرتے تھے ۔ معاویہ کے ساتھ اتنی نرمی برتتے تھے کہ جس کا جواب نہیں ۔ معاویہ سے کبھی محاسبہ نہیں کرتے تھے۔ معاویہ کو ابو بکر پنی حکومت میں گورنر معین کیا تھا ۔حضرت عمر اپنے پورے دورخلافت میں معاویہ کو اس کی جگہ پر برقرار رکھا اور کبھی معاویہ پر اعتراض تک نہیں کیا ۔انتہا یہ ہے کہ اظہار ناراضگی یا ملامت تک نہیں کی حالانکہ بکثرت لوگوں کی شکایت کی مگر عمر اس کان سے سنکر اس کان سے اڑادیتے

تھے ۔لوگو آآکر کہتے تھے ۔معاویہ سو اور ریشم کا باس پہنتا ہے اور رسول خدا اس کو مردوں پر رام قرار دیا تھا ۔ تو عمر صرف یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے: چھوڑ دو وہ عرب کا کسری ہے ۔"

معاویہ بیس سال تک بلکہ اس سے بھی زیادہ حکومت کرتا رہا کسی کی مجال نہیں تھی جو اس پر اعتراض کرتا یا اس کو معزول کرتا ۔ اور جب عثمان خلیفہ ہوئے (تب تو پوچھنا ہی کیا ہے سیاں بھئے کوتوال" والی مثال صادق آتی ہے مترجم) تو انھوں چند دیگر ولایات کو معاویہ کے زیر حکومت کردیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ بھر پور اسلامی ثروت کا مالک بن بیٹھا لشکر کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کر لیا ۔ عرب کے جتنے اوباش بد معاش تھے سب کو اپنے اردگرد اکٹھا کر لیا ۔ تاکہ وقت ضرورت امام امت کے خلاف انقلاب برپا کیا جاسکے اور کذب وزور ، جبر وتشدد ،طاقت وقوت کے بل بوتے پر حکومت پر قبضہ کیا جا سکے اور مسلمانوں کی گردنوں پر بلا شرکت غیر حکومت کی جاسکے اور مرنے سے پہلے اپنے فاسق وشراب خوار ،زنا کار ، عیاش بیٹے یزید کے لئے زبردستی لوگوں سے بیعت لے سکے ۔بیعت یزید کا بھی ایک تفصیلی قصہ ہے جس کو اس کتاب میں بیان کرنا مقصود نہیں ہے ۔میرا مقصد یہ ہے کہ آپ ان صحابہ کے نفسیات کو سمجھ لیں جو تخت خلافت پر ناحق) قابض ہوئے تھے ۔ اور جنھوں بنی امیہ کی حکومت کا راستہ ہموار کیا تھا ۔ ایک مفروضہ کی بنا پر قریش کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ نبوت وخلافت دونوں بنی ہاشم ہی میں رہے [1] ۔حکومت بنی امیہ کا حق کیا بلکہ اس پر واجب تھا کہ جن لوگوں اس کی حکومت کے لئے راستہ ہموار کیا تھا ان کا شکریہ ادا کرے اور کم سے کم شکریہ یہ تھا کہ کچھ راویوں کو خرید لیا جائے جو ان کے آقا ومولی کے فضائل میں جعلی حدیثیں بیان کریں جن کی شہرت قریہ قریہ بدیہات بدیہات ہوجائے اور اسی کے ساتھ ان کے آقاؤں کو ان کے دشمنوں پر فضیلت بھی حاصل ہوجائے ۔یعنی اہلبیت پر فضیلت حاصل ہوجائے ایسی فضیلت کی روایتیں جعل کی گئی ہیں کہ پناہ بخدا حالانکہ خدا شاہد ہے اگر ان روایات کو عقلی و نقلی وشرعی دلیلوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو ھباءا منثورا " نظر آئیں گی ۔

(ا):- خلافت وملوکیت مودودی ،یوم الاسلام احمد امین ۔

اور کوئی آدمی ان کے ذکر کری ہمت کبھی نہ کرے گا البتہ جس کے دماغ میں کھوسا کھرا ہویلتابنوںات پر ایمان رکھتا و تو بات ہی اور ہے ۔میں لیطو ر مثال (نہ بخاطر حصر) چند چیزوں کاکنو کرتا وں ۔بچپنے سے عدالہ عمر کی شہرت سنتے آئے ہیں اوریہ بات اتنی مشہور ہے کہ لوگ کہتے ہیں ۔ اے عمر تم عد ل کرتے کرتے سوگئے بُعضوں یہ کہدیا کہ حضرت عمر کو قبر کے اندر سیدھا قیام کی صورت میں دفن کیاگیا تاکہ کہیں ان کے مر سے عد ل نہ مرجائے ، زبان زد خاص وعام ہے کہ عدالہ عمر کے بارے میں جو چاہے بیان کریں کوئی حرج نہیں ہے ۔۔۔۔ لیکن صحیح تاریخ کا کہنا ہے سنہ 20 ھ میں حضرت عمر جب لوگوں میں عطایا کی رسم جاری کی تو نہ سنت رسول کی پیروی کی اور نہ اس کی پرواہ کی ۔کیونکہ رسول اکرم تمام مسلمانوں میں عطا کے سلسلے میں مساوات قائم کی تھی ۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی تھی ۔ خود ابو بکر اپنے دورخلافت میں رسول اکرم کی پیروی کرتے رہے ۔ لیکن حضرت عمر ایک نیا طریقہ ایجاد کیا انھوں سابقین کو دوسروں پر فوقیت دی ۔ اور قریش کے مہاجرین کو دوسرے مہاجرین پر فضیلت دی اور تمام مہاجرین کو (خواہ قریشی یا غیر قریشی)تمام انصار پرمقدم کیا ۔ عرب کو تمام غیر عربوں پر ترجیح دی ۔آقا کو غلام پر [۱]۔ قبیلہ مضر کو قبیلہ ربیعہ پر اسطرح فوقیت دی کہ مضر کو تین سو اور ربیعہ کے دو سو معین کیا [۲]۔قبلیہ اوس کو قبیلہ خزرج پر مقدم کیا [۳]۔اے عقل والو مجھے بتاؤ یہ تفضل کون سی عدالہ ہے؟اسی طرح حضرت عمر کے علم کا بڑا شہرہ سنا کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں یہ بھی کہا کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ عالم عمر ہیں ۔ اوربعض تو یہاں تک کہدیا کہ قرآن میں بہت سی آیتیں موجود ہیں ۔ کہ جب رسول اکرم اور عمر بن الخطاب میں اختلاف رائے ہوتا تو قرانی آیات حضرت عمر کی تایید کرتی ہوئی اترتی تھی ۔۔۔۔ لیکن صحیح تاریخ کہتی ہے کہ حضرت عمر نزول قرآن سے پہلے تو درکنار نزول قرآن کےبعد بھی قرآن کی موافقت

----

(۱):- شرح ابن ابی الحدید ج ۸ ص ۱۱۱

(۲):- تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۰۶

(۳):- فتوح البلدان ص ۴۳۷

نہیں کرتے تھے ۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ عمر کے زمانہ خلافت میں کسی صحابی عمر سے پوچھا :- اے امیر المومنین میں رات کو مجنب ہوگیا اور مجھے پانی نہ مل سکا تو میں کیا کروں ؟ عمر فورا کہا : نماز چھوڑ دو مت پڑھو ! ۔ عمار یاسر جو اس وقت جو اس وقت موجود تھے انھوں کہا ایسے موقع پر تیمم کرلیتے ۔ حضرت عمر مطمئن نہیں ہوئے اور عمار سے کہا : تم کو ہم اسی کام کی رائے دیتے ہیں جو تم اپنے لئے کیا ہے [1] بھلا مجھے بتاؤ قرآن میں موجود آیہ تیمم کا علم حضرت عمر کو کہاں تھا ؟ عمر کا سنت نبوی کے بارے میں علم کیا ہوا ؟ آخر رسول جس طرح وضو کرنا سکھایا تھا تیمم کرنا بھی تو بتایا تھا اور (مدعی سست گواہ چست کے مصداق) خود حضرت عمر متعدد واقعات کے بارے میں کہتے ہیں میں عالم نہیں ہوں ۔ 131

بلکہ یہاں تک فرمایا :ہر آدمی عمر سے زیادہ علم رکھتا ہے یہاں تک کہ گھر میں بیٹھنے والی عورتیں بھی زیادہ جانتی ہیں ۔ خود عمر متعدد مرتبہ کہا : "لو لا علی لھلک عمر " اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا ۔

بے چارے مرتے مرتے مرگئے ۔ لیکن کلالۃ کا حکم نہیں جانتے تھے اسی لئے زندگی میں کلالۃ کے متعدد ومختلف احکام بیان کرگئے جیساکہ تاریخ شاہد ہے (مگر ہمارے علمائے کرام اسی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ حضرت عمر کو (اعلم الصحابہ ثابت کریں) اے صاحبان بصیرت حضرت عمر کا علم کیا ہوا ؟ اسی طرح ہم حضرت عمر کی طاقت وقوت وشجاعت کے بارے میں بہت کچھ سنا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ بات کہی گئی کہ عمر کے اسلام لانے سے قریش خوفزدہ ہوگئے اور مسلمانوں کی شان وشوکت بڑھ گئی ۔یہ بھی کہا گیا خدا اسلام کی عزت عمر بن خطاب سے بڑھائی ہے ۔ بعضوں تو مبالغہ آرائی کی حد کردی کہ جب تک عمر اسلام نہیں لائے رسول علی الاعلان اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت نہیں دے سکتے تھے ۔ لیکن تاریخ ان باتوں کی تردید کرتی ہے ۔تاریخ میں عمر کی کوئی شجاعت وبہادری نہیں ملتی ۔تاریخ یہ نہیں جانتی کہ عمر کسی مشہور کو کیا کسی معمولی آدمی کو بھی مقابلہ میں قتل کیا ہو یا بدر ،احد ، خندق ۔جیسی جنگوں میں کسی بہادر سے نبرد آزمائی کی ہو ۔ بلکہ تاریخ اس کے بر خلاف بیان کرتی ہے کہ معرکہ احد کے بھگوڑوں میں عمر بھی تھے ۔ اسی طرح حنین میں بھاگنے والوں کی فہرست مین ان

(ا):- صحیح بخاری ج ا ص ۵۲

کا بھی نام نامی ہے ۔رسول خدا ان کو خیبر فتح کر کے لئے بھیجا ۔اور آپ شکست کھا کر واپس آگئے ۔جتنی جنگوں میں آپ شریک وئے ب میں محکوم رہے کبھی رداری نصیب نہیں وئی ۔رسول کی زندگی میں آ زری لشکر جو اسامہ بن زید ر کی رکردگی میں بھیجا گیا اس میں بھی آپ محکوم ہی تھے ۔ حالانکہ اسامہ محض 18 سال کے جوان تھے ۔

صاحبان عقل خدا کے لئے آپ ہی فی لہ کیجئے ان حقائق کے وتے وئے کیسی شجاعت کیسی بہادری ؟

اسی طرح عمر بن خطاب کے تقوی وپرہیز گاری ،خوف خدا میں گریہ وزاری کے بارے میں بہت کچھ سنا کرتے تھے ۔۔بات یہاں تک مشہور ہے کہ عمر بن خطاب اپنے نفس کا محاسبہ اتنا کرتے تھے کہ وہ اس بات سے لرزہ براندام وجاتے تھے کہ خدا نخواستہ اگر عراق میں کوئی خچر راستہ کی ناہمواری کی بنا پر ٹھوکر کھا جائے تو اس کی جوابدہی مجھے کرنی وگی کہ راستہ کیوں نا ہموار تھا ؟(حالانکہ موصوف مدینہ میں قیام فرماتے تھے) تن تاریخ کا بیان ہے کہ ایا کچھ بھی نہ تھا بلکہ اس کے بر کس آپ" فظا غلیظا " واقع وئے تھے ۔نہ رتی برابر خوف خدا تھا اور نہ ذرہ برابر ورع ۔ تند مزاجی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قرآن مجید کی کسی آیہ کے بارے سوال کر یا تو مارے دروں کے اس کو خونم خون کردیتے تھے ۔ آ پ کی تند مزاجی سے لوگ اتنا خائف رہتے تھے کہ محض آپ کو دیکھ کر عورتوں کا حمل ساقط وجاتا تھا ۔ جب رسول اکرم کا انتقال وا تو آپ ننگی تلوار لے کر مدینہ کی گلیوں میں گھوم رہے تھے اور لوگوں کو د مکی دے رہے تھے کہ : جس کہا محمد مرگئے اس دن اس کی گردن اڑادوں گا [۱]۔ اور قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو یقین دلا رہے تھے کہ محمد مرے نہیں ہیں وہ تو جناب موسی کی طرح اپنے خدا سے ملاقات کر گئے ہیں ۔ آ زر یہاں آپ کو خوف خدا کیوں نہیں آیا ؟اسی طرح جب حضرت فاطمہ کا گھر جلا گئے تو کہا جو لوگ گھر میں ہیں ۔ اگر وہ نکل کر بیعت ابو بکر نہیں کرتے تو اس گھر میں آگ ا دوں گا [۲]۔

----

(۱):تاریخ طبری ۔وابن اثیر

(۲):- الامامہ والسیاسۃ

لوگوں کہا ارے اس میں بی بی فاطمہ ہیں کہا :- وا کریں ۔ اس موقع پر آپ کو خوف خدا کیوں نہیں آیا ؟ کتاب خدا اور سنت رسول کی پرواہ نہیں کرتے تھے آپ کی ج ارت کا عالم یہ تھا کہ اپنے دور خلافت میں تعدد ایسے احکام جاری فرمائے ۔ جو قرآن کے نصوص صریحہ اور سنت نبی کے کھلم کھلا مخالف تھے (۱)۔

اے خدا کے نیک بندو! ان تلخ واقعات کے باوجود وہ ورع وتقوی کہاں ہے جس کا اتنا زیادہ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے ؟

میں صرف عمر کی مثال اس لئے دی کہ یہ بہت مشہور صحابی ہیں اور بہت ہی اخت ار کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ طول دینا مقصود نہیں ہے اگر میں تفصیل سے لکھنے لگوں تو کئی کتابیں میں لکھ کیتا ہوں تین میرا مقصد حصر کرنا نہیں ہے بلکہ فقط مثال بیان کرنا ہے ۔

اور یہی مختصر سی تحریر صحابہ کی نفسیات سمجھنے کے لئے کافی ہے اور اس سے لمائے اہلسنت کا تناقض بھی سامنے آجاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو لوگوں کو اصحاب کے بارے میں نقد وتبصرہ کر بلکہ شک کر سے روکتے ہیں اور دوسری طرف ایسی ایسی روایات تحریر کرتے ہیں جس سے شک کا پیدا ہونا فطری بات ہے کاش لمائے اہلسنت اس قسم کی روایات ہی کو نقل نہ کیا وت جس سے عظمت صحابہ مجروح وتی ہے ۔ ان کی عدالہ مخدوش وجاتی ہے اگر ایسی روایات نہ لکھی گئی وتیں تو ہم کبھی شک میں مبتلا نہ وتے ۔ مجھے اب تک نجف اشرف کے عالم جناب ا ر حیدر صاحب مولف کتاب" الامام ال ادق والمذاھب الاربعة" کی ملاقات یاد ہے کہ ہم لوگ بیٹھے وئے شیعہ وسنی کے بارے میں باتیں کررہے تھے ۔ انھوں مجھ سے اپنے والد کا قصہ بیان کیا "کہ میرے کی ملاقات حج میں ایک ٹیونسی عالم سے وئی جو "الزیتونیہ یونیورسٹی" کے لماء میں سے تھے ۔ اور یہ واقعہ تقریبا پچاس سال پہلے کا ہے ۔ ا ر حیدر صاحب اپنی بات جاری رکھتے وئے کہتے ہیں : میرے والد اور ٹیونسی عالم میں حضرت س کی امامت کے سلسلہ میں گفتگو ورہی تھی ۔ اور میرے والد حضرت ں کے استحقاق پر دلیلیں پیش کررہے تھے ۔ چنانچہ انھوں

----

(۱):-النص والاجتھاد ملاحظہ فرمائیے جس میں مع حوالہ کے تفصیل موجود ہے اور حوالے بھی ایسے ہیں جو تمام اسلامی فرقوں میں مقبول ہیں ۔

چار یا پانچ دلیلیں پیش کیں اور ٹیونسی عالم بڑے غور سے ن رہا تھا ۔ جب میرے والد کی بات ختم وگئی تو ٹیونسی عالم پوچھا کچھ اور بھی دلیلیں ہیں یا بس اتنی ہی ؟ والد کہا بس یہی دلیلیں ہیں ۔ ٹیونسی عالم کہا اپنی تسبیح نکالو اور شمار کرنا شروع کردو پھر اس حضرت ں کی امامت پر سو ایسی دلیلیں پیش کیں جن کو میرے والد نہیں جانتے تھے ۔ شیخ ا ر حید بیان جاری رکھتے وئے کہا :- اہلسنت والجماعت صرف اپنی کتابوں میں لکھی وئی دلیلوں کو پڑھ لیتے تو ہمارے ہم عقیدہ وجاتے اور آپس اختلاف بہت پہلے ختم ہوجاتا ۔ انتھی ۔

میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا وں اگر ان اند ں تقلید چھوڑ دے اور ت ب کو بالائے طاق رکھ کر صرف دلیل کا تابع وجائے تو ا ر حیدر والی بات حق ہے اس سے مفر کا کوئی راستہ نہیں ہے ۔۔۔۔۔

(1)

اصحاب کے بارے میں قرآن کا نظریہ

سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ خداوند عالم قرآن مجید میں متعدد مواقع پر رسول اکرم کے ان اصحاب کی مدح سرائی فرمائی ہے جنھوں رسول سے محبت کی ان کی پیروی کی اور بغیر کسی لالچ یا معاوضہ یا استکبار واستقلال کے ان کی اطاعت کی اور یہ اطاعت محض خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے کی یہی وہ اصحاب ہیں جن سے خدا بھی راضی ہے اور یہ لوگ بھی اپنے خدا سے خوش ہیں ۔ اصحاب کی اس قسم کو مسلمانوں ان کے کردار وافعال کے ذریعہ پہچانا ہے اور پہچان کران سے دل کھول کر محبت کی ہے ان عظمت کے قائل ہیں ۔ جب اس قسم کے اصحاب کاذکر آتا ہے مسلمان فورا رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ۔ اور میری بحث بھی ان اصحاب سے نہیں ہے کیونکہ یہ حضرات سنی وشیعہ سب ہی کی نظر میں قابل احترام ہیں ۔ اسی طرح میری بحث کا تعلق ان اصحاب سے بھی نہیں ہے جن کا نفاق طشت از بام ہے ۔اور سنی وشیعہ ہر ایک کی نظر میں قابل لعنت ہیں ۔

بلکہ میں صرف ان اصحاب کے بارے میں بحث کروں گا جن کے بارے میں مسلمانوں کے اندر اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور خود قرآن بھی بعض مواقع پر ان کی باقاعدہ توبیخ وتہدید کی ہے اور پیغمبر اسلام بھی اکثر مواقع پر ان کی توبیخ کی ہے ۔ اور لوگوں کو ان کے بارے میں ڈرایا ہے ۔ جی ہاں ! سنی وشیعہ کے درمیان زبردست اختلاف ایسے ہی اصحاب کے بارے میں ہے کیونکہ شیعہ ان حضرات کے اقوال وافعال سب ہی کو قابل نقد وتبصرہ سمجھتے ہی نہیں بلکہ نقد وتبصرہ کرتے بھی ہیں ۔ اور ان کی عدالت کے بارے میں شک رکھتے ہیں جبکہ اہل سنت والجماعت ان کی تمام مخالفتوں اور روگردانیوں اور جسارتوں کے باوجود ان کا ضرورت سے زیادہ احترام کرتے ہیں ۔ میں انھیں اصحاب کے

بارے میں اپنی بحث کو اس لئے محدودکرنا چاہتا ہوں تاکہ پوری حقیقت نہ سہی تھوڑی ہی حقیقت کھل کر سامنے آجائے ۔

میں یہ بات صرف اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ کوئی صاحب یہ نہ کہہ دیں کہ میں ان آیات سے چشم پوشی کرلی ہے جو مدح صحابہ پر دلالہ کرتی ہیں اور محض ان آیات کو پیش کیا ہے جن سے قدح صحابہ ثابت ہوتی ہے ۔بلکہ میں بحث کے دوران ان آیات کو پیش کیا ہے جو بظاہر مدح پر دلالہ کرتی ہیں لیکن ان سے ہی نتیجہ نکالا ہے کہ ان سے قدح ثابت ہوتی ہے یا ایسی آیتوں کو پیش کیا ہے جن سے بظاہر قدح ثابت ہوتی ہے لیکن ان سے مدح ثابت ہوتی ہے ۔

اور اس سلسلہ میں گزشتہ تین سالوں کی طرح بہت زیادہ محنت ومشقت نہیں کروں گا بلکہ بطور مثال بعض آیتوں کو ذکر کروں گا ایک تو اس لئے کہ یہی طریقہ معمول ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ میں اختصار سے کام لینا چاہتا ہوں ۔ ہاں جو لوگ مزید اطلاع حاصل کرنا چاہیں وہ بحث و مباحثہ کریں ۔حوالوں کو دیکھیں جیسا کہ میں نے کیاہے ۔ تاکہ حقیقت تک رسائی ،عرق جبین وفکری تگ ودو کے بعد حاصل ہو جیسا کہ خدا ہر ایک سے یہی چاہتا بھی ہے کہ خود محنت کرکے نتیجہ تک پہونچو!اور وجدان کا بھی یہی تقاضا ہے کیونکہ جو شخص زحمت بسیار کے بعد ہدایت تک پہونچے گا ۔ اس آندھیاں اس کے موقوف سے ہٹا نہیں سکتیں ۔ اور ظاہر سی بات ہے جو ہدایت زحمت کشی کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ جذبات کے رو میں بہہ کر حاصل ہونے والی ہدایت سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے ۔خدا اپنے نبی کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے " ووجدک صالا فهدى "[1] یعنی ہم نے تم کو پایا کہ حق کے لئے جستجو کرتے ہو تو اس لئے حق تک تمہاری ہدایت کردی ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا [2] جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا انھیں ہم ضرور اپنی راہ کی ہدایت کریں گے ۔

----

(۱):۔پ ۳۰ س ۹۳ (والضحی)آیۃ ۷

(۲):۔ پ ۲۱ س ۲۹ (العنکبوت) آیۃ ۶۹

1:- آیت انقلاب

ارشاد خداوند عالم ہے:-" وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضرالله شیئا وسیجزی الله الشاکرین(۱)

ترجمہ:- اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو صرف رسول ہیں (خدا نہیں ہے) ان سے پہلے اور بھی بہت سے پیغمبر گزر چکے ہیں پھر کیا اگر (محمد) اپنی موت سے مرجائیں یا مار ڈالے جائیں تو تم الٹے پاؤں (اپنے کفر کی طرف) پلٹ جاؤ گے ؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا (بھی) تو (سمجھ لو کہ) ہرگز خدا کا کچھ بھی نہ بگڑے گا اور عنقریب خدا کا شکر کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے گا ۔

یہ آیہ مبارکہ صریحی طور پر اس بات کو بتاتی کہ اصحاب ،وفات رسول کے بعد فوراً الٹے پاؤں پھر جائیں گے صرف کچھ لوگ ہوں گے جو ثابت قدم رہیں گے جن کی تعبیرات خدا نے شاکرین" کے لفظ سے کی ہے کہ یہ لوگ ثابت قدم رہیں گے اور شاکرین کی تعداد بہت ہی کم ہے جیسا کہ ارشاد ہے :-" وقلیل من عبادی الشکور(۲)" اور میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے (بندے) تھوڑے سے ہیں ۔

اور خود پیغمبر اسلام کی وہ حدیثیں جو اس انقلاب کی تفسیر کرنے والی ہیں ان کی بھی دلالت اسی بات پر ہے کہ زیادہ تر لوگ مرتد ہوجائیں گے ۔بعض روایات کو آگے چل کرمیں خود بھی نقل کروں گا اورجب خدا نے اس آیۂ میں مرتد ہو جانے والوں کے عقاب کاذکر نہیں کیا ہے صرف ثابت قدم رہنے والوں کی تعریف کی ہے اور ان کی جزا کا وعدہ کیا ہے تو ہمیں بھی اس چکر میں نہیں پڑنا ہے کہ ان کا عذاب

----

(۱):- پ ۴ س ۳(آل عمران) آیۂ ۱۴۴

(۲):-پ ۲۲ س ۳۴(سباء) آیۂ ۱۳

کیا ہوگا ۔ لیکن اتنی بات بہر حال معلوم ہے کہ یہ لوگ ثواب و مغفرت کے بہر حال مستحق نہیں ہیں ۔ جیسا کہ مرسل اعظم خود متعدد مقامات پر اس کو بیان کردیا ہے اور انشاءاللہ بعض سے ہم بھی بحث کریں گے ۔

احترام صحابہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس آیہ کی تفسیر میں یہ کہنا کہ اس سے مراد طلیحہ ، سیجاح ، اور اسود العنسی ہیں اس لئے غلط ہے کہ یہ لوگ رسول کی زندگی میں ہی مرتد ہوگئے تھے اور ادعائے نبوت کیا تھا اور پیغمبر ان سے جنگ کی تھی ۔ اور آنحضرت غالب ہوئے تھے ۔ اور آیہ وفات رسول کے بعد مرتد ہونے والوں کا ذکر رہی ہے اسی طرح اس آیہ سے مراد متعدد اسباب کی بنا پر مالک بن نویرہ اور ان کے پیروکار نہیں ہوسکتے جنھوں ابو بکر کو زکواۃ دینے سے انکار کردیا تھا ۔کیونکہ یہ لوگ زکواۃ کے منکر نہیں تھے ۔بلکہ ابو بکر کو دینے میں مردد تھے کہ جب تک حقیقت حال واضح نہ ہوجائے اس وقت تک ہم زکات نہ دیں گے ۔ اور ان کے تردد کی وجہ بھی معقول تھی ۔کیونکہ یہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے ۔اور غدیر خم میں جب رسول اکرم حضرت علی کی خلافت کے لئے نص کردی تو ان لوگوں حضرت علی کی بیعت کرلی تھی ۔ ۔۔بیعت تو ابو بکر بھی کی تھی ۔۔۔ اب دفعۃ مدینہ سے آدمی رسول خدا کی موت کی خبر کے ساتھ ابوبکر کے نام پر وصولی زکات کا پیغام لے کر جب پہونچا تو ان کو تردد ہونا ہی چاہیے کہ ہم بیعت علی کی کی تھی ۔یہ ابو بکر بیچ میں کہاں سے آگئے ؟تاریخ میں عظمت صحابہ مجروح نہ جائے اس لئے اس واقعہ کی گہرائی میں جانا مناسب نہیں سمجھا اس کے علاوہ مالک اور ان کے تمام ساتھی مسلمان تھے ۔جس کی گواہی خود عمر و ابو بکر بھی دی تھی اور اصحاب کی ایک جماعت بھی گواہی دی تھی جنھوں خالد کے اس فعل پر ۔۔یعنی مالک کے قتل پر ۔۔۔سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ ابو بکر مالک بن نویرہ کے بھائی متمم سے معافی مانگنے کے ساتھ بیت المال سے مالک کی دیہ بھی متمم کو ادا کی ۔اگر مالک مرتد ہوگئے ہوتے تو ان کا قتل واجب تھا اور بیت المال سے دیہ بھی نہیں دی جاسکتی تھی اور نہ ان کے بھائی سے معذرت جائز تھی ۔پس ثابت ہوا کہ اس آیہ سے مراد مالک اور ان کے ساتھی نہیں ہیں ۔ کیونکہ یہ لوگ مرتد نہیں تھے ۔ اور آیہ مرتدوں کا ذکر کررہی ہے ۔

لہذا معلوم ہوا کہ آیۃ انقلاب کے مصداق صرف وہ صحابہ ہیں ۔جو مدینہ میں آنحضرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے ۔ اورآپ کی وفات کے بعد ہی بلافاصلہ مرتد ہوگئے ۔ پیغمبر کی حدیثیں اس مطلب کو اتنی وضاحت سے بیان کرتی ہیں ۔ کہ کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ۔عنقریب ہم ان کو بیان کریں گے ۔اور خود تاریخ بھی بہترین شاہد ہے کہ وفات رسول اعظم کے بعد کون لوگ تھے جو مرتد ہوگئے تھے ۔اور بھلا کون ہے جو صحابہ کی آپسی چپقلش سے واقفیت نہیں رکھتا ؟ صرف چند اصحاب ایسے تھے جو ان باتوں سے مبرا تھے ورنہ سب ہی ایک حمام میں ننگے تھے ۔

2:- آیت جہاد

ارشاد پروردگار عالم ہے :-" یا ایھا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیواۃ الدنیا من الآخرۃ فما متاع الحیواۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ علی کل شئ قدیر (1)"۔

ترجمہ:-اے ایمان والو ! تمھیں کیا ہوگیا ہے جس تم سے کہاجاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کے لئے)نکلو تو تم لدھڑ ہو کے زمین کی طرف پڑتے ہو کیا تم آخرت کے بہ نسبت دنیا کی (چند روزہ) زندگی کو پسند کرتے ہو تو(سمجھ لو کہ) دنیاوی زندگی کا سازوسامان آخرت کے (عیش وآرام کے)مقابلے میں بہت ہی تھوڑا ہے اگر اب بھی نکلو گے تو خدا تم پر دردناک عذاب نازل فرمائے گا (اور خدا کچھ مجبور تو ہے نہیں) تمہارے بدلے کسی اور قوم کو لے آئے گا ۔اور تم اس کو کچھ بگاڑ نہیں پاؤ گے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

یہ آیۃ صریح طور سے اس بات پر دلالۃ کرتی ہے کہ صحابہ جہاد میں سستی برتتے تھے اور

----

(1):- پ ۱۰ س ۹(التوبہ)آیۃ ۳۸-۳۹

عیش دنیا کی طرف مائل تھے ۔ حالانکہ ان کو معلوم تھا ۔ دنیا ں لذتیں مختصر سی پونچی ہیں یہاں تک کہ خدا ان کو دردناک عذاب کی دھمکی دی اور کہا کہ تمہارے بدلے سچے اور ایماندار مومنین کولائے گا ان لوگوں کے بدلے میں دوسرے لوگوں کے لا کی دھمکی کا ذکر کئی آیتوں میں آیا ہے جس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ صحابہ ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ جہاد سے پہلو تہی کر کی کوشش کی ہے چنانچہ ایک دوسری آیۃ میں آیا ہے :- " وان تتولو ا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (1)۔"اگر تم (خدا کے حکم سے) نہ پیرو ے تو خدا(تمہارے سوا) دوسروں کو بدل دے گا ۔اور وہ تمہارے ایسے نہ وں ے ۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:" یا ایھا الذین آمنوا من یرتد عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم (2)۔

ترجمہ:- اے ایماندارو! تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو (کچھ پرواہ نہیں پھر جائے) عنقریب ہی خدا ایسے لوگوں کو ظاہر کردے گا جنھیں خدا دوست رکھتا وگا ۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے وں ے ایمانداروں کے ساتھ نکر اور کافروں کے ساتھ کڑے ۔خدا کی راہ میں جہاد کر والے وں ے کواور کسی ملامت کر والے کی ملامت کی کچھ پراوہ نہ کریں ے ۔ یہ خدا کا فضل وکرم ہے ۔جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور خدا توبڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے ۔

اگر ہم ان تمام آیات کو تلاش کریں جو اس م لب پر دلالہ اور بڑی وضاحہ کے ساتھ اس تقسیم کی تائید کرتی ہیں جس کے شیعہ قائل ہیں خصوصا صحابہ کے اس قسم کے بارے میں تو اس کے لئے ایک مخصوص کتاب کی ضرورت و کی قرآن مجید اسی بات کو بڑے بلیغ انداز میں اور بہت مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے :

----

(۱):- پ ۲۶ س ۴۷ (محمد) آیۃ ۳۸

(۲):- پ ۶ س ۵(مائدہ) آیۃ ۵۴

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئک هم المفلحون ولا تكونوا كا الذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات واولئک لهم عذاب عظيم يوم تبيض وجوه وتسود وجوه فامّا الذين اسودت وجوههم اكفرتم بعد ايمانكم فذوقوا العذاب بما کنتم تكفرون واما الذين ابيعت وجوههم ففى رحمة الله هم فيها خالدون [1]۔

ترجمہ:-اور تم میں سے ایک گروہ (ایسے لوگوں کا بھی)ہونا چاہئے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کام کا حکم دیں ۔ اور برے کاموں سے روکیں اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اپنی دلی مراد پائیں گے ۔ اور تم کہیں ان لوگوں کے ایسے نہ ہونا جو آپس میں پھوٹ ڈال کر بیٹھ رہے اور روشن دلیلیں آنے کے بعد بھی ایک منہ ایک زبان نہ رہے ایسے ہی لوگوں کے واسطے بڑا (بھاری) عذاب ہے (اس دن سے ڈرو) جس دن کچھ لوگوں کے چہرے تو سفید نورانی ہوں گے اور کچھ (لوگوں) کے چہرے سیاہ ۔پس جن لوگوں کے منہ میں کالک ہوگی (ان سے کہا جائے گا) ہائیں کیوں؟ تم تو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے ۔ اچھا تو(لواب) اپنے کفر کی سزا میں عذاب (مزے) چکھو اور جن کے چہرے پر نور برستا ہوگا وہ تو خدا کی رحمت (بہشت) میں ہوں گے اور اسی میں سدا رہیں (بسیں) گے ۔

ہر حقیقت کا متلاشی اس بات کو سمجھتا ہے کہ یہ آیت اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو تہدید کررہی ہیں کہ کہ خبردار روشن دلیلوں کے آجانے کے بعد تفرقہ اندازی اور اختلاف سے بچو ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوگے ۔ اور یہ آیتیں اصحاب کو دو قسموں پر بانٹ رہی ہیں ۔ ایک قسم ان اصحاب کی ہوگی جو قیامت میں روشن رو اٹھیں گے اور یہ وہی شاکر بندے ہوں گے جو رحمت الٰہی کے مستحق ہوں گے اور کچھ اصحاب سیاہ رو اٹھیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگئے تھے انھیں کے لئے خدا نے عذاب عظیم کی دھمکی دی ہے ۔

ہر اسلامی تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ رسول اکرم کے بعد صحابہ میں زبردست اختلاف ہوگیا تھا اور

----

(۱):- پ ۴ س ۳(آل عمران)آیۃ ۱۰۴،۱۰۵،۱۰۶

یہ لوگ آپ میں ایک دو رے کے ثرید مخالف تھے ۔ تتنہ کی آگ بھڑک اٹھی تھی ۔ اور نوبۃ قتال وجدال کی پہنچ گئی تھی ۔جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی ذلۃ ورسوائی وئی اور دشمنان اسلام کو خوب موقع ملا اس آیۃ کینہو تاویل ممکن ہے اور ۔ ذہن میں فورا آجا والے معانی سے کسی اورطرف پلٹنا ممکن ہے ۔

3:- آیت خشوع

ارشاد خداوند عالم ہے :- أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ[1]

ترجمہ:- کیا (ایمانداروں کے لئے)ابھی تک اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد اور قرآن کے لئے جو خدا کی طرف سے نازل وا ہے ۔ ان کے دل نرم وں ۔ اور وہ ان لوگوں کے سے نہ و جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب (توریۃ وانجیل) دی گئی تھی تو (جب) ایک زمانہ دراز وگیا تو ان کے دل سخت وگئے اور ان میں سے بہتیرے بدکار ہیں ۔

سیوطی در منثور میں لکھا جب اصحاب رسول مدینہ آئے تو سختیوں کے بعد ان کو اچھی زندگی نصیب وئی ۔ لہذا بعض ان چیزوں سے جن کے یہ عادی تھے ان سے سستی برتنے ۔ تو ان پر خدا کی طرف سے پھٹکار پڑی اور یہ آیۃ (الم یان للذین امنوا) بطور عتاب نازل وئی ۔ ایک دو ری روایۃ میں آنحضرت سے منقول ہے کہ نزول قرآن کے سترہ 17 سال بعد خدا مہاجرین کے دلوں کی سستی پر یہ آیۃ نازل کی ۔الم یان الخ ۔

ذرا سوچئے جب بقول اہل سنت والجماعت صحابہ خیر الخلق بعد رسول اللہ ہیں ۔ اور ان کا دل سترہ سا

----

(۱):- پ ۲۷ س۵۷(حدید) آیۃ ۱۶

تک نرم نہیں وا ۔ اورذکر خدا وقرآن کے لئے ان کے دلوں میں نرمی نہیں پیدا وئی ۔ یہاں تک کہ خدا اس قسی القلبی پر جو فسوق تک منجر وتی ہے ۔ اصحاب کو باقاعدہ ڈانٹ پلائی اور شدید عتاب کیا ۔ تو وہ ردار ان قریش جو ہجرت کے ساتویں سال فتح مکہ کے بعد مسلمان وئے تھے ۔ اگر ان کے دل نہیں نرم وئے تو جائے ملامت نہیں ہے ۔

بطور ونمہ ، مشتے از زردارے " یہ چند مثالیں میں قرآن مجید سے پیش کی ہیں ۔جو اس بات پر دلالہ کرتی ہیں کہ سارے صحابہ عدول نہیں تھے ۔ یہ تو صرف اہل سنت والجماعت کا پروپیگنڈہ ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں ۔

اور اگر کہیں و احادیث رسول میں تلاش کر لگیں تو دسیوں مثالیں مل جائیں گی ۔ن اختصار کے پیش نظر میں چند حدیثوں کو ذکر کروں گا ۔ اگر کسی کو مزید اطلاع درکار و تو وہ خود احادیث کے اخبار سے ایسی بکثرت مثالیں تلاش کرسکتا ہے ۔

(2)

اصحاب کے ۔ بارے میں رسول(ص) کا نظریہ

1:- حدیث حوض

رسو ل خدا (ص) فرماتے ہیں :- میں کھڑا وں گا کہ دفعۃ ۔میرے سامنے لوگوں کا ایک گروہ وگا ۔اور جب میں ان لوگوں کےو اچھی طرح پہچان لوں گا ۔ تو ۔میرے اور ان لوگوں کے در یان سے ایک شخص نکل کر ے گا آؤ ! میں پو چھوں گا ان کو کہا-ں یجارہے و؟ وہ ے گا جہنم میں ! میں پوچھوں گا ا ن کی کیا خطا ہے ؟ وہ ے گا ۔ آپ کے بعدیہ لوگ مرتےر -وگئے تھے ، پیچھلے پاؤں (اپنے دین کی طرف پلٹ گئے تھے) میں دیکھوں گا کہ سائے چند مختصر لوگوں کے جو آزاد جانور کس ط-رح پھ-ر رہے وں ے ۔ ب ہی کو جہنم کی طرف یجایا جائے گا [۱]۔

رسول اکرم کا ا رشاد ہے :- میں تم میں سے پہلے حوض پر وں کا جو ۔میرے پاس سے گزرے وہ ۔سیراب وکر جائیں ۔اور جو پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں وگا ۔ وہیں حوض پر ۔میرے پاس کچھ لوگ آئیں ے جن کو میں پہچانتا وں گا ۔ اور وہ مجھے پہچ-انتے وں ے ۔ پھر ۔میرے اور ان کے در یان ایک حائل پیدا کردیا جائے گا ۔ میں کہوں گا (ارے یہ تو) ۔میرے اصحاب ہ-یں ! پھ-ر جواب میں کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم انھوں آپ کے بعد کیا کیا کیا ہے تومیں کہوں گا وائے و وائے ان لوگوں پر جنھوں ۔میرے بعد (دین میں ۔تغیر وتبدل کردیا ہے[۲]۔

----

(۱)-(۲):- صحیح بخاری ج ۴ ص ۹۴ ص ۱۵۶ وج ۲ ص ۳۲ ۔ صحیح مسلم ج ۷ ص ۶۶ حدیث الحوض

جو بھی شخص ان حدیثوں کو غور سے پڑھے گا ۔ جس کو لمائے اہل سنت پنی صحاح اورم انید میں لکھا ہے اس کو اس میں کوئی شک نہیں رہے گا کہ اکثر صحابہ یہ تبدیلی کردی ہے بلکہ آنحضرت کے بعد اکثر مرتد وگئے ہیں سوائے ان مختصر لوگوں کے جو آزاد جانوروں کی طرح پھر رہے وں ـ ان احادیث کو کسی بھی طرح صحابہ کی تیری قسم یعنی ۔ ۔افقین پر حمل کر ۔ ۔ در ت ہی نہیں ہے کیونکہ روایۃ میں ہے حضور کہیں ے یہ میرے اصحاب ہیں ! بلکہ یہ حدیثیں درحقیقت ان آیتوں کی تفسیر ونکی مصداق ہیں جن کو ہم پہلے بیان کرچکے کہ آیۃ صراحۃ کہا ہے یہ لوگ مرتد و وجائیں ے اور ان کو عذاب عظیم کی دھمکی بھی دی گئی ہے ۔

2:- حدیث دنیا طلبی

رسول خدا (ص) فرمایا :- میں تم سے پہلے جاؤں گا ۔ اور تم ب پر گواہ وں ۔ خدا کی قسم میں اس وقت بھی پنی حوض کو دیکھ رہا وں اور مجھے زمین کے زانوں کی (یا زمین کی) کنجیاں دی گئی ہیں ۔ اور میں خدا کی قسم اس بات سے نہیں رڈ تا کہ میرے بعد مشرک وجاؤ ے ۔ ن میں اس سے ضروررڈ تا وں کہ تم میرے بعد دنیا طلبی میں ایک دو رے پر سبقت کر لگو ے[1] رسول خدا بہت سچ فرمایا تھا آپ کے بعد صحابہ دنیا کی طرف اتنے راغب وگئے تھے کہ نیام سے تلواریں نکل آئی تھیں ۔ خوب خوب آپس میں لڑے ، ایک دو رے کو کافر کہا ۔ بعض مشہور ترین صحابہ سو وچاندی کا ذخیرہ جمع کر پر ل گئے ۔ مورخین کہتے ہیں ۔ مثلا مسعودی مروج الذہب میں اور طبری وغیرہ لکھا ہے کہ صرف زبیر کے پاس پچاس ہزار دینا ،ایک ہزار گھوڑے ، ایک ہزار غلام ، بصرہ ،کوفہ ،مصر وغیرہ میں بہت زیادہ کاشت کی زمینیں تھیں [2] اسی طرح طلحہ کا عالم یہ تھا کہ صرف عراق کی زمین سے اتنا غلہ پیداوار تا تھا کہ روزانہ ایک ہزار دینار کے برابر کا غلہ وتا تھا ۔ بعض لوگوں کہا کہ اس سے بھی زیادہ کاو تا تھا [3]

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۴ ص ۱۰۱،۱۰۰

(۲)-(۳):- مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۳۴۱

عبدالرحمان بن عوف کے پاس سو گھوڑے ایک ہزار اونٹ ایک ہزار دینار، دس ہزار بھیڑ بکریاں تھیں ان کے مرنے کے بعد ترکہ کا اٹھواں حصہ بیویوں کا حق ہوتا ہے اس آٹھویں حصہ کو چار بیویوں پر تقسیم کیاگیا تو ہر بیوی کے حصہ میں چوراسی چوراسی ہزار آئے تھے ۔(۳)

اور سیٹھ عثمان نے اپنے مرنے کے بعد ڈیڑلاکھ دینار چھوڑا ۔جانوروں ،قابل کاشت زمینوں اور غیر قابل کاشت زمینوں کا تو شمار ہی ممکن نہیں ہے ۔زید بن ثابت نے سونے چاندی کی اتنی بڑی بڑی اینٹیں چھوڑی تھیں جن کو کلہاڑی سے کاٹنا پڑتا تھا ۔ کاٹتے کاٹتے لوگوں کے ہاتھوں میں چھالے پڑگئے تھے ۔یہ علاوہ ان اموال اور قابل کاشت زمینوں کے ہے جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ۔(۲)

دنیا پرستی کی یہ چند مثالیں ہیں ۔ تاریخ میں تو اس کے شواہد بہت زیادہ ہیں ۔ لیکن ہم ضرورت اس کی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ۔ اپنی بات کے ثبوت میں ہم اسی قدر کافی سمجھتے ہیں اور اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ کس قدر دنیا پرست تھے ۔

xxxxx

(ا)-(۲):- مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۳۴۱

(3)

صحابہ کے ۔ بارے میں صحابہ کے نظریات

1:- سنّ رسول کے بدلنے پر خود صحابہ کی گواہی

جناب اوب سعید خدری کا بیان ہے جناب رسو ل خدا نماز عید الفطر یا عیدالاضحیٰ کے لئےجب بھی نکلتے تھے تو پہلے نماز پڑھاتے تھے پھر ان لوگوں کی طرف نہ کرکے کھڑے وجاتے تھے اورلوگ بیٹھے ہی رہتے تھے ۔ اور وعظ ونصیحت فرماتے تھے ۔امرونہی کرتے تھے ۔ اگر کسی بحث کو قطع کرنا چاہتے تھے یا کسی چیز کے لئے حکم دینا چاہتے تھے تو حکم دیتے تھے پھر واپس تشریف لاتے تھے ۔ابو سعید کہتے ہیں یہی صورت آنحضرت کے بعد بھی رہی ن ایک مرتبہ جب مروان مدینہ کا گورنر تھا میں بھی اس کے ساتھ عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر کی نماز کے لئے چلا جب ہم لوگ ن (نماز پڑھنے کی جگہ) پر پہونچے تو دیکھا کہ کثیر بن صلت ایک منبر بنا رکھا ہے اور مروان نماز سے پہلے ممبر پر اجانا چاہتا تھا کہ میں اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا ن اس کھینچ کراپنے کو چھڑا یا اور منبر پر جاکر نماز سے پہلے خ بہ دیا ۔میں مروان سے کہا ۔ خدا کی قسم تم (طریقہ رسول کو) بدل دیا مروان کہا :- ابو سعید جو تم جانتے و وہ دور چلا گیا ۔ میں کہا ۔ خدا کی قسم جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو نہیں جانتا ۔اس پر مروان کہا ۔نماز کے بعد لوگ ہمارے لئے بیٹھے رہیں ے اس لئے میں خ بہ کو مقدم کردیا [1]۔

میں ان اسباب کو تلاش کر کی بہت کوشش کی جس کی بنا پر از ار سنت رسول کو بدل دیا کرتے

----

(1):- صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۲ کتاب العیدین باب الخروج الی الم ن بغیر منبر

تھے آ ز میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ تمام اموی حضرات جن میں اکثریہ صحابہ رسول کی تھی اور ان ب (ام-وی حض-رات) کے راس ورئیس معاویہ بن ابی سفیان تھے جن کو اہل سنت والجماعت کا تب وحی کہتے ہیں ۔لوگوں کو آمادہ ہی نہیں بلکہ مجبور کیا ک-رتے تھے کہ لوگ تمام مسجدوں کے منبروں سے حضرت ں ابن ابی طالب پر لعن اور ب وشتم کیا کریں جی ا کہ م-ورخین لکھ-ا بھی ہے ار صحیح مسلم میں۔اب فضائل ں ابن ابی طالب میں ای ا ہی لکھا ہے اور معاویہ اپنے تمام گورنروں کو یہ احکام جاری کر دیئے تھے ں پر لعنت کر کو ہر خ یب اپنے منبر سے ایک فریضہ قرار دے لئے اور جب صحابہ اس وکر ناپسند کیا ت-و معاویہ نے ان کو قتل کر اور ان کے گھر بار کو جلا کا حکم دیدیا ۔مشہور ترین صحابی یعنی ب حجر بن عدی اون ان اصحاب ک-و معاویہ نے صرف اس جرم میں قتل کرادیا ۔ اور بعضوں کوزندہ دفن کرادیا کہ انھوں حضرت ں پر لعنت کر سے انکار کردیا تھا ۔

مولانا مودودی اپنی کتاب "خلافت وملوکیت " میں حسن بصری کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں ۔ چار باتیں معاویہ میں ایسی تھ-یں کہ اگر ان میں سے ایک بھی وتی تو معاویہ کی ہلاکت کے لئے کافی وتی ۔اور وہ یہ ہیں ۔

1:- صحابہ کے وتے وئے کسی سے مشورہ کئے بغیر حکومت پر قبضہ کرنا ۔

2:- اپنے بعد شرابی کبابی بیٹے یزید کو خلیفہ نامزد کرنا جو ریشمی باس پہنتا اور طنبور بجایکرتا تھا ۔

3:- زیاد کو اپنا بھائی قراردے دینا ۔حالانکہ رسول کی حدیث ہے "الولد لفراش ولعاھر الحجر "(لڑکا شوہر کا ہے زانی کے لیے پتھر ہے)۔

4:- حجر واصحاب حجر کو قتل کرنا ۔ وائے و معاویہ پر حجر کے قتل پر وائے و وائے معاویہ پر حجر واصحاب حجر کے قت-ل ک-ر پر[1]۔

بعض ایماندار صحابہ نماز کے بعد مسجد سے فورا چلے جاتے تھے تاکہ ان کو وہ خ بہ نہ سننا پڑے جو ں واہلبی-ت کی لعن-ت پ-ر ختم وتا تھا جب بنی ا یہ کو اس کا اح اس وا کہ لوگ نماز کے بعداسی لئے

----

(1):- خلافت وملوکیت ص ۱۰۶

پلے جاتے ہیں تو انھوں سنت رسول کو بدل دیا اور خطبہ کو نماز کے مقدم کردیا تاکہ لوگ مجبورا سنیں ۔ اس طرح پورا ایک دوران صحابہ کو گزر گیا جو اپنے ذیل وپست مقاصد کے لئے ۔اپنے چھپے ہوئے کینہ کا بدلہ لینے کے لئے سنت رسول تو درکنار احکام الہی کو بدل دیا کرتے تھے اور ایسے شخص پر لعنت بھیجتے تھے جس کو اللہ ۔ پاک پاکیزہ قرار دیا ہے جس پر درود وسلام اسی طرح واجب قرار دیا ہے جس طرح اپنے رسول پر جس کی محبت ومودت اس اور اس کے رسول واجب قرار دیا ہے ۔ نبی اکرم فرماتے ہیں ۔ ان کی محبت ایمان اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے [1]۔

لیکن یہ صحابہ سنت رسول بدلتے رہے ۔اس میں تغیر وتبدل کرتے رہے اور زبان حال سے کہتے رہے ۔ہم آپ کی بات سنی وار نافرمانی کی ۔ ان سے محبت کر ان پر درود بھیجنے اور ان کی اطاعت کر کے بجائے ساٹھ(60) سال تک ان پر سب و شتم کرتے رہے ۔ منبروں سے لعنت کرتے رہے ۔ اگر موسی کرے اصحاب مشورہ کرکے ہاروں کو قتل کرنا چاہا تھا تو اصحاب محمد محمد کے ہارون کو قتل کردیا ۔اس کی اولاد کو اس کے شیعوں کو پتھروں کے نیچے سے نکال کر قتل کیا ،ان کو دیس نکالا دیا دفتروں سے ان کے نام کاٹ دیئے گئے ۔ لوگوں پر بندی اد دی گئی کہ ان کے نام پر نام نہ رکھیں ۔ اتنے ہی اکتفا نہیں کیا ۔ ان سے خلوص رکھنے والے صحابہ کو مجبور کرکرے ان پر لعنت کرائی ۔اور ظلم وجور سے قتل بھی کیا ۔

خدا کی قسم جب میں اپنی صحاح کو پڑھتا ہوں اور اس میں یہ پڑھتا ہوں کہ رسول اکرم اپنے بھائی اور ابن عم سے بہت محبت کرتے تھے، ان کو تمام صحابہ پر مقدم کرتے تھے ۔ ان کے بارے میں فرمایا اے ان تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کو موسی سے تھی فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا [2]۔

(ا):- صحیح مسلم ج ا ص ۶۱

(۲):- صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۰۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۰ :مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۰۹

اور ں سے فرمایا :- اے ں تم مجھ سے و میں تم سے وں[۱]۔ ایک جگہ فرمایا "- ں کی محبت ٔایمان اور ان سے بغض رکھنا نفاق ہے [۲]۔ ایک اور جگہ فرمایا :- میں شہر لم وں اور ں اس کے دروازہ ہیں [۳]۔ ایک جگہ اور فرمایا :- میرے بعد ں ہر مومن کے ولی (آقا ومولی) ہیں [۴]۔ ایک اور جگہ فرمایا : جس کا میں مولی وں اس کے ں مولی ہیں ۔خدا وند جو ں کو دو ت رکھے تو ٔبھی اس کو دو ت رکھ اورجو ں کو دشمن رکھے تو ٔبھی اس کو دشمن رکھ" ۔۔۔ تو مبہوت ومتحیر رہ جاتا وں اور اگر میں صرف ان فضائل کو ذکر کروں جن کو نبی ں کے لئے فرمایا ہے اور ہمارے لماء نے ان کو صحیح سمجھ کر ارو صحیح و کا اعتراف کرتے وئے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے تو اس کے لئے مستقل ایک کتاب کی ضرورت ہے پھر آپ تھوڑی دیر کے لئے سوچئے کہ کیا صحابہ ان تمام نصوص سے جاہل تھے ؟ اور اگر جانتے تھے تو منبروں سے کیونکر لعنت کرتے تھے ؟ اورکیوں ں وآل ں کے دشمن تھے ؟ اور کیسے ان سے جنگ کرتے تھے اور قتل کر تے تھے ۔؟

میں بلا وجہ ان لوگو کے لئے مجوز تلاش کرتا وں ۔سوائے حب دنیا ،طلب دنیا ،نفاق ،ارتداد اور الٹے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹ جا کے اور کوئی مقبول توجیہ و ی نہیں سکتی کہ یہ لوگ کیوں سنت نبی کو بدل دیئے تھے ۔ اسی طرح میری یہ کوشش ٔبھی رأ ن وگئی کہ میں اس الزام کو معمولی اصحاب کے رتھوپ کر اور منافقین کے ر ن ھ کر اکابر وافاضل صحابہ کو بچالے جاؤں ں ن بڑے افسوس کے ساتھ مجھے اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ ب کا رستانیاں انھیں حضرات کی تھیں کیونکہ ب سے پہلے بیت فاطمہ کو تمام ان لوگوں سمیت جو اس میں ہیں جلادینے کی دھمکی عمر بن الخطاب ہی دی تھی اور ب سے پہلے جنھوں ں سے جنگ کی ہے وہ

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۶ ، صحیح ترمذی ج ۵ ص ۳۰۰ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۴

(۲):- صحیح مسلم جن اص ۶۱ ،سنن النسائی ج ۶ ص ۱۱۷ صحیح ترمذی ج ۸ص۳۰۶

(۳):- صحیح ترمذی ج۵ص ۲۰۱ مستدرک الحاکم ج۳ ص۱۲۶

(۴):- مسند امام احمد ج۵ ص۲۵ ،مستدرک الحاکم ج۲ ص۱۲۴، صحیح ترمذی ج۵ص۲۹۶

(۵):- صحیح مسلم ج ۲ ۳۶۲ ، مستدرک الحاکم ج۳ ص۱۰۹ ،مسندامام احمد ج۴ ص۲۸۱

طلحہ وزبیر ، ام المو منین عائشہ بنت ابو بکر ،معاویہ بن ابو سفیان ، عمرو عاص وغیرہ کے ہی لوگ تھے ۔

مجھے ب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ آخر لمائے اہل سنت والجماعت کس طرح تمام صحابہ کے عادل و پر اجماع کر یا ہے اور ب ہی کے آے رضی اللہ عنہ کا دم چھلہ ا تے ہیں بلکہ ب ہی پر بغیر استثناء کے درود وسلام بھیجتے ہیں اور بعض تو یہاں تک کہ دیا " العن یزید ولا تزید " (صرف یزید پر لعنت کرو باقی ب کو چھوڑو) بھلا ان بدعتوں سے یزید کو کیا واسطہ ہے جن وکہ عقل تسلیم کرتی ہے نہ دین قبول کرتا ہے ۔ میں سمجھتا وں میرا تعجب ختم و والا نہیں ہے اور ہر آزاد فکر ومفکر وعاقل شخص میرا ساتھ دے گا ۔

میں اہلسنت والجماعت سے خواہش کرتا وں کہ اگر وہ واقعا سنت رسول کے پیرو ہیں ۔ تو قرآن وسنت جس کے فسق وارتداد وکفر کا حکم دیا ہے وہ بھی ان کے ساتھ اس کے فسق وارتداد کا حکم دیں ۔ کیونکہ رسول اعظم فرمایا ہے ۔ جس پر ب وشتم کیا اس مجھ پر ب وشتم کیا اور جس مجھ پر ب وشتم کیا ، اس خدا پر ب وشتم کیا اور جس خدا پر ب وشتم کیا خدا اس کو نہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا [1]۔

یہ تو اس شخص کی زا ہے جو حضرت ں پر ب وشتم کرے اب آپ خود فیلہ کیجئے جو حضرت ں پر لعنت کرے ان سے قتال ومحاربہ کرے اس کا کیا حشر وگا ؟ آخر لمائے اہل سنت ان حقائق سے کیوں غافل ہیں ؟ کیا ان کے دلوں پر قفل وئے ہیں؟ رب اعوذ بک من همزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون"

----

(۱):- مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۱ ۔خ ائص ن ائی ص ۲۴ ، مسند امام احمد ج ۶ ص ۳۳ ، مناقب خوارزمی ص ۸۱ ، الریاض النضرۃ ، طبری ج ۲ ص ۲۱۹ تاریخ سیوطی ص ۷۳

2:- صحابہ نے نماز تک بدل دی

انس بن مالک کا بیان ہے : مرسل اعظم (ص) کے زمانہ میں جو چیزیں رائج تھیں ان میں سب سے پہلی چیز نماز ہے جس میں نہیں پہچان سکا ۔ انس کہتے ہیں ۔ جن چیزوں کو تم لوگوں نے ضائع کردیا کیا اس میں سے نماز نہیں کہ کہ جس کو تم ضائع کردیا ہے ، زہری کہتے ہیں :- دمشق میں انس بن مالک کے ۔ پاس گیا تو دیکھا وہ رو رہے ہیں ! میں پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں ؟ کہنے لگے : اپنی زندگی میں میں اسی نماز کی معرفت حاصل کی تھی اور وہ بھی برباد کردی گئی [۱]۔

کسی صاحب کو یہ شبہ نہ ہوجائے کہ مسلمانوں کی آپسی جنگوں اور فتنوں کے بعد تابعین تبدیلی کی ہے ۔ اس لئے میں یہ بتلادینا چاہتا ہوں کہ سنت رسول میں جس نے سب سے پہلے تبدیلی کی ہے وہ مسلمانوں کے خلیفہ عثمان بن عفان اور ام المومنین عائشہ ہیں ۔ چنانچہ بخاری و مسلم دونوں میں ہے : منیٰ میں مرسل اعظم(ص) دورکعت نماز پڑھی تھی ۔ آپ کے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر بھی دو ہی رکعت پڑھتے رہے اور خود عثمان بھی اپنی خلافت کے ابتدائی ادوار میں دو ہی رکعت پڑھتے رہے پھر اس کے بعد چار رکعت پڑھنے لگے [۲]۔ صحیح مسلم میں یہ بھی ہے : زہری کہتے ہیں : میں عروہ سے پوچھا کیا بات ہے عائشہ سفر میں بھی چاررکعت پرھتی ہیں ؟ انھوں عثمان کی طرح تاویل کر لی ہے [۳]۔

حضرت عمر بھی سنن نبویہ کی نصوص صریحہ کے مقابلہ میں اجتھاد کرتے تھے اور تاویل کرتے تھے بلکہ وہ تو قرآن مجید کے نصوص صریحہ کے مقابلہ میں بھی اپنی رائے کے مطابق حکم دیتے تھے ۔ مثلا عمر کا مشہور مقولہ ہے : دو متعہ (متعۃ النساء اور متعۃ الحج) رسول خدا کے زمانہ میں رائج تھے ۔ میں ان سے روکتا ہوں

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۴

(۲):- بخاری ج ۲ ص ۱۵۴ ، مسلم ج ۱ ص ۲۶۰

(۳):- مسلم ج ۲ ص ۱۴۳ کتاب صلواۃ المسافرین

اور (اگر کوئی ـمیری مخالفت کرے گا) تو اس کو زا دوگا ـ اسی طرح حضرت عمر   اس صحابی کو نماز پڑھنے سے روک دیا جو رات کو مجنب وگیا تھا ـ اور غسل کے لئے پانی اس کو نہیں ملا تھا ـ حالانکہ قرآن کا حکم ہے :" فان لم تجدوا ماءا تیمموا صعیدا طیبا " اگر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی پر تیمم کر لیا کرو ـــــ مگر نماز ترک نہ کرو ۔

بخاری   (اگر مجنب کو اپنی ذات کے لئے خطرہ و)کے باب میں روایت کی ہے کہ راوی کہتا ہے: میں شقیق بن سلمہ سے ساتھ رہے تھے : ایک مرتبہ میں عبداللہ اور ابو موسی کے پاس تھا کہ ابو موسی   کہا :اے ابا عبدالرحمان اگر کوئی مجنب وجائے اور غسل کے لئے پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے ؟ عبداللہ (ابا عبدالرحمان)   کہا جب تک پانی نہ ملے نماز ترک کردے ـ اس پر ابو موسی   کہا پھر عمار کے قول کو کیا کرو گے کہ آنحضرت   فرمایا تھا: عمار بس یہ کافی ہے ـ عبداللہ نے کہا: مگر عمر اس بات سے مطمئن نہیں ہوئے تھے اس پر ابو موسی   کہا: خیر عمار کے قول کو جا   دو اس آیۃ (ان لم تجدوا الخ) کے بارے میں کیا کہو گے ؟ یہ بات سن کر عبداللہ کوئی جواب تو نہیں دے سکے مگر اتنا کہا :اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں ہم تیمم کی اجازت دیدیں تو خطرہ یہ ہے کہ اگر کسی کو سردی محسوس ورہی ہے تو وہ بھی پانی چھوڑ کر تیمم کر لیا کرے گا اس پر میں   شقیق سے کہا : تو پھر اسی وجہ سے عبداللہ   کراہت کی تھی ؟ کہا :- ہاں ! [1]۔

3:- صحابہ کی اپنے خلاف گواہی

انس بن مالک کہتے ہیں : رسول اکرم   انصار سے فرمایا :- میرے بعد تم لوگ زبردست مالداری دیکھو گے ـ مگر اس پر اس وقت تک صبر کرنا جب تک حوض (کوثر) پر خدا اور اس کے رسول سے ملاقات نہ کرلو ـ انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ صبر نہ کر پائے [2]۔

----

(۱):- بخاری ج ۱ ص ۵۴

(۲):- بخاری ج ۲ ص ۱۲۵

أَلا إِنَّ أَوْلِيَاء اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ (٦٢) الَّذِينَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ (٦٣) لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَياةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ لاَ تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (٦٤)(پ ١١ س ١٠(یونس (آیت ٦٢،٦٣،٦٤)

ترجمہ:- آگاہ ر و اس میں کئی شک نہیں کہ دوستان خدا پر (قیامت میں) نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ آزردہ خاطر وں سے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (خدا سے) ڈرتے تھے ان ہی لوگوں کیلئے دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) خوشخبری ہے خدا کی باتوں میں اول بدل نہیں ا کرتا۔ یہی تو بڑی کا یابی ہے ۔"

دو ری جگہ ارشاد فرما ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (٣٠) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (٣١) نُزُلاً مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (٣٢) (پ ٢٤ س ٤١ (فصلت) آیت ٣٠، ٣١،٣٢)

رق اللہ ع العلی ا لعظیم

ترجمہ:-جن لوگوں (سچے دل سے) کہا کہ ہمارا پروردگار تو (بس) خدا ہے پھر وہ اسی پر قائم رہے ان پر موت کے وقت (رحمت کے) فرشتے نازل وں ے (اور کہیں ے) کہ کچھ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور جس بہشت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ اس کی خوشیاں مناؤ ، ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دو ت تھے اور آخرت میں بھی (رفیق) ہیں ۔ اور جس چیز کو بھی تمہارا جی چاہے بہشت میں تمہارے واسطے موجود ہے اور جو چیز کروے وہاں تمہارے لئے حاضر وگی (یہ) بخشنے والے مہربان (خدا) کی طرف سے (تمہاری) مہمانی ہے ۔

اب آپ فیصلہ کیجئے خدا کے اس وعدے کے بعد ابوبکر وعمر کی تمنا یہ کیوں ہے کہ کاش بشر نہ وتے ؟ حالانکہ خدا بشر کو اپنی مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور جب عام مومن جو اپنی زندگی سید ں طرح سے گذارتا ہے تو مرتے وقت اس پر ملائکہ نازل وتے ہیں اور اس کو جنت میں اس کی خوشخبری دیتے

ہیں ۔اور وہ پھر نہ عذاب سے ڈرتا ہے اور نہ جو کچھ دنیا میں اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے اس پر رنجیدہ ہوتا ہے آخرت کی زندگی سے پہلے ہی اس کو زندگانی دنیا ہی میں بشارت دیدی جاتی ہے تو پھر ان بزرگ صحابہ کو کیا ہو گیا ہے جو رسول کے بعد خیر خلق ہیں (جیسا کہ ہم کو بچپنے سے یہی تعلیم دی جاتی ہے) کہ یہ تمنا کرتے ہیں : کاش ہم پلنگ ہوتے ، ہم مینگنی ہوتے ، بال ہوتے ، بھوسا ہوتے (سب کچھ ہوتے مگر انسان نہ ہوتے)اگر ملائکہ ان کو بشارت جنت دے دی ہوتی تو یہ عذاب خدا سے بچنے کے لئے زمین پر واقع ہونے والے پہاڑوں کے برابر سونا راہ خدا میں رقہ دے کر عذاب خدا سے بچنے کی تمنا نہ کرتے ۔

ایک اور جگہ ارشاد خدا ہے " وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الأَرْضِ لاَفْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّواْ النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُاْ الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ "[۱]۔

ترجمہ:- اور (دنیا) جس جس نے (ہماری نافرمانی کرکے) ظلم کیا ہے(قیامت کے دن) اگر تمام خزانے جو زمین میں ہیں اسے مل جائیں تو اپنے گناہ کے بدلہ ضرور فدیہ دے نکلے اور جب وہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اظہار ندامت کریں گے اور ان میں باہم انصاف کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور ان پر (ذرہ برابر) ظلم نہ کیا جائے گا ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:" وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِن سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُون "[۲]۔

ترجمہ:- اور اگر نافرمانوں کے پاس روئے زمین کی پوری کائنات مل جائے بلکہ اس کے ساتھ اتنی ہی اور بھی ہوتو قیامت کے دن یہ لوگ یقینا سخت عذاب کا فدیہ دے نکلیں (اور اپنا چھٹکارا کرانا چاہیں) اور(اس وقت) ان کے سامنے خدا کی طرف سے وہ بات پیش آئے گی جس کا انھیں وہم وگمان بھی نہ تھا اور جو بد کرداریاں ان لوگوں کی تھیں (وہ سب) ان کے سامنے کھل جائیں گی اور جس (عذاب)پر یہ لوگ قہقہے لگاتے تھے وہ انھیں گھیر لے گا ۔

----

(۱):- (پ ۱۱ س ۱۰ (یونس) آیۃ ۵۴

(۲):- پ ۲۴س ۲۹(زمر) آیۃ ، ۴۷،۴۸

میں اپنے پورے دل کی گہرائیوں سے چاہتا وں کہ یہ آیتیں صحابہ کبار جیسے ابو بکر وعمر کو شامل ہوں لیکن جب ان نصوص کو پڑھتا وں تو ان اصحاب کے رسول اللہ سے زبردست قسم کے تعلقات اور پھر ان روابط کے باوجود آنحضرت (ص) کے احکام سے انحراف اور انتہا یہ ہے کہ آنحضرت کے آخری عمر میں ان کی ایسی نافرمانی جس سے حضور کو غصہ آجائے اور ان لوگوں کو اپنے گھر سے باہر نکال دیں ۔ ان (دونوں) کو سوچتا وں تو بہت دیر تک مجھ پر سکوت طاری رہتا ہے اور میری نظروں کے سامنے فلم کی طرح وہ تمام واقعات یکے بعد دیگرے آ لگتے ہیں جو رسول خدا کے بعد پیش آئے جیسے ان کی لخت جگر فاطمہ زہرا کو ان لوگوں اذیت دی ان کی توہین کی حالانکہ خود حضور فرماگئے تھے ۔ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس اس کو غضبناک کیا اس مجھے غضبناک کیا [1]۔

جناب فاطمہ ابو بکر وعمر سے فرمایا :-

میں تم دونوں کو خدا کی قسم دیتی وں کیا تم رسولخدا(ص) کو یہ فرماتے وئے نہیں سنا ؟ فاطمہ کی خوشنودی میری خوشنودی ہے اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے جس میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اس مجھ سے محبت کی اور جس فاطمہ کو راضی رکھا ،اور جس فاطمہ کو ناراض کیا اس مجھے ناراض کیا دونوں کہا: ہاں ! ہم رسول اللہ سے سنا ہے تب جناب فاطمہ فرمایا : میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ بناتی وں کہ تم دونوں مجھے ناراض کیا اور مجھے راضی نہیں کیا اور جب میں رسول خدا سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی ضرور شکایت کروں گی [2]۔

خیر اس روایت کو چھوڑیئے جس سے دل زخمی وجاتے ہیں ۔ ابن قتیبہ جو علمائے اہل سنت میں سے تھے اور بہت سے فنون میں بے مثال تھے ۔ تفسیر ،حدیث ،لغت نحو ، تاریخ وغیرہ میں ان کی بہت ہی اہم تالیفات ہیں یہ کبھی شیعہ رہے ہوں کیونکہ ایک مرتبہ ایک شخص کو میں ۔ تاریخ الخلفاء

----

(١):- بخاری ج ٢ ص ٢٠٦ باب مناقب قرابۃ رسول اللہ

(٢):- فدک فی التاریخ ص ٩٢

دکھائی تو اس بر جستہ کہا: یہ تو شیعہ تھے ، اورہمارے لماء جب کسی سوال کا جواب نہیں۔ے ۔ پاتے تو ان کے ۔ پاس آ زری حیلہ ِ یہی رہتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف شیعہ ہے چنانچہ ان کے نزدیک طبری شیعہ ہے ، امام ز ائی ۔۔۔جنھوں حضرت س کے خ ائص میں کتاب لکھی ۔۔۔شیعہ تھے ، ابن قتیبہ بھی شیعہ تھے ، موجودہ ڈاکٹر طه حسین مصری جب اپنی شہرہ افاق کتاب "الفتنۃ الکبری " لکھی اور اس میں حدیث غدیر کا ذکر کیا اور دیگر حقائق کا ا تراف کیا تو یہ بھی شیعہ وگئے ۔

واقعہ یہ کہ ان میں کوئی بھی شیعہ نہیں تھا ۔ ین ہمارے لماء کی عادت ہے جب کبھی شیعوں کاذکر کرتے ہیں ۔ تو ان کو شیعوں میں کوئی اچھائی نہیں نظر آتی صرف برائی کا تذکرہ کرتے ہیں ۔اور اپنا سارا زور لمی صحابہ کی عدالہ پر صرف کرتے ہیں ،اور کسی نہ کسی طرح ان کو عادل ثابت کر کی سعی لاحاصل کرتے ہیں ۔

ین اگر کسی حضرت ں کے فضائل کا ذکر کردیا وار یہ ا تراف کر یا کہ بڑے بڑے صحابہ سے بھی ں وئی ہے تو فورا اس پر تشیع کا الزام ا دیتے ہیں ۔ صرف اتنی سی بات کافی ہے کہ اگر آپ کسی کے سامنے نبی کریم کاذکر کرکے صی اللہ لیہ وآلہ کہ دیجئے یا حضرت ں کا نام لے کر لیہ السلام کہہ دیجئے تو وہ فورا کہہ دے گا تم شیعہ و ۔اسی بنیاد پر ایک دن میں اپنے ایک (سنی) عالم سے بات کرتے وئے بولا : آپ کی رائے بخاری کے بارے میں کیا ہے ؟ فرمایا: ارے وہ تو ائمہ حدیث میں سے ہیں ان کی کتاب قرآن کےبعد ب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر ہمارے تمام لماء کا اجماع ہے ، میں کہا ، وہ تو شیعہ تھے ۔ تو اس پر وہ عالم میرا مذاق اڑا کے انداز میں بہت زور سے ٹھٹھا مار کے ہنسے اور بولے : حاشا کلا، بھلا امام بخاری شیعہ وں ے ؟ میں عرض کیا ابھی آپ فرمایا کہ حضرت ں کا نام لے کر لیہ السلام ے وہ شیعہ ہے ۔ بولے ہاں ! ہاں یہ تو واقعہ ہے ! تب میں ان کو اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے ب کو بخاری میں تعدد مقامات دکھائے جہاں حضرت ں کے بعد لیہ السلام اور حضرت فاطمہ کے بعد لیہا السلام اور حسن وحسین ابن ں کے بعد لیہما السلام لکھا تھا[1]

----

(1):- بخاری ج ا ص ۱۲۷ ،۱۳۰ اور ج ۲ ص ۲۰۵،۱۲۶

تو یہ دیکھ کر مبہوت وگئے ،اور چپ وگئے کوئی جواب نہ دے کے ۔

اب میں پھر اسی روایت کی طرف آتا وں جس میں ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ ابو بکر و عمر پر بہت غضبناک تھیں ۔ ولیکن ہے آپ کو شک و ۔لیکن میں کم از کم بخاری کے بارے میں شک نہیں کرکتے جو ہمارے یہاں قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اور ہم اپنے لئے لازم قرار دے یا ہے یہ واقعا صحیح ہے اور شیعوں کو حق ہے کہ اس کتاب سے ہم کو ملزم قرار دیں جس طرح خود ہم اپنے کو ملزم قراردے یا ہے اور عقلمند لوگوں کے لئے انصاف کا طریقہ بھی یہی ہے یجئے بخاری کا باب مناقب قرابۃ رسول اللہ مطالعہ فرمائیے اس میں ہے : فاطمہ میرے دل کا ایک ٹکڑا ہے جس فاطمہ کو غضبناک کیا اس مجھے غضبناک کیا ۔اور باب غزوہ ، خیبر میں ہے عائشہ بیان کرتی ہیں فاطمہ بنت النبی (لیھا السلام) ابو بکر کے پاس آدمی بھیجا کہ رسول خدا کی میراث مجھے دو ۔ لیکن ابو بکر اس میں سے ایک حبہ بھی دینے سے انکار کردیا ۔تو فاطمہ اس وجہ سے غضبناک وگئیں ۔ اور ان کا بائیکاٹ کردیا ۔ مرتے دم تک ان سے بات نہیں کی ۔۔۔۔۔

دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے بخاری اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ اور ابن قتیبہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دونوں کا نتیجہ یہ ہے : رسول اللہ فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض وتے تھے اور فاطمہ کی خوشی سے خوش وتے تھے اور فاطمہ مرگییں مگر ابو بکر سے راضی نہیں وئیں ۔۔۔۔

اب اگر بخاری یہ کہتے ہیں : فاطمہ ابو بکر پر ناراضگی کے عالم میں مری ہیں اور مرتے دم تک بات نہیں کی تو اس کا بھی مطلب وہی ہے جو ابن قتیبہ لکھا ہے ۔۔۔۔۔ اور بقول جناب بخاری ۔۔"کتاب الاستئذان باب من ناجی بین الناس۔۔۔۔ جب فاطمہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں اور پوری امت مسلمہ میں اکیلی وہ عورت ہیں جو آیہ تطہیر کی رو سے معصومہ ہیں تو ان کا غضبناک ونا کسی ناحق بات پر تو و ہی نہیں کتا ۔اسی لئے خدا اور رسول فاطمہ کے غضبناک و سے غضبناک وجاتے ہیں اور اسی لئے ابو بکر بھی کہا تھا : اے فاطمہ میں خدا اور آپ کی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا وں ۔ یہ کہہ کر ابو بکر با آواز بلند رو ے اور قریب تھا کہ ان کی روح جسم سے مفارقت کرجائے مگر فاطمہ یہی کہتی رہیں ۔ خدا کی قسم میں ہر نماز کے

بعد تم دونوں کے لئے بد دعا کرتی ر وں گی ۔ اس واقعہ کے بعد ابو بکر روتے وئے نکلے اور کہتے جاتے تھے " مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھ سے اپنی (اپنی)بیعت توڑ دو [1]۔

ویسے تم ہمارے بہت سے مورخین و لماء اس بات کا ا تراف کیا ہے کہ یہ میراث ، م القرباء کے سلسلے میں جناب فاطمہ (س) ابو بکر سے نزاع کی ین ابو بکر آپ کا دعوی رد کردیا اور آپ مرتے دم تک ابو بکر سے ناراض رہیں ۔ ین یہ حضرات اس قسم کے واقعات کو پڑھ کر اس طرح گزر جاتے ہیں ۔ جیسے کچھ وا ہی نہ و اور اس قسم کے واقعات پر جن سے قریب سے یا دور سے صحابہ کی بزرگی پر دھبہ آتا و" اپنی حسب عادت زبان ہی نہیں کھولتے ۔۔۔ اس سلسلہ میں ب سے عجیب بات میں ایک بزرگوار کی پڑ ی جو واقعہ کو ذرا تفصیل سے تحریر کر کے بعد فرماتے ہیں : میں نہیں تسلیم کرکرتا کہ جناب فاطمہ نا حق چیز کا مطابہ کیا و جیسے کہ میں یہ تسلیم نہیں کرکرتا کہ ابو بکر فاطمہ کے جائز حق کو روک دیا و۔۔۔۔ اس سفسطہ سے اس عالم کو شاید یہ خیال پیدا وا و کہ اس مسئلہ کو حل کردیا اور بحث کر والوں کو قانع کردیا ۔ حالانکہ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی ے : میں تسلیم نہیں کرکرتا کہ قرآن ناحق بات ے جیسے کہ میں یہ بات تسلیم نہیں کرسکتا کہ بنی ا رائیل گوسالہ پرستی کی و ۔۔۔ ہمارے لئے ب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے لماء ایسی بات کہتے ہیں ہیں جس کو وہ خود نہیں سمجھتے وار یہ نقیضین پر عقیدہ رکھتے ہیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ جناب فاطمہ دعوی کیا اور ابو بکر اس کو رد کردیا اب یا تو (معاذاللہ) جناب فاطمہ جھوٹی تھیں یا پھر ابو بکر ظالم تھے یہاں کوئی تیری صورت حال نہیں ہے جی اک ہمارے بعض لماء کہنا چاہتے ہیں ۔اور چونکہ عقلی ونقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ سیدہ عالمیان جھوٹی نہیں وسکتیں کیونکہ ان کے باپ کی صحیح حدیث ہے فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس اس کو اذیت پہونچائی اس مجھ کو اذیت پہونچائی اور واضح سی بات ہے کہ رسول کی طرف سے یہ سند کسی جھوٹے کو نہیں دی جاسکتی ہے ۔پس یہ حدیث تو بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ جناب فاطمہ جھوٹ بول سکتی ہیں اور نہ کسی دیگر بری چیز کا ارتکاب

----

(۱):- الامامۃ والسیاسۃ (لابن قتیبہ)ج ا ص ۲۰

کرسکتی ہیں ،جس طرح آیۂ تطہیر ان کی عصمت پر دلیل ہے [1]۔جو حضرت عائشہ کی گواہی کی بنا پر وفاطمہ۔ ان کے شوہر ان کے بچوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ لہذا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ صاحبان عقل اس بات کو تسلیم کرلیں کہ وہ معصومہ مظلومہ تھیں ،فاطمہ کا جھوٹاو ان انھیں لوگوں کے لئے ممکن ہے جو یہ دھمکی دے سکتے ہوں کہ اگر بیعت سے انکار کرنے والے فاطمہ کے گھر سے نہ نکلے تو ہم فاطمہ کے گھر کو آگ لگا دیں گے [2]۔

انھیں تمام اسباب کی بنا پر جناب فاطمہ نے ابو بکر وعمر کو اپنے گھر میں اجازت مانگنے پر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور جب حضرت علی ان دونوں کو گھر میں لائے تو جناب فاطمہ نے اپنا منہ دیوار کی طرف کر یا ۔ اور ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا [3]۔

جناب فاطمہ کی وصیت کے مطابق ان کو راتوں رات دفن کیا گیا تاکہ ان میں سے کوئی جنازہ میں شریک نہ ہوجائے [4]۔

اور بنت رسول کی قبر آج تک لوگوں کے لئے مجہول ہے ۔میں اپنے علماء سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ان حقائق پر کیوں خاموش ہیں ؟ کیوں اس کے بارے میں بحث نہیں کرتے ؟ بلکہ اس کا ذکر تک نہیں کرتے ؟ اور ہمارے سامنے صحابہ کو ملائکہ بنا کر پیش کرتے ہیں کہ وہ لوگ نہ گناہ کرتے تھےاور نہ ان سے غلطی ہوتی تھی آخر ایسا کیوں ہے ؟

جب میں کسی عالم سے پوچھتا ہوں :خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین کو کیسے قتل کردیاگیا ؟ تو صرف یہ جواب ملتا ہے کہ مصریوں --- جو سب کافر تھے --- نے آکر قتل کردیا صرف دو جملوں میں بات تمام کردی جاتی تھی ۔ لیکن جب مجھے فرصت ملی اورمیں نے تاریخ کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ عثمان کے قاتل نمبر ایک کے اصحاب تھے اور ان میں بھی سب سے آگے ام المومنین عائشہ تھیں جو چلا چلا کر لوگوں کو عثمان کے قتل پر ورغلاتی تھیں ۔اور ان کے خون کو مباح جانتی تھیں اور کہتی تھی ۔:-

----

(۱):- صحیح مسلم ج ۷ ص ۱۱۲، ۱۲۰

(۲)-(۳):تاریخ الخلفاء ج ۱ ص ۲۰

(۴):- صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۹

" اقتلوا نعثلا فقد کفر" نعثل کو قتل کردو یہ کافر وگیا ہے [1]۔۔۔نعثل ایک یہودی تھا عثمان کی ڈاڑ ن اس کی ڈاڑ ں سے بہت مشابہ تھی اس لئے عائشہ عثمان کو نعثل کہا کرتی تھیں ، مترجم۔۔۔ اسی طرح طلحہ ،زبیر ،محمد ابن ابی بکر ،وغیرہ جیسے مشہور صحابی عثمان کا محاصرہ کر یا تھا اور ان کے اوپر پانی بند کردیا تھا تاکہ مجبور وکر خلافت سے مستعفی وجائیں ۔مورخین کا بیان ہے کہ یہی صحابہ کرام تھے جنھوں عثمان کے لاشہ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہیں و دیا ۔ اور ان کو غسل وکفن کے بغیر حش کوکب میں دفن کیاگیا ۔ سبحان اللہ ہم کو تو یہ بتایاجاتا کہ عثمان کے قاتل مسلمان ہی نہ تھے اور ان کو مظلوم قتل کیاگیا ہے ۔جناب فاطمہ اور ابوبکر کی طرح یہ دو را قصہ ہے کہ یاتو عثمان مظلوم تھے تو پھر جتنے صحابہ ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں شریک رہے وہ ب کے ب مجرم ہیں کہ کیونکہ انھیں خلیفہ کو ظلما وعدوانا قتل کیا اور ان کے جنازے کے پیچھے پیچھے جنازے پر پتھر مارتے وئے لے گئے ۔ زندگی میں اور مر کے بعد بھی ان کی توہین کی ۔۔۔اور یا پھر یہ تمام صحابہ حق پر تھے جنھوں عثمان کو قتل کیا ۔کیونکہ عثمان اسلام مخالف بہت سے اعمال کا ارتکاب کیا تھا ۔ جیسا کہ تاریخوں میں ہے دونوں میں سے ایک کو باطل ماننا وگا یہاں کوئی تیسری صورت نہیں ہے ہاں یہ اور بات ہے ہ ہم تاریخ ہی کو جھٹلا دیں اور اور لوگوں کو دھوکہ دیں کہ جن مصریوں عثمان کو قتل کیا تھا وہ کافر تھے بہر حال دونوں صورتوں " خواہ عثمان کو مظلوم مانیں یا مجرم " میں الصحابۃ کلہم عدول" سارے صحابہ عادل ہیں کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے یا تو یہ مانئے کہ عثمان عادل نہیں تھے یا یہ مانئے کہ ان کے قاتل عادل نہیں تھے ۔ دونوں ہی صحابہ اس طرح ہم اہل سنت کا دعوی تو باطل ہوجاتا ہے البتہ شیعوں کا دعوی ثابت ہوجاتا ہے کہ بعض صحابہ عادل تھے بعض عادل نہیں تھے ۔

اسی طرح میں جنگ جمل کے بارے میں سوال کرتا وں جس کے شعلے ام المو منین عائشہ بھڑکائے تھے اور خودہی لشکر کی قیادت کررہی تھیں ۔آخر جب ان کو خدا حکم دیا تھا کہ :

----

(1): تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۰۷ تاریخ ابن اثیر ج۳ ص ۲۰۶ ،لسان العرب ج۱۴ ص ۱۹۳ ، تاج العروس ج ۸ ص ۱۴۱ ،العقد الفرید ج ۴ ص ۲۹۰

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی (پ ۲۲ س ۳۳ (الاحزاب) آیة ۳۲)

ترجمہ :-اور اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی ر و اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار دکھاتی پھرو ! اپنے گھروں میں بیٹھی ر و تو ام المو منین عائشہ کیوں نکلی ؟ اسی طرح دو را سوال کرتے ہیں کہ ام المو منین حضرت ں کے خلاف کس دلیل کی بنا پر جنگ کی ؟ جبکہ حضرت ں تمام مو منین ومومنات کے ولی تھے ۔ ان حسب معمول ہمارے علماء بڑی سادگی سے جواب دیدیتے ہیں کہ ام المو منین حضرت ں سے دشمنی رکھتی تھیں کیونکہ "واقعہ افک" میں حضرت ں (بشر یکہ یہ صحیح ہو) رسول خدا کو مشورہ دیا تھا کہ انکو طلاق دے دیجئے ہمارے علماء ہم کو اس طرح مطمئن کرنا چاہتے ہیں چونکہ واقعہ افک " میں حضرت ں (بشر یکہ یہ صحیح ہو) طلاق کا مشورہ دیا تھا اس لئے ام المو منین مخالفت کی تھی مگر آپ سوچئے تو کیا صرف اتنی سی بات پر حضرت عائشہ کے لئے جائز تھا کہ حکم قرآن کی مخالفت کریں ؟ اور وہ پردہ جو رسول ان پر ڈال رکھا تھا اس کو چاک کردیں ؟ اور اونٹ کی سواری کریں جب کہ رسول پہلے ہی روک دیا اور ان کو ڈرادیا تھا کہ حواب کے کتے بھونکیں گے [۲]۔ اور بی بی عائشہ اتنی لمبی مسافت طے کریں یعنی مدینہ سے مکہ اور پھر مکہ سے بصرہ جائیں ، بے گناہ لوگوں کو قتل کریں ؟ حضرت ں اورجن صحابہ ں کی بیعت کی تھی ان سے جنگ کریں ؟ اور ہزاروں مسلمان قتل کئے جائیں جیسا کہ مورخین لکھا ہے [۳]۔ ان بڑے جرائم کا ارتکاب صرف اس لئے جائز ہے کہ ام المو منین حضرت ں کو نہیں چاہتی تھیں اس لئے کہ حضرت ں طلاق کا مشورہ دیا تھا۔ ان نبی طلاق تو نہیں دیا پھر اتنی نفرت کیوں؟ مورخین دشمنی کے وہ وہ واقعات تحریر کئے جن کی تفسیر ممکن ہی نہیں ہے (مثلا) جب آپ مکہ سے واپس آرہی تھیں تو لوگوں بتایا عثمان قتل کردیئے گئے اس خبر کو سن کر آپ پھولے نہیں سمارہی تھیں ۔ ان جب لوگوں یہ خبر دی کہ مدینہ والوں ں کی بیعت کرلی تھی اس کو سنتے ہی آپ آگ بگولہ ہوگئیں اور فرمانے لگیں : مجھے یہ بات پسند تھی کہ ں

----

(۱):- الامامة والسیاسة

(۲):- طبری ،ابن اثیر مدائنی وغیرہ جنھوں سنہ ۳٦ ھ کے حالات تحریر کئے ہیں ۔

کو خلافت ملنے سے پہلے آسمان پھٹ پڑتا اور فورا حکم دیا کہ مجھے واپس لے چلو ۔اور آتے ہیں حضرت ں کے خلاف آتش فتنہ بھڑکا دی ،وہ ں بقول مورخین جن کا نام لینا بھی پسند ںیں کرتی تھیں ۔ کیا ام المو نین رسول خدا کایہ قول نہیں سنا تھا: ں کی محبت ایمان اور ں سے بغض رکھنا نفاق ہے [۱]۔اور اسی لئے بعض اصحاب کا یہ قول مشہور ہے کہ ہم منافقین کو حضرت ں سے بعض رکھنے سے پہچان یا کرتے تھے ۔۔۔ اور کیا ام المو نین رسول اسلام کا یہ قول نہیں سنا تھا : جس کا میں مولا وں اس کے ں مولا ہیں ۔۔۔۔ حتما ب کچھ سنا تھا لیکن نہ وہ ں کو چاہتی تھیں نہ ان کا نام لینا پسند کرتی تھیں بلکہ جب ں کے مر کی خبر سنی ہے تو فورا سجد ہ شکر کیا ہے [۲]ان باتوں کو جا دیکھیے میں ام المو نین عائشہ کی تاریخ سے بحث نہیں کررہا وں میں تو صرف یہ ثابت کرنا چاہتا وں کہ بہت سے صحابہ ہادی اسلام کی مخالفت کی ہے اور رسول خدا کے احکام کی نافرمانی کرتے رہے ہیں ۔ رہا ام المو نین کا فتنہ تو اس سلسلہ میں صرف ایک ایسی دلیل کافی ہے جس پر تمام مورخین اجماع کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ام المو نین عائشہ کا گزر چشمہ حواب سے وا تو وہاں کے کتوں بھونکنا شروع کیا اس پر بی بی کو رسول خدا کی تحذیر یاد آئی اور یہ یاد آیا کہ پیغمبر کہا تھا اسے عائشہ کہیں وہ اونٹ والی تمہیں نہ و ۔یہ یاد آتے ہی عائشہ رو لگیں اور کہنے لگیں مجھے واپس کرو ،مجھے واپس کرو ، لیکن طلحہ وزبیر پچاس آدمی کو دے دلا کر تیار کر یا اور ان سبھوں آکر عائشہ کے سامنے اللہ کی جھوٹی قسم کھائی کہ یہ چشمہ حواب نہیں ہے بس پھر کیا تھا عائشہ اپنا سفر جاری رکھا اور بصرہ آگئیں ،مورخین کا بیان ہے کہ اسلام میں یہ ب سے پہلی جھوٹی گواہی ہے [۳]اے مسلمانو! اے روشن عقل رکھنے والو ، اس مشکل کا حل بتاؤ 1 کیا یہ وہی بزرگ صحابہ ہیں جن کو ہم رسول کے بعد ب سے بہتر مانتے ہیں اورجن کی عدالہ کے ہم قائل ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے ہیں حالانکہ جھوٹی گواہی کو رسول خدا ان گناہان کبیرہ میں شمار کیا ہے جو ا ان کو جہنم میں پہونچا دیتے ہیں

----

(۱):- صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸

(۲):- طبری ، ابن اثیر ، الفتنۃ الکبری ، تمام وہ مورخین جنھوں سنہ ۴۰ جری کے حالات لکھے ہیں

(۳):- طبری ، ابن اثیر ، مدائنی اور دیگر وہ مورخین جنھوں سنہ ۳۶ ھ کے حالات لکھے ہیں ،

وہی سوال پھر وہاں پڑتا ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ کون حق پر ہے ؟ اور کون باطل پر ؟ یا تو عائشہ اور ان کے ہمنوا طلحہ و زبیر اور ان کے ساتھی ظالم اور باطل پر ہیں اور یا پھر علی اور ان کے ساتھی ظالم اور باطل پر ہیں یہاں کوئی تیسرا احتمال نہیں ہے ۔ منصف مزاج اور حق کا متلاشی علی کی حقانیت کو تسلیم کرے گا ۔کیونکہ بقول مرسل کوچھوڑ دے گا کیونکہ انھیں لوگوں نے آتش فتنہ بھڑکائی تھی اور اس کو بجھانے کی کوشش کبھی نہیں کی یہاں تک کہ اس نے ہر رطب ویابس کو جلا کر راکھ کردیا اور اس کے آثار آج تک باقی ہیں ۔

مزید بحث اور اپنے اطمینان قلب کے لئے عرض کرتا ہوں کہ بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر" میں تحریر ہے : جب طلحہ وزبیر وعایشہ بصرہ پہونچے تو حضرت علی نے عمار یاسر اور اپنے بیٹے حسن کو بھیجا یہ دونوں کوفہ آئے اور منبر پر گئے حسن بن علی منبر کے سب سے اونچے زینہ پر تھے اور عمار حسن سے ایک زینہ نیچے تھے ۔ ہم لوگ دونوں کی باتیں سننے کے لئے جمع ہوئے تو میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا : عائشہ بصرہ گئی ہیں ۔ خدا کی قسم وہ دنیا وآخرت میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں لیکن خدا نے تمہارا امتحان لینا چاہا ہے کہ تم خدا کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ کی [1]۔

اسی طرح بخاری کے "کتاب الشروط باب ما جاء فی بیوت ازواج النبی" میں ہے : رسول خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور عائشہ کے مسکن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا : یہیں فتنہ ہے یہیں فتنہ ہے یہیں فتنہ ہے ، فتنہ یہاں سے شیطان کی سینگ کی طرح نکلے گا [2]۔اسی طرح امام بخاری نے اپنی صحیح میں عائشہ کا رسول کے ساتھ بد تمیزی سے پیش آنا جس پر ابو بکر کا اتنا عائشہ کو مارنا کہ عائشہ کے جسم سے خون بہنے لگا ۔ اور عائشہ کا رسول کے خلاف مظاہرہ کرنا جس پر خدا کی طرف سے طلاق کی دھمکی کا ملنا اور یہ دھمکی دینا کہ خدا تم سے بہتری بیوی نبی کودے گا اور اسی قسم کی عجیب وغریب عائشہ کے لئے نقل کیا ان قصوں کو دہرانا باعث کتاب کو طول دینا ہے ۔

----

(۱):- بخاری ج ۴ ص۱۶۱

(۲):- بخاری ج ۲ ص ۱۲۸

ان تمام باتوں کے باوجود میں یہ پوچھتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک صرف عائشہ ہی کا کیوں اتنا احترام واکرام ہے ؟ کیا اس لئے کہ یہ نبی کی بیوی تھیں ؟ تو نبی کی بیویاں تو اور بھی تھیں ،بلکہ عائشہ سے افضل بھی تھیں جیسا کہ خود نبی فرمایا ہے ۔(1) تو عائشہ میں کیا خصوصیت ہے ؟ یاان کا احترام اس لئے زیادہ ہے یہ ابو بکر کی بیٹی تھیں ؟ یا اس لئے ان کا احترام زیادہ ہے کہ رسول خدا حضرت علی کے لئے جو وصیت کی تھی اس کو کالعدم بنانے میں سب سے اہم رول ان کا ہے ؟ جیسا کہ روایت میں ہے جب عائشہ کے سامنے ذکر آیا کہ نبی علی کے لئے وصیت کی تھی تو آپ جھٹ سے بولیں یہ کسی کہا ؟ رسول میرے سینہ پر تکیہ لگائے لیٹے تھے مجھ سے طشت مانگا میں طشت کے جھکی اور نبی کا انتقال ہو گیا ۔ مجھے پتہ بھی نہیں چلا پس علی کے لئے کیسے وصیت کردی (2)۔

یا پھر ان کا احترام اس لئے زیادہ ہے کہ انھوں حضرت علی سے ایسی جنگ کی جس میں نرمی کی گنجائش نہ تھی ۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد سے لڑیں انتہا یہ کردی کہ جب امام حسن کا جنازہ چلا تو آپ روکا اور یہ کہاجس کو میں دوست رکھے خدا اس کو دوست رکھے گا ۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا خدا اس سے بغض رکھے گا ۔ یا ایک جگہ اور فرمایا تھا:- جوان سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کروں گا جو ان سے صلح کرے گا ۔ میں اس سے صلح کروں گا ۔ الخ ان تمام حدیثوں کو ام المو منین بھول گئی تھیں یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہی تھیں ؟ اور اس میں کوئی تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت علی کے بارے میں تو اس سے کئی گنا زیادہ بتا تھا نبی کی ممانعت کے باوجود حضرت علی سے جنگ کرکے رہیں اور لوگوں کو ان کے خلاف اکسا ہی کے رہیں ، ان کے فضائل کا انکار کرکے رہیں ۔ دراصل یہ جوہ تھی جس کی بنا پر بنی امیہ ان سے محبت کا اظہار کیا ، اور ان کو اس درجہ تک پہونچادیا جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہے اور ان کے فضائل میں ایسی ایسی (جعلی)روایات نقل کیں جس سے کتابیں بھر گئیں ،شہروں شہروں ،دیہاتوں دیہاتوں ان کا پرچا ہو گیا

----

(1):- ترمذی ، استیعاب در حالات صفیہ ، اصابۃ حالات صفیہ ام المو منین

(2):- بخاری ج ۳ ص ۶۸ باب مرض النبی ووفاتہ

اور آخر کار ان کو امت اسلامیہ کا مرجع اکبر کیونکہ آدھا دین تو صرف تنہا عائشہ کے پاس تھا ،

اور شاید دو تہائی دین ابو ہریرہ کے پاس تھا ،جس بنی امیہ کے حسب منشاء خوب خوب روایات جعل کی تھیں اسی لئے انھوں

ابو ہریرہ کو اپنا مقرب بنایا ، مدینہ کی گورنری ابوہریرہ کے حوالہ کودی، ابو ہریرہ کے لئے "قصر عقیق" بنوایا گیا ، جب کہ یہ

بیچارے ایک مفلس قلاش آدمی تھے ان کو راویہ الاسلام کا لقب دیا گیا ، اسی طرح بنی امیہ کے پاس ایک نیا پورا دین آگیا ---آدھا

عائشہ کے ذریعہ آدھا ابو ہریرہ کے ذریعہ ---جس میں کتاب خدا اور سنت رسول ام کی صرف وہ چیزیں تھیں جن کو یہ لوگ پسند

کرتے تھے ، اور جس کے ذریعہ ان کی سنت مضبوط و مستحکم ہوتی تھی ظاہر ہے کہ یہ دین تناقضات و خرافات کا مجموعہ ہوگا ۔ اور

اس طرح حقائق کو ختم کرکرے ان کی جگہ تاریکیوں کو دیدی گئی اور بنی امیہ لوگوں کو اسی نئے دن پر چلانا شروع کردیا اوراسی

پر لوگوں کو ابھارا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین خدا ایک مضحکہ خیز چیزیں کے رہ گیا ۔ جس کی کوئی قدروقیمت ہی نہ رہی اور لوگ

معاویہ سے اتنا ڈرتے تھے جتنا خدا سے نہیں ڈرتے تھے ۔

ہم جب اپنے علماء سے پوچھتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب جنکی بیعت مہاجرین وانصار نے کی تھی ان سے معاویہ کا جنگ کرنا کیسا

ہے ؟ اور جنگ بھی ایسی کہ جس نے مسلمانوں کو شیعہ ،سنی دوفرقے میں بانٹ دیا اور اسلام میں اس کی وجہ سے ایسا رخنہ پڑگیا جو

آج تک نہ بھر سکا ، تو وہ لوگ بڑی سادگی سے حسب عادت جواب دیتے ہیں : علی ومعاویہ دونوں ہی بڑے جلیل القدر صحابی ہیں

دونوں نے اجتہاد کیا علی کا اجتہاد مطابق واقع تھا لہذا ان کو دو اجر ملے گا لیکن معاویہ نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اس لئے ان کو

صرف ایک اجر ملے گا ۔ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کے حق میں یا ان کے بر خلاف کچھ کہیں ، خود خدا وند عالم کا ارشاد

ہے ،تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون(پ ۱ س ۲ (البقرة)آیت ۱۳۲)

ترجمہ:- (اے یہودیو) وہ لوگ تھے جو چل بسے جو انھوں نے کمایا ان کے آگے آیا اور جو تم کماؤ گے تمہارے آگے آئیگا اور

جو کچھ وہ کرتے تھے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہیں ہوگی -------

افسوس کی بات یہی ہے کہ ہمارے علماء کے ذہن اسی قسم کے ہوتے ہیں جو سفسطہ ہوتے ہیں ۔جن کو نہ عقل قبول کرتی ہے ، نہ دین نہ شریعت ۔۔میرے معبود میں راء کی لغزش ،خواہش کی لغزش ،شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔

بھلا وہ کون سی عقل سلیم ہے جو معاویہ کے اس اجتہاد پر اس کے لئے اجر کی قائل ہوگی جس کی بنا پر اس نے امام المسلمین سے جنگ کی بے گناہ مومنین کو قتل کیا ، ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کا شمار صرف خدا ہی کرسکتا ہے ،مورخین کے نزدیک مشہور ہے کہ معاویہ اپنے دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے اور ان کو راستہ سے ہٹانے کے لئے اپنے مشہور طریقہ پر عمل کرتا تھا یعنی زہر آلود شہد کھلا دیتا تھا اورکہا کرتا تھا :خدا کا لشکر تو شہد میں ہے ۔

نہ معلوم یہ لوگ کیسے اس کو مجتہد مانتے ہیں اور اس کو اجر دینے کے لئے تیار ہیں حالانکہ "باغی گروہ" کا سردار تھا چنانچہ مشہور حدیث میں جس کو تمام محدثین نے لکھا ہے "آیا ہے : افسوس عمار یاسر پر ہے جس کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا ۔ ۔۔اور معاویہ واس کے اصحاب نے جناب عمار کو قتل کیا ہے اس کو کیونکر مجتہد کہتے ہیں جس نے حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کر بڑی بے دردی سے قتل کیا اور صحرائے شام میں" مرج عذرا" میں دفن کردیا کیونکہ ان لوگوں نے حضرت علیؑ پر لعنت کرنے سے انکار کردیا تھا ۔۔۔۔ جس شخص نے سردار جوانان جنت امام حسن کو زہر دے کر قتل کرادیا کیسے اس کو عادل صحابی مانتے ہیں ؟ جس شخص نے امت مسلمہ سے جبرو زبر دستی سے پہلے تو اپنے لئے پھراپنے بد کار بیٹے یزید کے لئے بیعت لی جس نے شوری کے نظام کو بدل کر قیصر کی حکومت قائم کی [1]

جس نے لوگوں کو حضرت علیؑ اور ان کے اہل بیت پر منبروں سے لعنت کرنے کیلئے مجبور کیا اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کو قتل کردیا اور یہ لعنت ایسی سنت بن گئی جس پر جوان بوڑھے ہوگئے بچے جوان ہوگئے بھلا ایسے شخص کو کیوں کر مجتہد کہا جاسکتا ہے؟ اور اس کو مستحق اجر قرار دیا جاسکتا ہے؟

----

(۱):- خلافت وملوکیت (مودودی)یوم الاسلام (احمد امین)

لا حول ولا قوة الا با الله

پھر یہی سوال اٹھتا ہے کہ دونوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر تھا ؟ یا تو ... اور ان کے شیعہ ظالم تھے اور باطل پر تھے اور یا معاویہ اور اس کے ساتھی ظالم تھے اور باطل پر تھے ۔ حالانکہ رسول اللہ ... ب چیز واضح کر دیا تھا ۔ جو بھی ... ہر صورت میں تمام صحابہ کی عدالت بہر حال ثابت نہیں ہوتی اور نہ یہ ... ق عقل سلیم پر پوری اترتی ہے ، ہر ہر چیز کی ... مثالیں ہیں جن کو خدا کے علاوہ کوئی ... نہیں کر سکتا ۔

اگر میں تفصیل میں جاؤں اور ہر واقعہ کے بارے میں ہر پہلو سے بحث کروں تو کئی ضخامت جلدوں کی ضرورت ہوگی ۔ مگر چونکہ میں ... اختصار کا ارادہ کر یا ہے اور اس بحث میں صرف بعض مثالوں پر اکتفاء کی ہے ۔ اور یہ الحمداللہ ہماری قوم کے مزعومات کو باطل کر ... کے لئے کافی ہے ہماری قوم کا عالم یہ ہے کہ مدتوں سے ہماری فکروں کو جامد بنا دیا ہے اور یہ پابندی لگا دی ہے کہ میں حدیث سمجھنے کی کوشش نہ کروں ۔ عقل و شریعت کے معیار پر تاریخی واقعات کی تحلیل نہ کروں ۔ جب کہ قرآن کریم اور سنت رسول ہم کو میزان عقل پر تولنے کا حکم دیتی ہے ۔

اس لئے میں ... طے کر یا ہے کہ میں ... رکشی کروں گا اور ... ب کے جس غلاف میں مجھے لپیٹا گیا ہے ، اس سے باہر نکلوں گا ۔ بیس سال سے جن بیڑیوں میں مجھے جکڑا گیا ہے اس سے آزادی حاصل کر کے رہوں گا ۔ میری زبان حال ان سے کہہ رہی ہے ۔ اے کاش میری قوم یہ جان لیتی کہ میرے خدا ... مجھے کیوں بخش یدا اور میرا اکرام کیوں کیا ۔ کاش میری قوم بھی اس نئی دنیا کا انکشاف کر لیتی جس کی وہ جہالت کے باوجود شدت سے مخالفت کرتی ہے ۔

xxxxx

تبدیلی کا آغاز

تین مہینے تک میں بہت پریشان رہا ۔ عالم یہ تھا کہ خواب میں بھی افکار مجھے پریشان کرے ۔ مختلف قسم کے وہم وگمان افکار ووسواس میں گھرا رہتا تھا ۔ خصوصا بعض اصحاب سے تو مجھے اپنی جان کا خوف تھا ۔ کیونکہ تاریخی واقعات جو مجھے بتائے گئے تھے حیرتناک حد تک ڈراونے تھے ۔ اس لئے کہ پوری زندگی مجھے جو تربیت دی گئی تھی وہ اولیاء اللہ اور اس کے نیک بندوں کا احترام کرنا تھا۔ اگر کوئی ان کے حق میں بے ادبی کردے یا جسارت کردے چاہے ان کی عدم موجودگی میں یا ان کے مرنے کے بعد بھی تو وہ لوگ بے ادبی کرنے والوں کو ضرور سزا دیتے تھے ۔اس لئے میں بہت ڈرتا تھا ۔ چنانچہ حیاۃ الحیوان [1] الکبری میں خود میں پڑھا تھا کہ ایک شخص عمر بن الخطاب کو گالیاں دیکرتا تھا ،قافلہ والے اس کو روکتے تھے مگرو وہ نہیں مانتا تھا آخر ایک دن وہ پیشاب کررہا تھا کہ بہت ہی زہریلے سانپ اس کو ڈس یا اور وہ وہیں کا وہیں مرگیا۔پھر لوگوں اس کے لئے قبر کھول دی تو دیکھا وہاں بھی کالا زہریلا ناگ موجود ہے ۔ پھر لوگوں دوسری قبر کھودی وہاں بھی وہ ناگ تھا ایسا کئی مرتبہ ہوا تو بعض عارفین کہا اس کو جہاں چاہے دفن کرو اگر تم پوری زمین بھی کھود ڈالو گے تو ہر جگہ یہ کالا سانپ ملے گا ۔ کیونکہ خدا اس کو آخرت سے پہلے دنیا میں عذاب دینا چاہتا ہے اس لئے کہ اس سیدنا عمر کو گالیاں دی تھیں ۔اس لئے میں خوفزدہ اور متحیر ہوکر اس مشکل بحث میں پڑنے سے رکتا تھا خصوصا جب کہ میں "الزیتونیۃ یونیورسٹی" کی ایک فرع میں پڑھتا تھا " افضل الخلفاء علی التحقیق سیدنا ابو بکر ہیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق ہیں جو حق اور باطل میں فرق کرتے تھے ۔ اس کے بعد سیدنا عثمان بن عفان

----

(۱):- یہ واقعہ الاسود السالخ کے حالات میں دمیری حیات الحیوان کے اندر لکھا ہے ۔

ذوالنورین ہیں جن سے ملائکہ رحمان بھی شرماتے تھے ۔ اس کے بعد سیدنا عثمان ابن عفان نبی ہیں ان چاروں کے بعد عشرہ مبشرہ کے باقی چھ 6 افراد طلحہ ، زبیر ، سعد ، عبدالرحمان ،ابی عبیدہ ہیں ، اس کے بعد تمام صحابہ کا نمبر آتا ہے ۔ہمارے علماء زیادہ تر اس آیت سے استدلال ہم کو سکھاتے ہیں :" لانفرق بین احد میں رسلہ " کہ تمام صحابہ کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہیے کسی پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے ۔

اسی لئے میں کئی مرتبہ ڈرا اور کئی مرتبہ استغفار پڑھا ۔ اس بحث کو ختم کرنا چاہا کیونکہ اس سے صحابہ کے بارے میں شک و لگتا ہے اور اس کا نتیجہ اپنے دین میں شک ہوتا ہے ۔ لیکن اس تمام مدت میں اپنے علماء سے بات کرنے پر مجھے بہت سے ایسے تناقضات ملے جن کو عقل قبول نہیں کرتی اور علماء مجھے پڑھنا شروع کردیا اگر صحابہ کے بارے میں ایسی ہی بحث کرتا رہا تو خدا اپنی نعمت مجھ سے سلب کر لے گا ۔ اور مجھے ہلاک کردے گا لیکن ان تمام دشمنیوں اور تکذیب کے بعد بھی تلاش حقیقت کی خواہش ہر مرتبہ مجھے نئی طرح سے بحث کرنے پر ابھارا اور میں اپنے اندر ایک ایسی قوت پارہا تھا جو مجھے بحث جاری رکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔

xxxxx

ایک مولانا سے گفتگو

میں اپنے ایک عالم سے کہا :- جب معاویہ بے گناہوں کو قتل کرکے ،لوگوں کی عزت آبرو لوٹ کرکے آپ کے نزدیک مجتہد ہے ۔ اور ایک اجر کا مستحق ہے اور یزید فرزند رسول کو قتل کرکے مدینہ کو اپنے لشکر کے لئے مباح کرکے خطا کار مجتہد کیسے ہے اور ایک اجر کا مستحق ہے یہاں تک کہ آپ میں سے بعض نے یہاں تک کہدیا : حسین تو اپنے نانا کی تلوار سے قتل کئے گئے ۔ اس سے صرف فعل یزید کو جائز کرنا مقصود ہے تو پھر اگر میں اجتہاد کروں اور بعض صحابہ کے بارے میں مشکوک ہوجاؤں اور بعض کے بارے میں مشکوک نہ ہوں تو اگر میرا اجتہاد صحیح ہے تو مجھے بھی دو اجر اور غلط ہے تو ایک اجر تو ملنا ہی چاہیے جب کہ میرے اجتہاد کا قیاس معاویہ ویزید کے افعال پر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ قاتل اولاد پیغمبر ہیں اور میں تو صرف شک وعدم شک کی بحث میں ہوں اس کے علاوہ بعض صحابہ میں عیب نکالنے کا مطلب ان پر سب وشتم اور لعن کرنا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد تمام گمراہ فرقوں میں نجات پانے والے فرقہ کی تلاش ہے ۔اور یہ صرف میرا ہی فریضہ نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے تو آخر ایسا کرنے پر میں کیوں گردن زنی کے قابل ہوں ؟ اور خدا دلوں کے بھید سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ میرا ارادہ کیا ہے ؟

مولانا :- اے بیٹا ! باب اجتھاد مدتوں پہلے بند ہوچکا ہے ۔

میں :- کس نے بند کیاہے ؟

مولانا :-ائمہ اربعہ (یعنی امام ابو حنیفہ ، مالک ، شافعی ، احمد بن حنبل)

میں :- (بڑی بے باکی سے) اگر خدا اور رسول اور خلفائے راشدین (جن کی پیروی کا حکم دیاگیا ہے) نہیں بند کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ جیسے ان لوگوں نے اجتہاد کیا تھا میں بھی اجتہاد

کروں گا ۔

مولانا:- جب تک تم کو سترہ 17 علوم میں مہارت نہ ہو جائے اجتہاد کر ہی نہیں سکتے ان میں اہم علوم مثلاً یہ ہیں ۔ تفسیر ،لغت ، نحو،صرف ، بلاغت ، حدیث، تاریخ وغیرہ وغیرہ ۔

میں :- ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا :- میں اس لئے اجتہادکرنا نہیں چاہتا کہ لوگوں کو قرآن وسنت کے احکام بتاؤں یا اسلام کے اندر میں بھی کوئی صاحب مذہب بن جاؤں ۔ہر گز نہیں ! میں تو صرف حق و باطل کو پہچاننے اور یہ سمجھنے کے لئے کہ حضرت علی حق پر تھے یہ حضرت معاویہ ؟! اجتہاد کرنا چاہتا ہوں ۔ اور اس کے لئے 17 علوم میں مہارت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دونوں کی زندگی کا مطالعہ اور یہ دیکھنا کہ کس نے کیا کیا ہے ؟حقیقت کو پہچاننے کے لئے کافی ہے ۔

مولانا:- تم کو ان کی کیا ضرورت ہے ؟ تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون (پ 1 سورہ بقرہ آیۃ 134)

ترجمہ:- (اے یہودیو)وہ لوگ تھے جو چل بسے جو انھوں نے کیا ان کے آگے آیا اور جو تم کروگے وہ تمہارے آگے آئے گا ۔اور وہ جو کچھ بھی کرتے تھے اس کی پوچھ گچھ تم سے (تو)نہیں ہوگی ۔

میں :- آپ تسئلون کی (ت) کو پیش پڑھ رہے یا زبر ؟

مولانا :- میں پیش پڑھ رہا ہوں(تسئلون)

میں :- شکر خدا کا ۔ اگر آپ زبر پڑھتے تو بحث کی گنجائش ہی نہیں تھی ۔۔۔۔ زبر سے مطلب ہوگا کہ تم کوسوال کرنے کا حق نہیں ہے ۔۔۔ہاں پیش پڑھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے افعال کا سوال ہم سے نہیں کیا جائے گا ۔ اوریہ ایسا ہی ہے جیسے ایک اور جگہ ارشاد ہے ۔ہر انسان اپنے اعمال کا گروی ہوگا ۔یا مثلاً انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی وہ کوشش کرے گا ۔ قرآن ہم کو امم سابقہ کے حالات معلوم کرنے پر ابھارا ہے اور کہا ہے کہ ہم اس

ے۔ عبرت حاصل کریں اسی لئے خدا فرعون ،ہامان ،نمرود ،قارون ،کا جہاں قصہ بیان کیا ہے وہیں انبیائے سابقین کا بھی ذکر کیا ہے ۔ یہ تسلی وتشفی کے لئے ذکر نہیں کیا ہے بلکہ حق وباطل کی معرفت کے لئے ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے ۔اب رہی آپ کی یہ بات کہ مجھے بحث سے کیا فائدہ ؟ تو عرض ہے کہ مجھے اس سے فائدہ ہے ۔ اولا تو اس لئے کہ ولی خدا کو پہچان کر اس سے محبت کروں اور دشمن خدا کو پہچان کر اس سے دشمنی کروں ۔ اور قرآنَ یہی بات چاہتا ہے ۔بلکہ اس کو واجب قرار دیتا ہے ۔اور دوسرا اہم فائدہ یہ ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ میں اس کی عبادت کس طرح کروں؟ اور جو فرائض اس نے واجب کئے ہیں ان کو کس طرح ادا کروں تاکہ اس کے ارادہ ومنشاء کے مطابق ہو۔نہ یہ کہ میں فرائض کو اسطرح ادا کروں جس طرح ابو حنیفہ یادوسرے مجتہدین چاہتے ہیں ۔ کیونکہ امام مالک نماز میں بسم اللہ کو مکروہ سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ ابو حنیفہ واجب جانتے ہیں اور دوسرے لوگ بغیر بسم اللہ کے نماز ہی باطل سمجھتے ہیں ۔اور چونکہ نماز دین کا ستون ہے اور تمام (فرعی) اعمال کی مقبولیت کا دارومدار نماز پر ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میری نماز باطل ہو ۔اسی طرح مثلا شیعہ کہتے ہیں : وضو میں پیروں کا مسح کرنا واجب ہے اور اہل سنت کہتے ہیں پیروں کا دھونا واجب ہے ۔ اور قرآنی آیت اسطرح ہے : وامسحوا برؤوسکم وارجلکم "یہ صریحی طور سے مسح کو بتاتی ہے ۔ مولانا اب آپ ہی بتائیے ایک عقلمند مسلمان بغیر بحث ودلیل کے کس ایک کو قبول کرے اور دوسرے کو رد کردے؟

مولانا:- تم یہ بھی کرسکتے ہو تمام مذاہب سے اچھی اچھی باتیں لے لو کیونکہ یہ سب ہی اسلامی فرقے ہیں اور سب ہی کا مرکز رسول ہیں ۔

میں :- مجھے ڈر ہے کہیں میں اس آیت کا مصداق نہ بن جاؤں :"أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ"(پ ۲۵ س ٤٥ (الجاثیه) آیت ۲۳)

ترجمہ :- بھلا تم اس شخص کو بھی دیکھا جس اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور (اس کی حالت) سمجھ بوجھ کر خدا اسے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے ۔(کہ یہ ایمان نہ لائے گا)اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اس کی ہدایت کون کر سکتا ہے تو کیا تم لوگ (اتنا بھی)غور نہیں کرتے ؟۔

مولانا! جب تک ایک شی کو ایک مذہب حلال اور دوسرا حرام کرتا رہے گا اس وقت تک میں یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ سارے کے سارے مذہب حق ہیں ۔ کیونکہ یہ محال ہے کہ ایک ہی شۓ ایک ہی وقت میں حلال بھی ہو اور حرام بھی ہو ۔جب کہ رسول کے احکام میں کوئی تناقض نہیں تھا۔ کیونکہ وہ سب وحی قرآنی کے مطابق تھے : ولو كان من عند غيرالله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا (پ ٥س٤ (نساء)آیت ٨٢)

اگر یہ (قرآن)غیر خداکے پاس سے (آیا)ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے ۔ اور چونکہ مذاہب اربعہ میں بہت اختلاف ہے اس لئے یہ نہ خدا کی طرف سے ہے نہ رسول کی طرف سے ہے ،کیونکہ رسول قرآن کے خلاف نہیں کر سکتے ،

مولانا:- جب محسوس کیا کہ میرا کلام منطقی ہے اور میری دلیلیں مضبوط ہیں تو بولے : یاں میں تم کو قربۃ الی اللہ ایک نصیحت کرتا ہوں ۔تم چاہے جس چیز میں شک کرنا مگر (خبردار)خلفائے راشدین کے بارے میں کبھی شک نہ کرنا ۔کیونکہ یہ چاروں اسلام کے ستون ہیں اور اگر ان میں سے ایک ستون بھی گر گیا تو عمارت گر جائے گی ۔۔

میں :- مولانا ! استغفراللہ اگر یہ چاروں ستون ہیں تو پھر رسول خدا (ص) کہاں گئے ؟

مولانا:- وہ تو خود ہی عمارت ہیں ۔ پورا سلام تو حضور ہی ہیں ۔

میں مولانا کی اس تحلیل سے مسکرایا اور بولا دوبارہ استغفراللہ کہتا ہوں ۔ مولانا آپ بغیر سوچے فرما دیتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان چاروں کے بغیر رسول خدا بذات خود کچھ بھی نہیں ہیں ۔ حالانکہ خدا کہتا ہے :

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً "(پ ٢٦ س ٤٨(الفتح) آیت ٢٨)

ترجمہ:-یہ وہی تو ہے جس اپنے رسول کو ہدایۃ اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب رکھے اور گواہی کے لئے بس خدا کافی ہے۔

خدا صرف محمد کو رسول بنا کر بھیجا ان کی رسالہ میں ان چاروں میں سے کسی ایک کو نہیں شریک قرار دیا اور نہ ان کے علاوہ کسی دوسرے کو شریک قرار دیا۔اسی سلسلہ میں خدا فرماتا ہے :" كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ "(پ ٢ س٢(بقرہ)آیت ١٥١)

ترجمہ:- (مسلمانو!یہ احسان بھی ویسا ہی ہے) جیسے ہم تم میں تم ہی کا ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اورتمہارے نفس کو پاکیزہ کرے اور تمہیں کتاب (قرآن) اور عقل کی باتیں سکھائے جن کی تمہیں (پہلے سے) خبر نہ تھی "۔

مولانا :-ہم اپنے بزرگوں اور ائمہ سے یہی سکھا تھا ۔اور ہم لوگ اپنے زمانہ میں علماء سے نقاش کرتے تھے اور بحث و مجادلہ کرتے تھے جس طرح آج کی آپ لوگوں کی طرح کی نئی نسل کرتی ہے ،آپ لوگ ہر چیز میں شک کرتے ہے حدیہ ہے کہ اب دین میں بھی شک کرتے ہے ۔اب قیامت کے آثار ہیں ۔ کیونکہ رسول فرمایا ہے ۔قیامت برے لوگوں ہی کی وجہ سے آئے گی ۔

میں :-مولانا! آپ مجھے خوفزدہ کررہے ہیں ۔میں خود دین میں شک کروں یا دوسرے کو مبتلا کروں اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں ، میں اس خدائے واحد پر ایمان لایا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے ۔ اس کے ملائکہ اس کی نازل کردہ کتابوں ، بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں ۔ میں خدا کے بندے اور اس کے رسول سیدنا محمد پر ایمان رکھتا ہوں ، اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ وہ انبیاء ومرسلین میں سب سے افضل تھے اور میں ایک مسلمان ہوں،

َ پھر آپ مجھ پر کیوں اتہام ا رہے ہیں ؟

مولانا :- میں تو تم پر اس سے َبھی بڑا الزام لا تا وں ۔ تم سید نا ابو بکر اور سید نا عمر کے بارے میں شک کرتے ہو حالانکہ رسول خدا فرمایا ہے : اگر میری پوری امت کے َایمان کو ابو بکر کے َایمان سے تولا جائے تو َایمان ابو بکر کا پلہ َبھاری ہوگا ۔اور سید نا عمر کے بارے میں فرمایا ہے : میری امت میرے اوپر پیش کی گئی تو وہ ایسی قمیص َ پہنی تھی جو سینہ تک َبھی نہیں َ پہنچ پارہی تھی پھر میرے سامنے عمر کو پیش کیا گیا ان کی قمیص زمین کو خط دے رہی تھی لوگوں کہا حضور آپ اس کی کیا تاویل فرمائی ؟ فرمایا : دین ! اور تم آج چودھویں ری ہجری میں آئے و عدالہ صحابہ میں شک کرتے و خصوصا ابو بکر وعمر کی عدالہ میں کیا تم نہیں جانتے اہل عراق ب کے ب اہل شقاق ہیں ۔ اہل کفر ونفاق ہیں ؟

میں :- میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں اس شخص کے بارے میں کیا کہوں جو ادعائے علم کرتا ہے اور گنا وں پر فخر کرتا ہے ۔ اب وہ احسن طریقہ جدال سے جھوٹ ،افتراء اور ایسے لوگوں کے سامنے جو آنکھ بند کرکے دین کو پسند کرتے ہیں جھوٹے جھوٹے الزامات ا ا اس کا نتیجہ یہ وا کہ کچھ لوگوں کی آنکھیں رخ وگئیں ۔ اوربعضوں کے گردن کی رگیں پھول گئیں ، اور میں ان کے چہروں سے شر کاہ کا اندازہ کر یا ۔ لہذا فورا دوڑ کر گیا اور امام مالک کی کتاب "موطاء" اور صحیح بخاری اٹھا لایا اور عرض کیا مولانا صاحب مجھے جس چیز ابو بکر کے بارے میں شک پر ابھارا وہ خود رسول خدا کی ذات ہے ۔ یہئے موطا پڑیئے ۔ مالک روایۃ کی ہے کہ رسول اللہ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا : میں ان لوگوں کی گواہی دیتا وں ! اس پر ابو بکر ریق کہا : اے رسو اللہ(ص) کہ ہم ان کے َبھائی نہیں ہیں ہم َبھی اسی طرح اسلام لائے جیسے وہ لائے تھے ہم َبھی اسی طرح جہاد کیا جس طرح انھوں جہاد کیا تھا رسول خدا فرمایا : ہاں! لیکن مجھے نہیں معلوم کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث (ایجاد بدعت) کروے ۔ اس پر ابو بکر روئے پھر اور روئے اور کہا (کیا) ہم آپ کے بعد

باقی رہیں ہے [۱]۔

اس کے بعد میں صحیح بخاری کھولی اس میں ہے : عمر بن خطاب حفصہ کے پاس آئے حفصہ کے پاس اسماء بنت عمیس بھی موجود تھی عمر اسماء کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے ؟ حفصہ کہا اسماء بنت عمیس ! عمر کہا یہی حبشہ ہے یہی بحریہ ہے ۔ اسماء کہا :ہاں ! اس پر عمر بولے : ہماری ہجرت تم سے پہلے ہے اس لئے ہم رسول خدا سے بہ نسبت تمہارے زیادہ احق ہیں ! اسماء کو یہ سن کر غصہ آگیا اور بولیں: ہر گز نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا ۔تم رسول اللہ کے ساتھ تھے ،آپ تمہارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے ۔جاہلوں کو وعظ کرتے تھے اور ہم لوگو ایسی (جگہ)یا زمین میں تھے جو اجنبیوں کی اور دشمنوں کی تھی ۔حبشہ میں ہم جو کچھ کیا وہ خدا اور اس کے رسول کے لئے کیا خدا کی قسم ہم لوگ جب بھی کھانا کھا تے یا پانی پیتے تھے رسول خدا کا ذکر ضرور کرتے تھے ،ہم کو اذیت پہونچتی تھی ۔ہم ہر وقت خوفزدہ رہتے تھے ۔(لہذا تم لوگ ہمارے برابر کیسے ہوسکتے ہو؟) میں اس واقعہ کا ذکر رسول سے ضرور کروں گی ۔ خدا کی قسم ان سے پوچھوں گی ۔نہ جھوٹ بولوں گی نہ (کمی)و زیادتی کروں گی ۔ پھر جب رسول خدا آئے تو اسماء کہا یا رسول اللہ عمر یہ کہا تھا آنحضرت پوچھا تم کیا کیا ؟ اسماء کہا میں یہ یہ کہا ! آنحضرت فرمایا : تم سے زیادہ وہ حق نہیں ہے ۔ ان کے اوران کے ساتھیوں کی صرف ایک ہجرت ہے اور تم اہل سفینہ کی دو دو ہجرت ہے ۔اسماء بیان کرتی ہیں(اس واقعہ کے بعد) ابو موسی اور دیگر اصحاب سفینہ برابر میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کے بارے میں پوچھتے تھے ۔ دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ان لوگوں کے دلوں کو اس حدیث سے زیادہ فرحت بخشی ہو اور نہ ہی کوئی چیز ان کے نزدیک اس سے بھی زیادہ اہم تھی [۲]

----

(۱):- موطاء امام مالک ج ۱ ص ۳۰۷ المغازی للواقدی ص ۳۱۰

(۲):- صحیح بخاری ج ۳ ص ۲۸۷ باب غزوہ خیبر "

جب شیخ(مولانا) اور ان کے ساتھ لوگوں اس کو پڑھا تو ان کے چہرے بدل گئے اور ایک دو رے کی طرف دیکھنے ے ، اور یہ ب اس کا انتظار کر ے کہ دیکھیں مغلوب مولانا صاحب کیا جواب دیتے ہیں ین مولانا بڑے تعجب سے پلکوں کو اٹھا کر دیکھا اور فرمایا : رب زدنی لما (خدایا میرے لم میں اضافہ کر)

میں :- جب ب سے پہلے خود رسول اللہ ابو بکر کے بارے میں شک کیا اورابو بکر کیلئے گواہی نہیں دی ،اس لئے کہ حضور کو معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ آنحضرت کے بعد کیا کیا کریں ے ؟اور جب خود رسول خدا(ص) اسماء بنت عمیس پر عمر بن خطاب کی فضیلت کو قبول نہیں کیا ،بلکہ اسماء کو عمر پر فضیلت دوں ،اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں تمام ان حدیثوں سے تعارض ہیں جو ابو بکر وعمر کی فضیلت میں وارد وئی ہیں بلکہ یہ دونوں حدیثیں واقع سے بہت قریب ہیں اور سجھ میں آ والی ہیں بہ نسبت فرضی حدیثوں کے جو فضائل میں آئی ہیں بلکہ یہ دونوں تمام فضائل والی حدیثوں کو باطل کردیتی ہیں ، حاضرین کہا یہ کیسے؟

میں :-رسول خدا(ص) ابو بکر کی گواہی نہیں دی اور فرمایا معلوم میرے بعد تم کیا کیا کروے ؟ اور یہ بات مقول ہے اور قرآن اس کا اثبات کیاہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ان لوگوں رسول کے بعد بہت سی تبدیلی کردی ۔ اسی لئے ابوبکر روئے تھے کیونکہ انھوں تبدیلی بھی کی تھی اور حضرت فاطمہ کو غضبناک بھی کیا تھا (جیسا کہ گزرچکا) اور اسی تبدیلی کی وجہ سے مر کے پہلے بہت پشیمان تھے اور یہ تمنا کرتے تھے کہ کاش میں پیدا ہوتا ۔

اب رہی ایمان ابو بکر والی حدیث کہ تمام امت سے اس کاوزن زیادہ تھا تو یہ باطل بھی ہے اور عقل میں آ والی بھی ہے اس لئے کہ جو شخص چالیس سال تک مشرک رہا و ، بتوں کی پرستش کرتا رہا و وہ پوری امت محمدی کے ایمان سے زیادہ ایمان دکھنے و امومن ہے ۔کیونکہ امت محمدی کے اندر اولیاء اللہ شہدا اور وہ ائمہ بھی ہیں جنھوں اپنی پوری عمریں جہاد فی

سبیل اللہ میں گزاردیں پھر ابو بکر اس حدیث کے مصداق کیسے وسکتے ہیں ؟ اگر واقعاً یہی مصداق وتے تو عمر کے آخری حصہ میں یہ تمنا نہ کرتے کہ کاش میں بشر نہ وتا ۔ اگر ان کا ایمان پوری امت سے زیادہ وتا تو سیدة النساء فاطمہ بنت رسول ان پر غضبناک نہ وتیں اور ہر نماز کے بعد ابو بکر پر بد دعا نہ کرتیں ۔

مولانا صاحب تو چپ رہے کچھ بولے ہی نہیں ین بعض موجود لوگوں کہا : خدا کی قسم اس حدیث ہم کو شک میں ڈال دیا ۔ اس وقت مولانا صاحب بولے

مولانا:- آپ یہی چاہتے تھے !؟ آپ ب کو شک میں مبتلا کردیا ۔میرے جواب دینے کے بجائے انھیں میں سے ایک بول اٹھا : جی نہیں ! حق انھیں کے ساتھ ہے ہم اپنی زندگی میں کبھی کوئی کتاب مکمل نہیں پڑھی و لوگ تو آپ حضرات کی اندھی تقلید کرتے تھے جو کہتے تھے بے چون وچرا مان لیتے تھے ۔اب ہم پر حقیقت ظاہر وئی کہ حاجی جو کہ رہے ہیں وہی صحیح ہے اب ہمارا فریضہ ہے کہ پڑھیں اور بحث کریں بعض اور حاضرین بھی اس شخص کی تائید کی اور درحقیقت یہ حق و راقت کی فتح تھی یہ جبر وقہر کا غلبہ نہیں تھا البتہ عقل ودلیل وبرہان کی کامیابی تھی اگر تم سچے وتو اپنی دلیل پیش کرو!

اس واقعہ میری ہمت بڑھا دی اور میں بحث کے دروازوں کے پاٹوں پاٹ کھول دیا اور بسم اللہ وبا للہ و ملة رسول اللہ کہہ کر اس میں کود پڑا ۔پروردگار عالم سے ہدایت وتوفیق کی امید رکھتے وئے کیونکہ اس وعدہ کیا ہے جو حق کو تلاش کرے گا ۔ وہ اس کی ہدایت کرے گا اور خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ۔

بڑی دقت کے ساتھ مسلسل تین سال تک میں بحث و تحقیق کرتا رہا کیونکہ جو پڑھتا تھا اس کو دہراتا تھا ۔اور بعض اوقات تو بار بار ایک کتاب کو پہلے صفحہ سے آخری صفحہ تک پڑھتا تھا ۔

چنانچہ میں علامہ شرف الدین الموسوی کی "المراجعات" پڑھی اور کئی بار پڑھا اس کتاب میرے سامنے ایسے نئے آفاق کھول دیئے جو میری ہدایت کا سبب بنے اور میرے دل میں

پیش کش کوئی بھی چیز سات ری تک ائمہ اہلبیت کی پیروی سے نہیں ہٹا سکی ،حالانکہ ان سات ریوں میں شیعوں کو دربدر کیا گیا ۔ دفتر عطا سے ان کے نام کاٹ دیئے ان کو چن چن کر جبال وکوہ میں تلاش کرکے قتل کیا گیا ان کے خلاف ایسے ایسے جھوٹے پروپیگنڈے کئے گئے جس سے لوگ ان سے نفرت کرے اور اس کے آثار آج بھی شیعوں میں باقی ہیں لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ائمہ اہلبیت کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی نہیں کی ۔

لیکن ان تمام مصائب کا بڑے صبر وسکون وثبات قدم سے مقابلہ کرتے ہوئے شیعوں حق کا دامن نہیں چھوڑا اور نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کی ،میں آج بھی اپنے بڑے سے بڑے عالم کو چلینج دیتا ہوں کہ وہ شیعہ علماء کے پاس بیٹھ کر ان سے بحث کرے تو شیعہ ہوئے بغیر واپس نہیں ہوگا ۔

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہماری اس بات کی ہدایت کی اور اگر خدا ہدایت نہ کرتا تو ہدایت نا ممکن تھی ۔خدا کی حمد اور اس کا شکر ہے کہ اس نے فرقہ ناجیہ تک میری رہبری کردی جس کی مدتوں سے تلاش تھی اور اب مجھے یقین ہے کہ حضرت علی واہل بیت سے تمسک عروۃ الوثقی سے تمسک ہے اور احادیث رسول بھی بکثرت اس پر موجود ہیں اور مسلمانوں نے ان پر اجماع کیا ہے اور جو بھی گوش شنوا رکھتا ہوگا صرف عقل ہی اس کے لئے بہترین دلیل ہے ، علی الاطلاق حضرت علی تمام صحابہ سے اعلم اور سب سے زیادہ شجاع تھے اور امت کا اس پر اجماع ہے ۔ صرف یہی اجماع حضرت علی کے مستحق خلافت ہونے پر مضبوط دلیل ہے ۔خداوند عالم کا ارشاد ہے :-" وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكاً قَالُوَاْ أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ"(پ ۲ س۲ (بقرہ) آیت ۲٤۷)

ترجمہ:- اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ بیشک خدا نے تمہاری درخواست کے مطابق

طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے تب کہنے ے ۔اس کی حکومت و پر کیوں کر و ستی ہے ۔ حالانکہ سه نت کے حقـرار اس سے بزیادہ تو ہم ہیں ۔ کیونکہ اسے تو مال کے اعتبار سے بھی فارغ ا بالی تک نصیب نہیں (نبی کہا)خدا اسے تم پـر فضـیلت دی ہے اور (مال میں نہ سہی) لم اور جسم گا پھیلاؤ تو اسی خدا بزیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک جسے چـاہے دے اور خـدا بـڑا گنجائش والا ہے اور واقف کارہے ۔اور رسول فرمایا : ان لیا منی وانا منه وھو ولی کل مومن بعدی [۳] ۔یقینا ں مجھ سے ہـیں اور میں ان سے وں ۔ اور ں میرے بعد تمام مو منین کے ولی ہیں ۔ زمخشری چند اشعار حضرت ں کے لئے ے ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیے ۔

کثر الشک ولاختلاف وکل ----- یدعی انّه الصراط السوی

فتمسک بلا اله الا اللهِ----- وحبی لاحمد وعلی

فاز کلب یحب اصحاب الکھف ----کیف اشقی بحب آل علی

اختلاف اور شک بہت بزیادہ وگیا ہے اور ہر شخص یہی دعوی کرتا ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر ہے لہذا مـیں لا الہ الا اللہ سے تمسک کیا اور احمد و ں کی محبت سے ، اصحاب کہف کا کتا ان سے محبت کر کی وجہ سے کا یاب وگیا پھر بھلا مـیں آل ں سے محبت کرکے کیوں نہ کا یاب وجاؤں

ہاں الحمدللہ میں بدل پا یا ۔ اور رسول خدا کے بعد امیر المو منین سید الو ین قائد الغر المحجلین ا راللہ الغالـب الامـام س ابن ابی طالب اور سیدی شباب الجنۃ ریحانتی الرسول ، ابی محمد الحسن الزکی اور الامام ابی عبداللہ الحسین اور بضعۃ المصطفی ،سلالۃ النبـوۃ وام الائمہ ،معدن الرسالہ ،جن کے غضب پر موقوف و غضب رب العزت سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہراء کی پیروی کر ا ۔

امام مالک کے بدلے استاذ الائمہ معلم الامہ الامام جعفر الصادق علیہ السلام کواختیار کر یا امام حسین کی ذریۃ

(ا):- صحیح ترمذی ج ۵ ص ۲۹۶ ،خصائص نسائی ص ۸۷ ع،مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۱۰

سے نو مُ صومین جو ائمہ المسلمین ہیں اور او یاء اللہ ا الحین ہیں ان سے تمسک کر ا ۔

ے لڑ پاؤں کفر کی طرف پلٹ جا والے صحابہ جیسے معاویہ ، عمر وعاص ، مغیرہ بن شعبہ ، ابی ہریرہ کرمہ ، کعب الاحبار ، کے بدلے ان صحابہ کو اختیار کر یا جنھوں پیغمبر سے کئے وئے معاہدے کو توڑا نہیں ۔ جیسے عمار یاسر ، سلمان فارسی ، ابو ذر غفاری ، مقدادبن الاسود ، خزیمہ بن ثابت ، ذوالشہادتین ابی بن کعب وغیرہ اور اس بابصیرت افروز تبدیلی پر خدا کی حمد وشکر ادا وں ۔

اور اپنی قوم کے ان لما کے عوض جنھوں ہماری عقلوں کو جامد کردیا اور جن کی اکثریت ہر زمانہ میں حکام وسلاطین کی جی حضوری کی ، ان شیعہ لماء کو اختیار کیا جنھوں کبھی اجتہاد کادروازہ بند نہیں کیا اور نہ کبھی دینی معاملات میں سستی دکھائی اور نہ کبھی ظالم وجابر امراء وسلاطین کی چوکھٹ پر جبہ سائی کی ۔

ہاں ب وپتھر جیسے سخت افکار : جو تناقضات پر عقیدہ رکھتے وں" کے بدلے آزاد روشن کھلے ذہن ودماغ والے ، افکار کو اختیار کر یا جو حجت ودلیل وبرہان پر ایمان رکھتے ہیں اور جیسا کہ آج ل کہا جاتا ہے ہم اپنے ذہن پر تیس 30 سال کے رے پڑے وئے گرد وغبار کو دور کرکے اپنے دماغ کو دھوڈالا یعنی بنی ا یہ کی گمراہیوں کے بدلے میں مُ صومین پر عقیدہ رکھ کر اپنی باقی زندگی کو پاک کر یا ۔ خداوند محمد وآل محمد کی ملت پر زندہ رکھ اور ان کی سنت پر موت دے انھیں کے ساتھ میرا حشر کر کیونکہ تیرے نبی کا قول ہے : ا ان جس کو دو ت رکھتا ہے اسی کے ساتھ محشور و تا ہے ۔ شیعہ وکر میں اپنی اصل کی طرف پلٹ آیا ۔ کیونکہ میرے باپ اورچچا شجرہ نسب کے اعتبار سے بتایا کرتے تھے کہ ہم ان سادات میں ہیں جو عباسی حکومت کی ناقابل برداشت سختیوں سے مجبور وکر عراق سے فرار کرکے شمالی افریقہ میں پناہ گزیں وگئے تھے ۔ اور آج تک ہمارے آثار وہاں باقی ہیں اور شمال افریقہ مین ہم جیسے بہت سے ہیں جو اشراف کہلاتے ہیں کیوں کہ وہ نسل سادات سے ہیں لیکن وہ لوگ بنی ا یہ وبنی عباس کی بدعتوں میں رگرداں وگئے ۔ اور اب ان کے پاس سوائے اس احترام کے جو لوگوں کے دلوں میں اب تک موجود ہے ۔ کچھ نہیں ۔ خدا کی حمد ہدایت دینے پر ہے ۔ شیعہ و پر ہے اور بارات ولایت کے حق پر و پر ہے ۔

اسباب تشیع

جن اسباب کی بنا پر میں شیعہ ہوا وں وہ تو بہت ہیں ، اس مختصر سے رسالہ میں ان ب کے تحریر کر کی گنجائش نہیں ہے ۔ صرف بعض اسباب گناکر ہا وں ۔

(1):- خلاف پر نص

چونکہ اس بحث کو شروع کر ے پہلے میں قسم کھائی تھی کہ انھیں چیزوں پر اعتماد کروں گا جو فریقین (سنی وشیعہ) کے نزدیک معتمد وں اور جس کو کسی ایک فرقہ لکھا ہے اس کو چھوڑ دوں گا ۔اسی اصول پر میں ابو بکر اور ں میں سے کس کو کس پر فضیلت ہے " کے مسئلہ پر بحث کی اور یہ کہ خلافت ں کے لئے نص موجود ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعوی ہے یا خلافت کا مسئلہ انتخاب وشوری پر موقوف ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا دعوی ہے ۔

جو یائے حق اگر اپنے کو تمام تعصبات سے الگ کرکے صرف حقیقت کو تلاش کرے تو اس کو حضرت ں کی خلافت پر نص مل جائے گی ،جیسے نبی کریم کا ارشاد ہے " من کنت مولاہ فعلی مولاہ " جب آنحضرت حجۃ الوداع سے واپس آرہے تھے تو اس حدیث کو ارشاد فرمایا تھا اور اس ارشاد کے بعد باقاعدہ بارکبادی کی رسم ادا کی گئی اورخود ابو بکر وعمر حضرت ں کو ان الفاظ سے تہنیت پیش کی :- ابو طالب کے فرزند بارک و بارک تم تمام مو منین ومومنات کے مولا ہوگئے [1]

----

(۱):- مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۸۱ ، ر العالمین غزالی ص ۱۲ ،تذکرۃ الخواص (ابن جوزی) ص ۲۹ ،الریاض النضرہ (طبری)ج ۲ ص ۱۶۹، کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۷ ، البدایۃ والنھایہ (ابن کثیر) ج ۵ ص ۲۱۲ ،تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۵۰ ،تفسیر رازی ج ۲ ص ۶۳ ،الحاوی للفتاوی (سیوطی) ج ۱ ص ۱۱۲

اس حدیث پر سنی شیعہ ب کاا جماع ہے اس بحث میں میں صرف اہل سنت کی کتابوں کا حوالہ دے رہا ہوں وہ بھی سب نہیں بلکہ جتنا میں ذکر کیا ہے اس کا کئی گنا چھوڑدیا ہے اگر کوئی مزید تفصیل چاہتا ہے تو وہ علامہ امینی کی"الغدیر" کا مطالعہ کرے جس کی اب تک 13 جلدیں چھپ چکی ہیں ۔ اس کتاب میں مصنف صرف ان راویوں کا ذکر کیا ہے جو اہل سنت والجماعت کے یہاں ثابۃ ہیں ۔ اب رہی یہ بات کہ سقیفہ میں ابو بکر کے انتخاب پر اجماع وگیا تھا اور اس کے بعد مسجد میں ان کی بیعت کی گئی تو یہ صرف دعوی ہی دعوی ہے اس پر دیل نہیں ہے ۔ کیونکہ جب حضرت ں ،حضرت عباس ، تمام بنی ہاشم ، اسامہ بن زید ، سلمان فارسی ، ابو ذر غفاری ، مقداد بن اسود ، عمار یا ر، حذیفہ یمانی ، نزیمہ بن ثابۃ ، ابو بریدہ الاسلمی ، البراء بن عازب ،ابی ابن کعب ، سہل بن حنیف ،سعد بن عبادہ ، ابو ایوب ا اری ،جابر بن عبداللہ ا اری ،خالد بن سعید اور ان کے علاوہ بہت سے صحابہ بیعت سے انکار کیا (۱)۔ تو خدا کے بندو! اب اجماع کہاں رہا؟ حالانکہ اگر صرف حضرت ں ہی بیعت نہ کرتے تو یہی بات اجماع پر طعن کے لئے کافی تھی ۔ کیونکہ بالفرض اگر رسول اکرم کی طرف سے ں کے لئے نص نہیں تھی تو خلافت کے تنہا کنڈیٹ تو بہر حال وہ تھے ۔

حضرت ابو بکر کی بیعت کسی مشورہ کے وئی ہے بلکہ لوگ توجہ ہی نہیں تھے خصوصا اہل حل وعقد کو پتہ ہی نہیں چلا کہ بیعت وگئی جیسا کہ علمائے مسلمین کہتے ہیں کیونکہ لوگ تو رسول کی تجہیز وتکفین میں مشغول تھے ، صورت حال یہ وئی کہ مدینہ والوں کو دفعۃ اپنے نبی کے مر کی اطلاع وئی اور وہ

----

(۱):۔طبری ،ابن اثیر ، تاریخ الخلفاء ، تاریخ الخمیس ، استیعاب ، بلکہ جن لوگوں بھی ابو بکر کی بیعت کا ذکر کیا ہے ۔

لوگ ابھی رو پیٹنے ہی میں تھے ، کہ لوگوں سے زبردستی بیعت لے لی گئی [1]۔ اور اس زبردستی کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ملتا ہے کہ لوگوں حضرت فاطمہ کے گھر کو جلا دینے کی دھمکی بھی دی کہ بیعت نہ کرنے والے نہ نکلے تو ہم اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔ پھر آپ ہی بتائیے ایسی صورت میں یہ بات کیسے کہی جاسکتی ہے کہ ابو بکر کی بیعت لوگوں کے مشورہ اور اجماع سے ہوئی ہے ؟

خود حضرت عمر کا فرمان ہے : ابو بکر کی بیعت بغیر سوچے سمجھے عمل میں آگئی ہے خدا مسلمانوں کو اس کے شر سے بچا یا اب اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو قتل کردو ۔ (دوسری روایت میں ہے) جو اس قسم کی بیعت کے لئے دعوت دے اس کو قتل کردو ! پس معلوم ہوا کہ نہ تو ابو بکر کی بیعت (صحیح) ہوئی ہے اور نہ لوگوں کی جنھوں ان کی بیعت کی ہے [2]

اسی بیعت کے لئے حضرت علی فرماتے ہیں: خدا کی قسم ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) زبردستی کھینچ تان کر خلافت کی قمیص پہنی ہے حالانکہ ابو بکر جانتے ہیں خلافت کیلئے میں ایسا ہی ہوں جیسے وہ لوہا جس کے چاروں طرف چکی کا پاٹ گھومتا رہتا ہے ، مجھ سے سیلاب (علم)جاری ہوتا ہے اور میرے بلندی (مرتبہ)تک پرندے پرواز نہیں کرسکتے [3]

قبلیہ انصار ایک سردار سعد بن عبادہ بیان کرتے ہیں : سقیفہ کے دن ابو بکر وعمر انصار پر ہجوم کر دیا ۔ میں بڑی کوشش کی ان کو خلافت سے روک دوں اور دور رکھوں لیکن مریض ہونے کی وجہ سے میں ان کا مقابلہ نہ کرسکا ! اورجب انصار ابو بکر کی بیعت کرلی تو سعد نے کہا : خدا کی قسم میں کبھی تمہاری بیعت نہ کروں گا ، یہاں تک کہ میرے ترکش میں جتنے تیر ہیں سب تم پر نہ چلادوں اور اپنے نیزوں کی انیوں کو تمہارے خون سے خضاب نہ کردوں اور جب تک میرے ہاتھوں کی طاقت باقی ہے اس وقت تک تم تلوار سے حملہ نہ کروں اور اپنے خاندان وقبیلے کے ساتھ تم سے جنگ نہ کروں خدا کی قسم اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمہارے شریک ہوجائیں تب بھی تمہاری بیعت نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے خدا کے سامنے پیش ہوں

----

(۱):تاریخ الخلفاء (ابن قتیبہ)ج ۱ ص ۸۱

(۲): صحیح بخاری ج ۴ ص ۱۲۷

(۳):- شرح نہج البلاغہ (محمد عبدہ) ج ۱ ص ۳۴ خطبہ شقشقیہ

چنانچہ جناب سعد تو ان کی جماعت میں شریک ہوتے تھے نہ ان کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے نہ ان کے ساتھ حج کرتے تھے (یہ بھی احتمال عبارت ہے کہ نہ ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے مترجم) اور سعد کو کچھ مددگار مل گئے ہوتے تو ان سے جنگ سے پیچھے نہ ہٹتے اور اگر کوئی ان سے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کر پر بیعت کرتا تو یہ باقاعدہ جنگ کرتے جناب سعد اپنے اسی حال پر باقی رہے یہاں تک کہ شام میں انہوں نے خلافت عمر میں وفات پائی (۱)

× جب خود بقول عمر "جنھوں اس بیعت کے ارکان مضبوط کئے تھے "یہ ایک ناگہانی بیعت تھی ۔جس کے شر سے خدا مسلمانوں کو بچایا ۔اور اس بیعت کی وجہ سے مسلمانوں کا کیا حال ہوگیا ۔

× جب یہ خلافت بقول حضرت علی جو اس کے شرعی مالک تھے " قمیص تھی یعنی ابوبکر اپنے جسم پر اس قمیص کو کھینچ کر فٹ کر یا تھا ۔

×جب یہ خلافت بقول سعد بن عبادہ جنھوں مرتے دم تک ان لوگوں کے ساتھ جمعہ وجماعت چھوڑ دی تھی " ظلم تھی ۔

× جب یہ خلا فت کی بیعت غیر شرعی تھی کیونکہ اکابر صحابہ اورخصوصا نبی کے چچا اس سے کنارہ کشی کی تھی ، تو پھر ابو بکر کی خلافت کی صحت پر کون سی دیل ہے ؟ ---- صحیح جواب تو یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے ---- لہذا اس سلسلہ میں شیعوں ہی کا قول درست ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بھی حضرت علی کی خلافت پر نص موجود ہے ۔ البتہ انھوں صحابہ کی عزت وآبرو بچا کے لئے اس نص کی تاویل کی ہے ۔ اس لئے انصاف پسند عادل شخص کے لئے نص کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے خصوصا اگر اس واقعہ کے متعلقات کا علم ہوجائے (۲)

2:-فاطمہ کا ابو بکر سے اختلاف

----

(۱):تاریخ الخلفاء ،ج ۱ ص ۱۷۱

(۲):- ملاحظہ فرمائیے ۔ السقیفہ والخلافۃ (عبدالفتاح) سقیفہ (محمد رضا مظفر)

فریقین کے یہاں یہ موضوع بھی متفق علیہ ہے ! اگر چہ کوئی منصف وعاقل اس کا اعتراف نہ بھی کرے کہ ابو بکر نے جناب سیدہ پر ظلم کیا ہے ۔ تب بھی ابو بکر کی مذمت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے ۔ کیونکہ جو شخص بھی اس المناک داستان کو پڑھیگا ۔ اس کو علم الیقین ہو جائے گا کہ ابو بکر نے جان بوجھ کر جناب زہرا کو اذیت دی ہے اور ان کو جھٹلایا ہے ۔ تاکہ معصومہ حدیث غدیر وغیرہ سے اپنے شوہر کے استحقاق خلافت پر استدلال نہ کرسکیں ۔(کیونکہ اگر آج ابوبکر فدک میں جناب معصومہ کو سچا مان لیتے تو کل شوہر کی خلافت کے دعوی پر بھی سچا ماننا پڑتا اس لئے جان بوجھ کر بنت رسول کو جھوٹا کہا گیا ہے مترجم)

اور اس بات پر بہت سے قرائن بھی موجود ہیں ۔ مثلا مورخین نے لکھا ہے جناب فاطمہ خود انصار کی مجلسوں میں جاکر اپنے ابن عم کی نصرت وبیعت کے لئے لوگوں کو بلاتی تھیں اور لوگ کہدیا کرتے تھے ۔ بنت رسول اب تو ہم اس شخص (ابو بکر)کی بیعت کر لی ہے اگر آپ کے شوہر ابو بکر سے پہلے آجاتے ۔ پاس آجاتے تو ہم ان کےعلاوہ کسی کی بیعت نہ کرتے ،اور حضرت علی فرماتے تھے ،کیا میں رسول (ص) کے جنازہ کو گھر میں چھوڑ دیتا ۔کفن ودفن نہ کرتا؟ لوگوں سے پہلے سلطنت وحکومت کی خواہش کرتا ؟ اورجناب فاطمہ ان لوگوں کے جواب میں کہتی تھیں: ابو الحسن نے وہی کیا جو ان کوکرنا چاہیے تھا ! ان لوگوں نے جو کچھ کیا ان سے خدا سمجھے گا [1]۔

اگر ابو بکر نے یہ سب غلطی یا اشتباہ کی وجہ سے کیاہوتا تو جناب فاطمہ سمجھا کر مطمئن کردیتیں ۔ لیکن وہ ناراض تھیں کہ مرتے مرتے مر گیئں مگر ان دونوں سے بات بھی نہیں کی کیونکہ ابو بکر نے ہر مرتبہ آپ کے دعوی کو رد کردیا تھا ۔ نہ آپ کی نہ حضرت علی (ع) کی کسی کی بھی گواہی قبول نہیں کی ان تمام باتوں کی وجہ سے جناب معصومہ اتنی ناراض تھیں کہ اپنے شوہر کو وصیت کردیا تھا ۔ مجھے رات کو چپکے سے دفن کردینا اور ان لوگوں کو میرے جنازے پر نہ آنے دینا [2]۔

اب جب کہ بات رات کو دفن کرنے کی آگئی ہے تو عرض کرتا چلوں کہ میں جب بھی مدینہ گیا تو بڑی

----

(۱):تاریخ الخلفا(ابن قتیبہ)ج ا ص ۱۹ ،شرح نہج البلاغہ (معتزلی)بیعت ابی بکر

(۲):- بخاری ج ۲ ص ۲۶ ، مسلم ج ۲ ص ۷۲"باب لا نورث ما ترکناہ صدقۃ "

کوشش اس بات کے لئے کی کہ کچھ حقیقتوں کا پتہ چلا سکوں چنانچہ میں درج ذیل نتائج کا انکشاف کیا ہے ملاحظہ فرمائیے :

(1):- جناب فاطمہ کی قبر مجہول ہے کوئی نہیں جانتا کہاں ہے؟ بعض کا خیال ہے "حجرہ نبویہ میں ہے " بعض کا نظریہ ہے کہ حجرہ نبی کے مقابلہ میں جو آپ کا گھر تھا ۔ اسی میں دفن ہیں کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جنت البقیع " میں اہل بیت کی قبروں کے بیچ میں ہے لیکن صحیح جگہ کی تشخیص یہ لوگ بھی نہیں کرکے ۔۔۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ جناب فاطمہ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی ہر نسل یہ سوال کرے آخر کیا بات ہے کہ جناب فاطمہ اپنے شوہر کو وصیت کی کہ ان کو رات کی تاریکی میں چپکے سے دفن کردیا جائے اور ان لوگوں میں سے کوئی آپ کے جنازے پر نہ آئے ! اس طرح ممکن ہے کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے مسلمان کو بعض چونکا دینے والے حقائق کا پتہ چل جائے ۔

(2):- دوسرا نتیجہ میں یہ نکلا کہ عثمانؓ بن عفان کے قبر کی زیارت کرنے والے کو کافی مسافت طے کرنے کے بعد بقیع کے آخر میں ایک دیوار کے نیچے جا کر قبر ملتی ہے اس کے بر خلاف اغلب صحابہ بقیع میں داخل ہونے کے بعد ہی ان کی قبریں مل جاتی ہیں یہاں تک کہ مالک بن انس جو تبع تابعین سے ہیں ۔ اور ایک مشہور مذہب (مالکی) کے سربراہ ہیں ان کی قبر ازواج رسول کے قریب ہی ہے اور اس سے مورخین کی یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ عثمان کو" حش کوکب" میں دفن کیا گیا ہے ۔ حش کوکب یہودیوں کی زمین ہے جب مسلمانوں نے عثمان کو بقیع رسول میں دفن نہیں ہونے دیا تو ان کے ورثا نے مجبورا حش کوکب میں دفن کیا ۔(پہونچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا)

جب پھر معاویہ تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے یہودیوں سے اس زمین کو زید کر بقیع میں شامل کردیا تاکہ عثمان کی قبر بھی بقیع میں کہی جانے لگی ۔جو شخص بھی بقیع کی زیارت کرے گا اسپر یہ حقیقت واضح ہوجائیگی ۔

مجھے تو سب سے زیادہ تعجب اس پر ہے کہ جناب رسولخدا سے ملحق ہونے والی سب سے پہلی شخصیت جناب فاطمہ کی ہے کیونکہ سب سے زیادہ فاصلہ جو بتایا جاتا ہے وہ چھ مہینہ کا ہے لیکن وہ اپنے باپ کے پہلو میں دفن نہیں ہوسکیں پس جب جناب فاطمہ اپنے باپ کے پہلو میں دفن نہ ہوسکیں حالانکہ آپ نے وصیت کردی تھی کہ

مجھے چپکے سے دفن کردیا جائے تو اگر امام حسن اپنے جد کے پہلو میں دفن نہ ہوسکیں تو تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ جب امام حسین اپنے بھائی امام حسن (ع) کا جنازہ لے کر آئے کہ پہلوئے رسول میں دفن کردیا جائے تو ام المومنین عائشہ اس کو روکنے کے لئے خچر پر سوار ہوکر آئیں اورچیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں : میرے گھر میں اس کو دفن نہ کرو جس کو میں دوست نہیں رکھتی اس منع کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی امیہ اور بنی ہاشم صف باندھ کر کھڑے ہوگئے اور ایک دوسرے پر حملے کیلئے آمادہ ہوگئے لیکن امام حسین (ع) نے وصیت کردی تھی کہ میرے سلسلہ میں ذرہ برابر بھی خون نہ بہایا جائے اسی موقع پر ابن عباس نے اپنے مشہور اشعار کہے

تجمّلت تبغّلت ولو عشت تفيلت ----- لک التسع من الثمن وفی الکل تصرفت

تم اونٹ پر بیٹھ چکی ہو (جنگ جمل کی طرف اشارہ ہے) اور(آج) خچر پر بیٹھی ہو (امام حسن کا جنازہ روکنے کے لئے عائشہ خچر پر بیٹھ کر آئی تھیں) اگر تم زندہ رہ گئیں تو ہاتھی پر بھی بیٹھوگی ۔ تمہارا حصہ تو 8/1 میں سے 9/1 ہے مگر تم پورے میں تصرف کر رہی ہو [1] خوفناک حقائق میں سے ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے اس گھر میں بیوی کا حصہ ہے پھر پورے گھر پر عائشہ کو کیا حق تھا کہ وہ منع کرتیں ؟اورجب نبی کا کوئی وارث ہی نہیں ہوتا جیسا کہ ابو بکر نے کہا اور اسی بنیاد پر جناب فاطمہ کا حق نہیں دیا تو پھر ابو بکر کی بیٹی کو نبی کی میراث کیسے مل رہی ہے ؟ کیا قرآن میں ایسی کوئی آیت ہے جو یہ بتاتی ہو کہ بیٹی کو میراث نہیں ملتی مگر بیوی کو ملتی ہے ؟ یا سیاست نے ہر چیز کو الٹ پلٹ دیا تھا بیٹی کو کچھ نہ دے کر بیوی کو سب کچھ دیدیا گیا ؟بعض مورخین نے یہاں پر ایک دلچسپ قصہ لکھا ہے اور چونکہ وہ میراث سے متعلق ہے اس لئے اس کا ذکر کردینا مناسب ہے ۔ابن ابی الحدید معتزلی نہج البلاغہ کی شرح میں فرماتے ہیں :

----

(1):- شوہر کے ترکہ میں بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے جب شوہر صاحب اولاد ہو اور رسول خدا کی نو بیویاں تھیں تو ترکہ جو آٹھواں حصہ ملتا اس میں تمام بیویاں شریک ہوتیں یعنی آٹھویں حصہ کا ہر ایک کو 9/1 ملتا تو عائشہ کا حق صرف 9/1 ہے مگر انھوں نے پورے قبضہ جمایا (مترجم)

حضرت عثمان کے اندر خلافت میں عائشہ وحفصہ عثمان کے پاس آئیں وار ان سے کہا رسول خدا کی میراث ہم دونوں میں تقسیم کر دیجئے ۔عثمان ٹیک لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی ٹھیک سے بیٹھ گئے اور عائشہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولے : اور یہ جو بیٹھی ہیں دونوں ایک اعرابی کو لے کر آئیں جو اپنے پیشاب سے طہارت کرتا ہے اور تم دونوں گواہی دی کہ رسول خدا فرمایا : ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے ! اب اگر واقعا رسول کسی کو وارث نہیں بناتے (یعنی رسول کا کوئی وارث نہیں ہے)تو تم دونوں رسول کے بعد کیا مانگنے آئی ہو؟ اگر رسول کا وارث ہوتا تو تم لوگوں فاطمہ کو ان کے حق سے کیوں روکا ، عائشہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں اور وہاں سے غصہ کی حالت میں نکلیں ۔اور فرمایا نعثل کو قتل کردو یہ تو کافر ہو گیا ہے ۔(1)

3:- علی کی پیروی اولی ہے

میرے شیعہ ہونے اور آباءاجداد کے مذہب کوچھوڑ نے کا ایک سبب حضرت علی (ع) اور ابوبکر کے درمیان عقلی ونقلی دلیلوں سے موازنہ کرنا ہے ۔ میں اس سے پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ میں صرف اسی اجماع کو قابل بھروسہ سمجھتا ہوں جس پر سنی و شیعہ دونوں متفق ہوں ۔ اس اعتبار سے جب میں فریقین کی کتابوں کی کھوج لگا تو یہ دیکھا کہ صرف علی بن ابیطالب کی خلافت پر اجماع ہے سنی وشیعہ دونوں ان مصادر کی بنا پر جو دونوں کے یہاں ہیں حضرت علی کی امامت پر متفق ہیں اور حضرت ابو بکر کی خلافت کو صرف سنی مسلمان ہی تسلیم کرتے ہیں حضرت ابو بکر کی خلافت کے بارے میں حضرت عمر کا قول ہم پہلے نقل کرآئے ہیں ۔

بہت سے حضرت علی کے فضائل و مناقب جسکو شیعہ ذکر کرتے ہیں ان کی سند ہے ان کا حقیقی وجود ہے ۔

----

(1):- شرح ابن ابی الحدید ج ٦ ص ٢٢ ـ٢٢٢

اور اہل سنت کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے اور اتنے زیادہ طریقوں سے ثابت ہے کہ شک کی وہاں تک رسائی ہی نہیں ہے حضرت علی کے فضائل کو صحابہ کی ایک جم غفیر نے نقل کیا ہے ۔ احمد بن حنبل تو کہتے ہیں ۔ جتنے فضائل حضرت علی کے آئے ہیں کسی صحابی کے لئے نہیں آئے ہیں [1] قاضی اسماعیل نسائی ،ابو علی نیشا پوری کہتے ہیں ، جتنی اچھی سندوں کے ساتھ حضرت علی کے مناقب وارد ہوئے ہیں کسی بھی صحابی کے لئے نہیں وارد ہوئے ہیں [2]۔

آپ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ بنی امیہ نے مشرق سے لے کر مغرب تک کے لوگوں کو حضرت پر لعنت کرنے ان پر سب وشتم کرنے ، ان کی فضیلت کاذکر نہ کرنے پر مجبور کر رکھا تھا ۔ حدیہ تھی کہ کسی کو اجازت نہ تھی کہ علی نام رکھے ۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود حضرت علی کے اتنے فضائل و مناقب مذکور ہیں ، اسی لئے امام شافعی کہتے ہیں ،مجھے اس شخص پر بہت زیادہ تعجب ہے جس کے فضائل دشمنوں نے حسد کی وجہ سے دوستوں نے خوف کی وجہ سے چھپائے لیکن پھر بھی اتنے زیادہ فضائل مذکور ہیں جن سے مشرق ومغرب پر ہیں ،

اسی طرح میں نے حضرت ابو بکر کے سلسلہ میں بھی فریقین کی کتابوں کو چھان مارا لیکن خود اہل سنت والجماعت جو حضرت ابو بکر کو حضرت علی پر ترجیح دیتے ہیں ان کے یہاں بھی حضرت علی کے فضائل کے برابر فضیلت والی حدیثیں نہیں ملیں ۔ اس کے علاوہ ابو بکر کے فضائل کی جو روایتیں موجود بھی ہیں اور تاریخی کتابوں میں یا تو ان کی بیٹی عائشہ سے ہیں جس کا موقف حضرت علی کے ساتھ کیا تھا ؟ دنیا جانتی ہے اس لئے انھوں نے اپنے باپ کو اونچا ثابت کرنے کے لئے اپنی زندگی صرف کردی اورفرضی روایتوں سے فضیلت ثابت کرنی چاہی ہے اور یا ابو بکر کی فضیلت کی روایات عبداللہ بن عمر سے منقول ہیں یہ حضرت بھی حضرت علی کے جانی دشمنوں میں تھے ان کا عالم یہ تھا کہ ساری دنیا نے حضرت علی کی بیعت کر لی تھیں مگر آپ نے حضرت

----

(۱):- المستدرک علی الصحیحین (حاکم) ج ۳ ص ۱۰۷۔ مناقب (خوارزمی)ص ۳، ۱۹ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۸ ،الصواعق المحرقہ لابن حجر الہیثمی ص ۷۲، تاریخ ابن عساکر ج۲ ص ۶۳ ،شواہد التنزیل (حسکانی) ج۱ ص ۱۹

(۲):- الریاض النضرۃ (طبری)ج ۲ ص ۲۸۲ ، صواعق محرقہ (ابن حجر)ص ۱۱۸

ن کی بیعت نہیں کی ۔۔۔۔ اس کے بر خلاف آپ یزید ملعون کی بیعت اس کے ہاتھوں پر نہیں پاؤں پکڑ کے کی ہے تفصیل کے لئے تاریخی کتابیں پڑھئے (مترجم) ۔۔۔۔ اور آپ (عبداللہ بن عمر) فرمایا کرتے تھے رسول خدا کے بعد افضل ما۔ اس ابوبکر تھے ، ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان تھے اس کے بعد کسی کو فضیلت نہیں ہے ب ہی برابر کے ہیں [۱]

آپ توجہ فرمائی اس کا م لب یہ وا کہ حضرت ن بازاری لوگوں کے برابر تھے حضرت ن کے لئے نہ کوئی فضل تھا ، نہ فضیلت ! آ ز یہ عبداللہ کس دنیا میں رہتے تھے ان کو تو ان حقائق کا پتہ ہی نہیں جن کو اعلام امت اور ائمہ امت ائمہ امت تحریر کیا ہے کہ حسن سندوں کے ساتھ جتنی فضیلت کی روایت ن کے لئے ہیں کسی صحابی کے لئے نہیں ہیں ۔ کیا عبداللہ بن عمر حضرت ن کی ایک بھی فضیلت نہیں سنی تھی ؟ اجی سنی بھی تھی اور یاد بھی تھی ن سیا ت کی دنیا عجیب وتی ہے ۔(زد کا نام جنوں رکھ دیا کا زد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے)

عائشہ وعبداللہ بن عمر کے علاوہ جن لوگوں ابو بکر کی فضیلت بیان کی ہے ان کے اسمائے گرامی پرھئے ! عمرو بن العاص ، ابو ہریرہ ،عروۃ ،کرمہ ، وغیرہ ہیں اور تاریخ کا بیان ہے کہ یہ ب حضرت ن کے دشمن تھے اور ان سے کبھی تو ہتھیاروں سے جنگ کرتے تھے کبھی دسیسہ کاری سے ،اور یہ بھی نہ و تو حضرت ن کے دشمنوں کے لئے فرضی حدیثیں جعل کیا کرتے تھے ،امام احمد بن حنبل کہتے ہیں حضرت ن کے بہت زیادہ دشمن تھے دشمنوں بہت کوش کی کہ کسی طرح ن میں کوئی عیب تلاش کرلیں مگر ناکا یاب رہے تو یہ لوگ حضرت ن کے اس دشمن کے پاس آگئے جس حضرت ن سے رب وقتال کیا تھا اور اپنی مکاریوں کی بنا پر اس کی تعریفیں کر ے ،[۲] ۔ ن خدا کا اعلان ہے : انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین امھلھم رویدا [۳] بیشک یہ کفار اپنی تدبیر کررہے ہیں اور میں اپنی تدبیر کررہا وں اس لئے کافروں کو مہلت دو پس ان کو تھوڑی

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۰۲

(۲):- فتح اباری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۵۳ تاریخ الخفاء (سیوطی) ص ۱۹۹ صواعق المحرقہ (ابن حجر)ص ۱۲۵

(۳):- پ ۳۰ س ۸۷ آیۃ ۱۷،۱۶،۱۵

سی مہلت دو ۔

یقیناً پروردگار عالم کا معجزہ ہے کہ مسلسل چھ سوسال حضرت ں اور آل ں کی مخالف حکومت کے بعد بھی حضرت س کے فضائل موجود ہیں ، میں چھ سوسال کا رہا وں کہ بنی عباس بھی بغض ر، ظلم قتل اہل بیت کے سلسلہ میں اپنے اسلاف بنی امیہ سے کم نہیں تھے ، بلکہ دو ہاتھ آگے ہی تھے ،ابو فراس ہمدانی ان کے میں کہتا ہے

ما نال منهم بنو حرب وان عظمت تلک الجرائر الادون نیلکم

کم غدرة لکم فی الدین واضحة وکم دم لرسول الله عندکم

انتم له شیعة فیما ترون وفی اظفارکم من بنیه الطاهرین

(ترجمہ):- بنی امیہ آل محمد (ص) کو بہت ستایا ان پر مظالم کے پہاڑ توڑے ، اے بنی عباس ! بنی امیہ کے مظالم آل محمد پر چاہے جتنے زیادہ وں تم سے پھر بھی کم ہیں ،تم دین کے بارے میں ان کے ساتھ کتنی ہی مرتبہ صاف صاف غداری کی ۔تمہارے بہائے وئے کتنے خون کا قصاص رسول خدا کے پاس ہے ۔ بظاہر تم اپنے کو آل محمد کا شیعہ کہتے ہو ان محمد کی اولاد طاہرین کا خون تمہارے ناخنوں میں اب تک ہے ---- ان تمام تاریکیوں کے باوجود جب ایسی حدیثیں ں کی فضیلت میں ہیں تو یہ صرف خدا کا کرم ہے اور اس کی حجت بالغہ ہے ۔

ابو بکر باوجودیکہ خلیفہ اول تھے ، اور بہت اثر ونفوذ رکھتے تھے اور اموی سلاطین باوجود دیکہ ابو بکر ،عمر، عثمان کے حق ہیں روایت کرنے والوں کا منہ موتیوں سے بھر دیتے تھے ان کے لئے مخصوص بجٹ یہ ورشوت معین کی جاچکی تھی اور اس کے باوجود کہ ابوبکر کے لئے فضائل و مناقب کی جعلی حدیثوں کی بھر مار کر دی گئی تھی ۔ اور ان سے تاریخ کے صفحات سیاہ کردیئے گئے تھے ۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود "حضرت ں کی شان میں واقعی فضیلت کی جو احادیث ہیں ان کا عشر عشیر بھی ابو بکر کے لئے نہیں ہے اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کیا ابو بکر کی شان میں نقل کی جانی والی روایات کی اگر تحریر کی جائے تو تاریخ جوان کے بہت واقعات لکھے ہیں ان کے ساتھ یہ روایات جمع ہی نہیں وسکتیں اور نہ عقل وشرع ان کو قبول کرسکتی ہے

حدیث" لوزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر " کے سلسلہ میں حقیر پہلے بھی بحث کرچکا ہے ت ن مزید سنئے ۔

× اگر رسول خدا کو معلوم ہوتا کہ ابوبکر کاایمان اس وجہ کا ہے تو اسامہ بن زید کی سرکردگی میں ابو بکر کو قرار نہ دیتے ،

×اگر رسولخدا کو معلوم ہوتا کہ ابو بکر کا ایمان اس درجہ کا ہے تو ابوبکر کے لئے گواہی دینے سے انکار نہ کرتے بلکہ جس طرح شہدائے احد کیلئے گواہی دی تھی ان کے لئے بھی گواہی دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ مجھے نہیں معلوم میرے بعد تم کیا کیا کروگے ؟ جس پر ابو بکر بہت روئے تھے [1]۔

×اگررسول خدا کو معلوم ہوتا کہ ابو بکر کا ایمان اس درجہ کا ہے تو ن کو بھیج کر ان سے سورہ براءت کی تبلیغ کوروک نہ دیتے [2]

× اگر رسول خدا کو معلوم ہوتا کہ ابو بکر کا ایمان اس درجہ کا ہے توخیبر میں لم دینے کےلئے نہ فرماتے : ل میں ایسے شخص کو لم دوں گا جو خدا ورسول کو دو ت رکھتا ہوگا اور خدا اور رسول اس کو دو ت رکھتے ہوں ے کرار ہوگا غیر فرار ہوگا خدا اس کے دل کا امتحان لے یا ہوگا اس کے بعد حضرت ن کو لم دیا ابوبکر کو نہیں دیا [3] بلکہ اگر خدا کو معلوم ہوتا کہ ابو بکر کا ایمان اس درجہ کا ہے یا یہ کہ ابو بکر کا ایمان پوری امت محمد کے ایمان سے زیادہ ہے تو جس وقت انھوں نبی کی آواز پر پنی آواز بلند کی تھی خدا ان کے اعمال کے حبط کردیئے جا کی د مکی نہ دیتا [4]۔

× اگر ن اور ان کے پیرو کار وں کو معلوم ہوتا کہ ابو بکر کا ایمان اس درجہ کا ہے تو یہ لوگ کبھی بھی ابو بکر کی بیعت سے ا کار نہ کرتے

× اگر فاطمہ کو ایمان ابو بکر کا وزن معلوم ہوتا تو غضبناک نہ ہوتیں ان سے بات چیت نہ بند کرتیں ان کے سلام کاجواب دیتیں ان کے لئے ہر نماز کے بعد بلاعہ نہ کرتیں ، ان کو اپنے جنازہ

----

(۱):- موطاء امام مالک ج ۱ ص ۳۰۷ مغازی واقدی ص ۳۱۰

(۲):- مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۹ ، مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۹مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۱

(۳):- صحیح مسلم باب فضائل ن ابن ابی طالب

(۴):- بخاری ج ۴ ص ۱۸۴

شریک نہ ہونے دینے کی وصیت کی[1]

× خود ابو بکر کو اپنے ایمان کی اس بلندی کا علم ہوتا تو چاہے فاطمہ کے گھر میں لوگ جمع ہی کر کے کے لئے اکٹھا ہوئے ہوتے اور دروازہ بند کر لئے ہوتے جب بھی یہ فاطمہ کے گھر کو کھلوانے کی کوشش نہ کرتے ، فجاوۃ السلمی کو آگ میں جلایا نہ ہوتا ، سقیفہ میں قلادۃ بیعت عمر یا ابو عبیدہ کے گردن میں ڈال دیا ہوتا[2] ۔ اور اگر ابو بکر کا ایمان اتنا وزنی ہوتا جو پوری امت کے ایمان پر بھاری ہوتا تو اپنی عمر کے آخری لمحات میں فاطمہ کے ساتھ جو اقدامات کئے ہیں ان پر فجاءۃ السلمی کے جلانے پر اور خلافت کا عہدہ سنبھالنے پر نادم و پشیمان نہ ہوتے اسی طرح یہ تمنا نہ کرتے کاش میں مینگنی ہوتا ، کاش میں بال ہوتا ، کاش میں ریشہ ہوتا ، سوچئے کیا ایسے شخص کا ایمان پوری امت اسلامیہ کے برابر ہو سکتا ہے ؟ نہیں ! چہ جائیکہ پوری ملت اسلامیہ پر بھاری ہو ۔ اب آئیے اس حدیث کو دیکھئے ۔"لو کنت متخذ خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا " اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر ہی کو خلیل بناتا ۔۔۔۔۔ یہ بھی پہلی حدیث کی طرح بے اساس ہے ۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں جب "مواخاۃ صغری" رسول نے قرار دی ہے اور ہجرت کے بعد مدینہ میں جب آنحضرت نے انصار و مہاجرین میں مواخات قرار دی ہے جس کو "مواخاۃ کبری" کہا جاتا ہے ، اس دونوں میں ابو بکر کہاں چلے گئے تھے ؟ رسول خدا نے ان کو کیوں اپنا بھائی نہیں بنایا ؟ دونوں موقعوں پر رسول اکرم نے حضرت علی ہی کو کیوں اپنا بھائی قرار دیا ؟ اور فرمایا : اے علی تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو[3]۔ ابو بکر کو کیوں محروم قرار دیا گیا ؟ نہ آخرت کا بھائی نہ آخرت کا خلیل کچھ بھی تو نہ بنایا ۔ میں اس بحث کو طول نہیں دینا چاہتا ۔ بس انھیں دو حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں جو کتب اہل سنت والجماعت میں موجود ہیں ۔ رہے شیعہ تو وہ ان حدیثوں کو بالکل مانتے ہی نہیں

----

(۱):- الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۱۴ ،رسائل الجاحظ ص ۳۰۱ ،اعلام النساء ج ۳ ص ۱۲۱۵

(۲):- تاریخ طبری ج ۴ ص ۵۲، الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۱۸، تاریخ مسعودی ج ۱ ص ۴۱۴

(۳):- تذکرۃ الخواص (ابن جوزی) ص ۲۳ تاریخ دمشق (ابن عساکر) ج ۱ ص ۱۰۷ ،المناقب (خوارزمی) ص ۷ ،فصول المھمہ (ابن صباغ) ص ۲۱

اور بہت مضبوط دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ یہ حدیثیں ابو بکر کے مر کے بعد وضع کی گئی ہیں

یہ تو فضائل کا قصہ ہے اب اگر ہم فریقین کی کتابوں میں حضرت ں کی برائیوں کی تلاش کریں تو سعی بسیار کے بعد بھی ایک برائی بھی آپ کو نہ ملے گی ۔ البتہ حضرت ں (ع) کے علاوہ دوسروں کی برائیوں کی بھرمار آپ کو اہل سنت کی صحاح ،کتب سیر ،کتب تاریخ میں ملے گی ۔

اس طرح فریقین کا اجماع صرف حضرت ں (ع) کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ تاریخ بھی کہتی ہے کہ صحیح بیعت صرف حضرت ں (ع) کے لئے ہوئی ہے ۔کیونکہ ں بیعت لینے سے انکار کررہے تھے مہاجرین وانصار اصرار کرکے بیعت کی ہے چند انگلیوں پر گنے جانے والے افراد بیعت نہیں کی تو آپ ان کو بیعت پر مجبور بھی نہیں کیا حالانکہ بقول عمر ابو بکر بیعت ناگہانی تھی ،خدا مسلمانوں کو اس کے شر سے بچایا ---ابو بکر اپنی بیعت نہ کر والوں کو قتل کرادیا بیعت پر مجبور کیا مترجم ----- اور عمر کی خلافت اس وصیت کے پیش نظر تھی جو ابو بکر عمر کیلئے کی تھی ، اور عثمان کی بیعت تو ایک تاریخی مضحکہ خیزی تھی ،کیونکہ عمر چھ آدمیوں کو خلافت کا کنڈیڈیٹ اپنی طرف سے معین کرکے ان کے لئے لازم قرار دیدیا تھا ، کہ یہ چھ حضرات اپنے میں کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرلیں ۔ اگر چار کی رائے ایک طرف ہو اور دو کی ایک طرف تو دو کو قتل کردو اور اگر تین تین ہوں تو جس تین کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف ہوں اس کی بات مان لو اور اگر ایک معین وقت گزرجائے اور یہ لوگ کسی پر اتفاق کر نہ پائیں تو ان چھ کےچھ کو قتل کردو ۔ یہ قصہ طویل بھی ہے اور عجیب بھی ۔

مختصر یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف حضرت ں کو منتخب کیا اور ان سے کہا شرط یہ ہے کہ آپ مسلمانوں میں حکم خدا وسنت رسول وسیرت شیخین (ابو بکر وعمر) کے مطابق حکم کریں ے ۔ حضرت ں سیرت شیخین کی شرط کو قبول نہیں کیا ۔ مگر عثمان قبول کر یا اس لئے وہ خلیفہ بنادیئے گئے ۔ حضرت ں شوری سے باہر چلے گئے ۔ اورآپ کو نتیجہ پہلے ہی سے معلوم تھا ۔آپ اس کاذکر اپنے مشہور خطبہ شقشقیہ میں بھی کیا ہے ۔

حضرت ں کے بعد معاویہ تخت خلافت پر بیٹھے انھوں خلافت کو ملوکیت سےبدل دیا ۔

جس پر بنی ا یہ کے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے ،بنی ا یہ کے بعد خلافت کی گیند بنی عباس کے ۔ پالے میں چلی گئی ۔اس کے بعد پھر خلیفہ وہ شخص ہوتا تھا جس کو موجودہ خلیفہ نامزد کر جائے ۔ یا جو طاقت وقہر وغلبہ سے سلطنت چھین لے ۔ اور پھر اسلامی تاریخ میں صحیح[1] بیعت کا وجود ہی ختم ہوگیا ۔ یہاں تک کہ کمال اتاترک ، خلافت اسلامیہ کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی اور اس پورے دور میں صحیح بیعت صرف ں (ع) کے لئے ہی ہوئی تھی ۔

(ا):- صحیح بیعت سے مراد وہ بیعت ہے جو ناگہانی نہ ہو اور لوگ خود بخود بیعت کریں کسی کو مجبور نہ کیا جائے

(4)

احادیث حضرت علی (ع) کی اطاع کو واجب۔۔باتی ہیں

جن حدیثوں ۔میری گردن پکڑ کر حضرت ں کی اقتدا پر مجبو رکردیا وہ وہی حدیثیں ہیں جن کو لمائے اہل سنت اپنی صحاح میں نقل کیا ہے ۔ اور ان کے صحیح و کی تاکید کی ہے اور شیعوں کے یہاں تو الی ماشااللہ احادیث ہیں جو حضرت ں کے لئے نص ہیں ۔ ۔ن میں اپنی عادت کے مطابق صرف انھیں احادیث پر اعتماد کروں گا ۔ ۔اور انھیں سے استدلال کروں گا جو فریقین کے یہاں تفق لیھا وں ، انھیں سے چند یہ ہیں

(1) :- "حدیث مدینہ " " انا مدینة العلم وعلی بابھا " (۱)

رسول خدا(ص) کے بعد تشخیص قیادت کے سلسلے میں یہ حدیث ہی کافی ہے کیونکہ جاہل کے مقابلہ میں عالم کی اتباع کی جاتی ہے خود ارشاد رب العزت ہے "قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون(پ ۲۳ س ۳۹ (زمر) آیت ۹)۔اے رسو ل تم پوچھو تو بھلا کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے لوگ برابر ہوسکتے ہیں ؟ دو سری جگہ ارشاد ہوتا ہے " قُلْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لاَّ يَهِدِّيَ إِلاَّ أَن يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (پ ۱۱ س ۱۰ (یونس) آیت ۳۵) ۔ تو جو شخص دین کی راہ دکھاتا ہے کیا وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حکم کی پیروی کی جائے یا وہ شخص جو دو سرے کی ہدایت تو درکنار (خود جب تک دو سرا اس کو راہ نہ دکھائے نہیں پاتا) تو تم کو کیا ہوگیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو ؟

ظاہر سی بات ہے عالم ہدایت کرتا ہے اور جاہل ہدایت کی جاتی ہے ، جاہل دو سروں سے کہیں زیادہ ہدایت کا محتاج ہوا کرتا ہے ۔

----

(۱):- مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۲۷ تاریخ ابن کثیر ج ۷ ص ۳۵۸ ، مناقب (احمد بن حنبل)

اس سلسلے میں تاریخ کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت ں(ع) مطلقا تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے اور اصحاب امہات المسائل میں حضرت ں کی طرف رجوع کیا کرتے تھے ، لیکن حضرت ں کسی صحابی کی طرف کبھی بھی رجوع نہیں فرمایا اس کے برخلاف ابو بکر کہا کرتے تھے "لا ابقانی اللہ لمعضلة لیس لھا ابو الحسن " (خدا مجھے کسی ایسی مشکل کے لئے زندہ نہ رکھے جس کے (حل)کیلئے حضرت ں نہ وں) اور عمر بار بار کہتے تھے : لولا علی لھلک عمر" اگر ں نہ وتے تو عمر ہلاک ہوجاتا حبر الامۃ ابن عباس کہا کرتے تھے ۔میرا اور تمام اصحاب محمد کا علم حضرت ں کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسے سات سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ[2]خود حضرت ں فرمایا کرتے تھے ۔میرے مر نے سے پہلے (جو چا و) مجھ سے پوچھ لو ۔ خدا کی قسم اگر تم قیامت تک و والی کسی چیز کے بارے میں پوچھو ے تو اس کو بھی بتا دوں گا ۔ مجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھو ۔خدا کی قسم قرآن کی کوئی ایسی آیۃ نہیں ہے جس کو میں نہ جانتا وں کہ یہ رات میں اتری ہے یا دن میں پہاڑ پر اتری یا ہموار زمین پر[3]۔اور ادھر ابوبکر کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے "ابّ" کے معنی پوچھے گئے جو اس آیۃ میں ہے ۔وفاکھة وابّا متاعا لکم ولانعامکم (پ ۳۰ س ۸۰ (عبس) آیت ۲۲،۲۱،۲۰) ۔اور یو ے اورچارا (یہ ب کچھ)تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے فائدے کے لئے (پیدایا) تو اس کے جواب میں کہنے ے ۔ کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھا ئے گی اگر میں کہوں کہ کتاب خدا میں ایسی آیۃ ہے جس کے معنی میں نہیں جانتا ۔۔۔اور عمر کہتے تھے ،: عمر سے زیادہ ہر شخص فقیہ جانتا ہے انتہا یہ ہے کہ پردہ میں بیٹھنے وا یاں بھی ،" حضرت عمر سے ایک آیۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو عمر پہلے تو اس کو ڈانٹا پھر درہ لے کر اس پر پل پڑے اورتنا مارا کہ وہ لہو لہان وگیا کہنے ے ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر ظاہر وجائیں تو تم کو برا ے[4]۔

----

(۱):- استیعاب ج ۳ ص ۳۹ ، مناقب (خوارزمی)ص ۴۸،ریاض النضرة ج ۲ ص ۱۲۴

(۲):- حوالہ سابق

(۳):- الریاض النضرة (محب الدین) ج ۲ ص ۱۹۸ ، تاریخ الخلفاء (سیوطی) ص ۱۲۴ ،اتقان ج ۲ ص ۲۱۹ ،فتح الباری ج ۸ ص ۴۸۵ ،تہذیب ج ۷ ص ۳۲۸

(۴):- سنن دارمی ج ۱ ص ۵۴ ،تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۳۲ ،در منثور ج ۶ ص۱۱۱

بے چارے سائل کلالۃ کے معنی پوچھ لئے تھے ۔

طبری اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے ۔ اگر مجھے "کلالۃ " کے معنی معلوم ہوتے تو یہ بات میرے نزدیک شام کے قصروں سے زیادہ محبوب تھی ۔۔۔ ابن ماجہ بی سنن میں عمر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ موصوف فرماتے تھے : تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر رسول اللہ (ص) ان کو بیان کردیاہوتا تو مجھے دنیا وما فیھا سے زیادہ سے محبوب ہوتیں " کلالۃ ، ربا ، خلافت ،

سبحان اللہ ! ناممکن ہے کہ رسول خدا ان چیزوں کو بیان نہ کیا ہو ۔

(2):- "حدیث منزلت " " یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی "

اے علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی بس یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا !

اس حدیث سے حضرت علی کی وزارت (ولایۃ) وصیات ، خلافت صریحی طور سے ثابت ہوتی ہے جیسا کہ صاحبان عقل کے نزدیک یہ بات مخفی نہیں ہے ۔ جب جناب موسی میقات رب کے لئے گئے تھے تو ان کی عدم موجودگی میں جناب ہارون آپ کے وزیر ،وصی ،خلیفہ تھے یہی چیز حضرت علی کیلئے بھی ثابت ہے ، اس حدیث سے دو باتیں اور بھی ثابت ہوتی ہیں ۔

(1):- حضرت ہارون کی طرح حضرت علی(ع) حضرت رسول (ص) کی تمام خصوصیات کے نبوت کے علاوہ حامل تھے ۔

(2):- حضرت علی(ع) رسولخدا (ص) کے علاوہ آپ کے تمام اصحاب سے افضل وبرتر تھے ۔

(3):- "حدیث غدیر" " من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وآل من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق معه حیث مادار :!"

جس لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ابو بکر ،عمر ،عثمان اس شخص پر فضیلت رکھتے ہیں ،جس کو رسول خدا اپنے بعد مو منین کا ولی بنا یا ہے ،ان لوگوں کے خیال باطل کو کر نے کے لئے صرف یہ حدیث اکیلی ہی کافی ہے ۔اور جن لوگوں صحابہ کا بھرم رکھنے کے لئے سا حدیث میں لفظ "مولی" کی تاویل کی ہے اس سے مراد "محب اور ناصر" ہے ان کی تاویل بے اعتبار ہے کیونکہ جس اصلی معنی کا رسول ارادہ کیا تھا اس معنی سے اس کو موڑنا ہے ۔کیونکہ شدید گرمی میں جب رسول خدا کھڑے ہوکر فرمایا ۔کیا تم لوگ گواہی نہیں دیتے ہو کہ میں مو منین کے نفوس پر مو منین سے زیادہ اولویت رکھتا ہوں ،تو سب نے کہا بیشک یا رسول اللہ ! تب آپ نے فرمایا " من کنت مولاہ الخ " یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ بھی مولا ہیں ،خدایا جو ان کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ ۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو بھی اس کو دوشمن رکھ ، جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر جو ان کی مدد نہ کرے تو بھی اس کی مدد نہ کر یہ جدھر ہوں مڑیں اسی طرف حق کو موڑدے !

یہ نص صریح ہے کہ حضور حضرت علی کو اپنی امت پر خلیفہ بنا رہے ہیں ، ہر عقلمند اسی مطلب کو قبول کرے اور دور از کار تاویلوں کوترک کرے گا ۔ رسول کا احترام صحابہ کے احترام سے کہیں زیادہ ہے اس لئے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ صرف یہ بتانے کے لئے کہ علی ناصر ہیں اور محب ہیں آنحضرت نے چلچلاتی دوپہر میں جس کی گرمی ناقابل برداشت تھی صرف اتنا کہنے کیلئے اکٹھا کیا تھا تو یہ رسول کامذاق اڑانا ہے ان کو (معاذاللہ) احمق ثابت کرنا ہے اس کے علاوہ جو محفل مبارکباد منعقد کی گئی تھی اس کی کیا تاویل کی جائیگی ؟بھلا اتنی سی بات کیلئے ایسی محفل تبریک کی کیا ضرورت تھی ؟ جس میں سب سے پہلے امہات المو منین نے مبارکباد پیش کی پھر ابو بکر وعمر آکر بولے ۔ مبارک ہو مبارک ابوطالب کے فرزند تم تمام مو منین ومومنات کے مولا ہوگئے اگر خلافت وامامت مراد نہ ہوتی تو رسول یہ سب نہ کرتے نہ محفل سجتی نہ مبارکباد پیش کی جاتی ؟

واقعاور تاریخ دونوں تاویل کر نے والوں کو جھٹلاتے ہیں ارشاد خدا ہے ۔ وان فريقا منهم ليكتمون الحق وهـم يعلمون (پ ۳ س ۲ (بقره) آیت ۱٤٦) اور ان میں ایسے بھی ہیں جو دیدہ ودانستہ حق بات کو چھپاتے ہیں ۔

(4)"حدیث تبلیغ""علی منی وانا منه ولا یودی عنی الا انا او علی [1]۔

" ن مجھ سے ہیں اور میں ن سے وں ،میری طرف سے اس کی تبلیغ میرے یا ن کے علاوہ کوئی اور نہیں کرکتا "

یہ حدیث بھی ایسی ہے جس میں صاحب رسالہ وضاحت کردی کہ میری طرف سے پہونچا کی اہلیت صرف ن کے اندر ہے ، رسول حج اکبر کے موقعہ پر ابو بکر کو سورہ برائۃ دیکر بھیج دیا تھا پھر جبرئیل کے آ کے بعد آنحضرت حضرت ن کو بھیج کر یہ کام ان کے سپرد کردیا اور ابوبکر کو واپس بلا یا اس وقت فرمایا تھا " لا یودی عنی الا اناوعلی " اور ابو بکر روتے وئے واپس آئے تھے ۔ اور آکر پوچھا یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کچھ نازل وا ہے ؟ تو فرمایا خدا مجھے حکم دیا ہے کہ میں یا خود پہونچاوں یا پھر ن پہونچائیں اسی طرح ایک دو رے ب موقع پر فرمایا : اے ن تم میرے بعد امت جن چیزوں میں اختلاف کرے گی اس کو بیان کر والے و[2]۔

جب رسول خدا کی طرف سے صرف حضرت ن تبلیغ کرسکتے ہیں اور اختلاف امت کی وہ ر سول کے بعد وضاحت کرسکتے ہیں تو جن لوگوں کو "اب" یا "کلالۃ" کے معنی تک ۔ معلوم وں ان کے ان کو حضرت ن پر کیوں کر مقدم کرسکتے ہیں ؟ خدا کی قسم یہ وہ مصیبت ہے جس میں امہ مسلمہ گرفتار ہے اور اسی لئے یہ امت ان فرائض کو نہیں پورا کر سکتی جس کو خدا اس کے سپرد کیا تھا ، اس میں خدا یا رسول یا ن کی کوتاہی نہیں ہے بلکہ اس میں را ر ان لوگوں کی خطا وکوتاہی ہے جنھوں نافرمانی کی اور دین الہی میں تبدیلی کردی ، ارشاد خدا ہے :

----

(۱):۔سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۴ ، خصائص النسائی ص ۲۰ ، صحیح الترمذی ج ۵ ص ۳۰۰ ،جامع الاصول (ابن کثیر) ج ۹ ص ۴۷۱ ،الجامع الصغیر (سیوطی) ج ۲ ص ۵۶

(۲):تاریخ دمشق (ابن عساکر) ج ۲ ص ۴۸۸، کنوز الحقائق (مناوی) ۲۰۳ ،کنز العمال ج ۵ ،ص ۳۳

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا اولوکان آباءھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون (پ ۷ س ٥ (مائدہ) آیت ١٠٤)

ترجمہ :- اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو(قرآن) رب نازل فرمایا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ (اور جو کچھ کہیں اس کو سنو اور مانو) تو کہتے ہیں کہ ہم جس (راہ) میں اپنے باپ دادا کو پایا وہی ہمارے لئے کافی ہے (کیا یہ لوگ لکیر کے فقیر ہی رہیں گے) اگر چہ ان کے باپ دادا (چاہے) کچھ نہ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں ۔

(5):- "حدیث الدار یوم الانذار" " رسولخدا(ص) نے حضرت علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :" ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا له واطیعو"(١)

یہ (ں) میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے اور میرے جانشین ہے لہذا اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو!

یہ حدیث بھی ان صحیح حدیثوں میں سے ہے جس کو موخین ابتدا ئے بعثت میں لکھا ہے اور رسول خدا (ص) کے معجزات میں شمار کیا ہے ، ان برا وسیا ت کا جس حقائق بدل دیئے اور واقعات کو ملیامٹ کردیا اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ وہ تو تاریک دورتھا ،آج عصر نور میں بھی یہی رکت کی جارہی ہے ،محمد حسین ہیکل اپنی کتاب حیات محمدی میں اس حدیث کو مکمل طور سے لکھا ہے ملاحظہ فرمائیے ،" بع اول سنہ 1354 ھ کا صفحہ 104 ۔ ن اس کتاب کا جب دوسرا ایڈیشن اور اس کے بعد والے ایڈیشنز چھپتے ہیں تو اس میں (وصی ،خلیفتی من بعدی) کا لفظ حذف کردیاجاتا ہے اسی طرح تفسیر طبری کے ج 19 ص 121 سے "و یتی و خلیفتی "

----

(١):تاریخ طبری ج ٢ ص ٢١٩ ،تاریخ ابن اثیر ج ٢ ص ٦٢ ،السیرۃ الحلبیہ ج ١ ص ٣١١ ،شواہد التنزیل ج ١ ص ٣٧١ کنزل العمال ص ١٥ ،تاریخ ابن ع اکر ج ١ ص ٨٥ ،تفسیر الخازن (علاء الدین) ج ٣ ص ٣٧١ حیات محمد (ہیکل)چاپ اول باب وانذر عشیرتک الاقربین

کو کاٹ کر ا س کی جگہ ان ھذا اخی وکذا کذا لکھا دیا گیا ہے ،مگر ان تحریف کرنے والوں کو پتہ نہیں ہے کہ طبری نے اپنی تاریخ کے ج 2 ص 219 پر پوری حدیث لکھی ہے دیکھئے یہ لوگ کس طرح تحریف کرتے ہیں اور یہ نور خدا کو بجھانا چاہتے ہیں مگر واللہ متم نورہ ۔۔۔۔ اس بحث کے در یان حقیقت حال کے واضح ہونے کے لئے میں نے (حیات محمد) کا پہلا ایڈیشن ڈھونڈنا شروع کیا اور سعی بسیار وزحمت کثیر و نرچ کثیر کے بعد بمصداق جوینده یا بنده " وہ نسخہ مجھے مل ہی گیا ۔اور اہم بات یہ ہے کہ واقعا یہ تحریف ہے اور اس سے میرے اس یقین کو مزید تقویت ملی ہے اہل سوء کی ساری کوشش اس بات کے لئے ہے کہ وہ سچے واقعات اور ثابت حقائق کو مٹا دیں تاکہ ان کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کوئی قوی دلیل نہ پہونچ سکے ،

منصف مزاج حق کا تلاشی جب اس قسم کی تحریفات کو دیکھے گا تو ان سے اور دور ہوجائے گا اور اس کو یقین ہوجائے گا کہ یہ لوگ معجزہ کر دسیسہ کاری کر ،حقائق کو بدلنے کیلئے ہر قیمت دینے کو تیار ہیں ۔ اور انھوں ایسے قلم زید لئے ہیں اور ان کے لئے القاب اور اسناد کی بھر مار اسی طرح کردی ہے جس طرح مال ودولہ سے ان کو چھکا دیا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل قلم ان صحابہ کی آبرو بچا کے لئے جو رسول کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے تھے ۔ اور جنھوں حق کو باطل سے بدل دیا تھا ۔ ہر طرح دفاع کریں چاہے شیعوں کو گالی دینا پڑے ان کو کافر کہنا پڑے " كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ" پ ۱ س ۲ (بقره) آیت ۱۱۸

ترجمہ :- اسی طرح انھیں کی سی باتیں وہ لوگ بھی کرچکے ہیں جو ان سے پہلے تھے ۔ ان سب کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کو تو اپنی نشانیاں صاف طور سے دکھاچکے ۔

"وہ صحیح حدیثیں جو اہل بیت کی اتباع کو واجب بتاتی ہیں "

(1):-" حدیث ثقلین" رسول خدا (ص) کا ارشاد ہے " یا ایھا الناس ! انی ترکت فیکم ماان اخذتم به لن تضلو کتاب الله وعترتی اھلبیتی " لوگو میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم ان سے تمسک کیا تو گمراہ نہ ہوگے اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت (یعنی) میرے اہل بیت ہیں اور اس طرح بھی فرمایا " یوشک ان یاتی رسول ربی وانی تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب الله فیه الهدی والنور واھلبیتی اذکرکم الله اھلبیتی (1)۔

قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے اور میں لبیک کہوں ، میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزوں کو چھوڑ رہا ہوں پہلی چیز قرآن ہے جس میں ہدایت ونور ہے اور(دوسری چیز) میرے اہلبیت ہیں الخ۔

اس حدیث میں پہلے ہم خوب غوروفکر کرتے ہیں جس کو صحاح اہل سنت والجماعت میں ذکر کیا ہے تو ہم کو پتہ چلتا ہے کہ صرف شیعہ حضرات ہی ثقلین (قرآن و عترت) کی پیروی کرتے ہیں اور اہل سنت حضرت عمر کی اتباع "حسبنا کتاب اللہ" میں کرتے ہیں کاش کتاب اللہ ہی پر عمل کرتے اور اس کی تاویل اپنی خواہشات کے مطابق نہ کرتے ،جب خود حضرت عمر کتاب اللہ میں کلالۃ اور آیہ تمیم کا مطلب نہیں جانتے تھے بلکہ مزید دیگر احکام کو نہیں جانتے تھے تو جو لوگ ان کے بعد دنیا میں پیدا ہوئے ہیں اوربغیر کسی اجتہاد کے یا نصوص قرآنیہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کرکے عمر کی تقلید کرتے ہیں وہ بے چارے قرآن کو کیا سمجھیں گے ؟

----

(1):- صحیح مسلم باب فضائل علی ج ۵ ص ۱۲۲ صحیح ترمذی ج ۵ ص ۳۲۸ ،مستدرک الحاکم ج ۲ ص ۱۴۸ ،مسند امام احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۷

فطری بات ہے کہ اہل سنت اپنے یہاں کی روایت " ترکت فیکم کتا ب اللہ وسنتی " میں تم میں دوچیزیں چھوڑرہا ہوں قرآن اور اپنی سنت " سے ہماری رد کرنے کی کوشش کریں گے ۔ لیکن یہ حدیث اگر صحیح ہے (اگرچہ باعتبار معنی درست ہے) تو حدیث سابق میں جو لفظ عترت آئی ہے ، اس کا مطلب یہ ہے کہ عترت کی طرف رجوع کرو تاکہ وہ میری سنت بیان کریں ، یا یہ ہے کہ جب رجوع کرو گے تو وہ حضرات صحیح احادیث بیان کریں گے کیونکہ وہ کذب سے مبراہیں اور خدا نے آیۂ تطہیر کے ذریعہ ان کی عصمت پر مہر کردی ہے ، دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ وہ حضرات معانی ومقاصد کو بیان کریں گے کیونکہ تنہا قرآن ہدایت کیلئے کافی نہیں ہے ،کیونکہ کتنے ہی گمراہ فرقے ہیں کہ وہ بھی قرآن سے استدلال کرتے ہیں ، جیسا کہ یہ بات رسول خدا سے بھی اس وقت مروی ہے جب آپ نے فرمایا : بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے ہیں بھی ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے ، قرآن تو خاموش ہے اس میں جتنے احتمال چاہو پیدا کرو ۔ قرآن میں محکم متشابہ بھی ہے جس کا علم صرف راسخون فی العلم ہی کو ہے اس لئے تعبیر قرآنی کی بنا پر انھیں کی طرف قرآن فہمی کیلئے رجوع کرنا ہوگا یا تعبیر نبوی کی بنا پر اہلبیت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا ۔ (راسخون فی العلم سے مراد اہل بیت ہیں مترجم) اس لئے شیعہ حضرات تمام چیزوں میں ائمہ معصومین ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اجتہاد کرتے ہیں اوراجتہاد صرف وہاں کرتے ہیں جہاں معصوم کی نص موجود نہ ہو ۔اور ہم لوگ (سنی) خواہ تفسیر قرآن ہو یا اثبات سنت کا مسئلہ ہویا تفسیر کا مقصد ہو سب ہی میں صحابہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور صحابہ کے حالات ان کے کردار ،ان کے استنباط ،ان کا اپنی رائے سے اجتہاد (اور وہ بھی نصوص صریحہ کے مقابلہ میں) ان سب کا علم آپ کو ہے ہی قرآنی نصوص کے مقابلہ میں صحابہ کے سینکڑوں ذاتی اجتہاد ہیں اس لئے ان کی طرف رجوع کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے ۔ جب بھی ہم اپنے علماء سے پوچھتے ہیں آپ کس کی سنت کی پیروی کرتے ہیں ؟ تو فورا جواب دیتے ہیں رسول خدا کی سنت کی لیکن یہ حقیقت کے خلاف ہے اس لئے کہ اہل سنت نے خود رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر نے فرمایا : تمہارے اوپر واجب ہے کہ میری سنت کی پیروی کرو میرے بعد والے

----

(۱):- صحیح مسلم ، نسائی ، ابن ماجہ ، ابی داؤد وغیرہ نے اس مشہور حدیث کے اپنے اپنے یہاں لکھا ہے

خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرو اس پر بہت مضبوطی سے عمل کرو ۔ لہذا جس سنت پر یہ حضرات عمل کرتے ہیں وہ سنت رسول نہیں بلکہ وہ زیادہ تر سنت خلفاء ہے بلکہ سنت رسول بھی خلفاء ہی کے حوالہ سے نقول ہے (تو در حقیقت وہ بھی سنت خلفاء ہی ہے)(اور اگر سنت رسول فرض بھی کر یا جائے تو بقول اہلسنت سنت رسول ہے ہی نہیں تو پھر پیروی کیسی)کیونکہ اہلسنت کی صحاح میں روایت ہے کہ رسول خدا لوگوں کی اپنی سنت نقل کر سے روک دیا تھا ، کہ کہیں وہ قرآن سے خلط ملط نہ ہوجائے اور ابو بکر وعمر اپنی خلافت کے اوائل میں اس پر سختی سے کاربند بھی تھے ۔ تو سنت نقول ہی نہ ہوسکی ،تو اس کی پیروی کیسی ؟ لہذا ترکت فیکم سنتی [۱]:- رہی کہاں جو حجت ہوتی ۔ اس بحث میں وجہ بالیں میں ذکر کی ہیں (جو نہیں ذکر کی ہیں ان کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے) وہی اس حدیث کے بطلان کے لئے کافی ہیں کیونکہ سنت خلفاء (ابو بکر وعمر وعثمان) سنت رسول کی نہ رہے جیسا کہ آپ خود ہی محسوس کر یا ہوگا ۔رسول خدا کے انتقال کے بعد ہی ب سے پہلی حدیث (یا سیرت خلیفہ) جو پیش کی گئی اور جس کو اہل سنت والجماعت اور مورخین سبھی لکھا ہے وہ : نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ رقۃ " والی حدیث ہے ، جس سے ابو بکر استدلال کیا تھا ، اور جناب فاطمہ اس حدیث کی تکذیب کی تھی اور اس کو باطل قرار دیا تھا ، اور ابو بکر کے مقابلہ میں احتجاج کرتے ہوئے فرمایا تھا ،میرے باپ کسی بھی طرح قرآن کے خلاف کہہ ہی نہیں سکتے جب کہ قرآن یہ کہتا ہے :- يوصيكم الله فى اولادكم للذكر مثل حظ الانثين "[۲]۔

خدا تمہاری اولاد کے حق میں تم سے وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے ۔ اوریہ آیت ب کے لئے ہے انبیاء یا غیر انبیاء تو میرے باپ اس کے خلاف کیسے کہہ سکتے ہیں ؟ اسی طرح جناب فاطمہ اس آیت سے بھی " وورث سلیمان داوٗد (پ 19 س 27 (نمل)اول لم وحکمت جائداد نقولہ

----

(۱):کتاب اللہ و ترتی تو ہے سنن سنتی کی لفظ صحاح ستہ میں سے کسی میں نہیں آیا ہے اس حدیث کو لفظ سنتی کے ساتھ مالک ابن انس اپنی کتاب موطا میں تحریر کیا ہے مرسل نقل کیا ہے مسند کرکے نہیں لکھا ہے طبری وابن ہشام وغیرہ مالک ہی سے یا ہے اور مالک کی طرح مرسل نقل کیا ہے ۔

(۲):- پ ۴ س ۴ (نساء) آیۃ ۱۱

ونیز منقولہ سے میں) سلیمان داؤد کے وارث ہوئے ! استدلال فرمایا ، اور اس آیت سے بھی احتجاج کیا : فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (پ ١٦ س ١٩ (مریم)آیت ٦٥) ترجمہ :- پس تو اپنی بارگاہ سے مجھے ایک جانشین (فرزند) عطا فرما جو میری اور یعقوب کی نسل کی میراث کا مالک ہو اور اے میرے پروردگار اس کو اپنا پسندیدہ بنا ۔

دوسرا حادثہ بھی ابو بکر کا ہے جو ان سے قریب ترین شخص تھا وہ حادثہ اسی کے ساتھ پیش آیا یہ واقعہ ابو بکر کی ابتدائی خلافت میں پیش آیا تھا اور مورخین اہل سنت اس کو لکھا ہے واقعہ یہ تھا کہ کچھ لوگوں زکات دینے سے انکار کردیا تھا ابو بکر کا فیصلہ تھا کہ ان سے جنگ کرکے ان کو قتل کیا جائے لیکن عمر اس کے مخالف تھے ، وہ کہتے تھے ان سے قتال نہ کرو میں خود رسولخدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے ، مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں اور جو اس کو کہے اس کا مال اس کا خون محفوظ ہے اس کا حساب اللہ پر ہے ۔

مسلم اپنی صحیح میں لکھا ہے ، رسول اللہ جب خیبر میں علم ان کے حوالہ کیا تو ان پوچھا میں ان لوگوں سے کسی چیز پر قتال کروں ؟آنحضرت فرمایا :- جب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں اور جب اس کا اقرار کرلیں تو تمہارے لئے ان کا خون بہانا ،اور مال لوٹنا جائز ہے مگر یہ کہ وہ حق ہو اور اس کا حساب خدا کے اوپر ہے [1]۔ لیکن ابوبکر اس حدیث سے قانع نہیں ہوئے اور کہنے لگے خدا کی قسم جو نمازوزکات میں فرق ڈالے گا میں اس سے جنگ کروں گا ،اس لئے کہ زکات حق المال ہے ،اس طرح کہا تھا : خدا کی قسم لوگ رسول اللہ کو جو دیا کرتے تھے اگر کسی اس میں سے ایک اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دی تو میں اس سے جنگ کروں گا ۔ابو بکر کی اس بات سے عمر قانع ہوگئے اور فرمایا :میں ابوبکر کو اس پر مصر دیکھا یہاں تک کہ خدا میرے لئے بھی شرح صدر کردیا ،مجھے معلوم نہیں کہ جو لوگ خدا کی مخالفت کررہے ہوں خدا کس طرح ان کا شرح صدر کردیتا ہے ؟ چونکہ قرآن میں خدا اس آیت کے ذریعہ مسلمانوں سے قتال حرام قراردیا ہے ،آیت یہ ہے

----

(١):- صحیح مسلم ج ٨ ص ١٥١ کتاب الایمان

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِناً تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُواْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً"پ ٥ (نساء)آیت ٩٤)ترجمہ:- اے ایماندارو جب تم خدا کی راہ میں (جہاد کر کو) سفر کرو تو(کسی کے قتل کر میں جلدی نہ کرو بلکہ) اچھی طرح جانچ لیا کرو اور جو شخص (اظہار اسلام کی غرض سے) تمہیں سلام کرے تو تم بے سوچے سمجھے نہ کہدیا کرو کہ تو ایماندار نہیں ہے (اس سے تو ظاہر ہوتا ہے) کہ تم(فقط) دنیاوی آسائش کی تمنا رکھتے ہو (کہ اسی بہانہ قتل کرکے لوٹ لو اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر یہی ہے) تو خدا کے یہاں بہت سی غنیمتیں ہیں (مسلمانو) پہلے تم خود بھی تو ایسے ہی تھے پھر خدا تم پر احسان کیا کہ (بے کھٹکے مسلمان ہوگئے)غرض خوب چھان بین کر لیا کرو بیشک خدا تمہارے ہر کام سے خبردار ہے ۔۔۔ اس لئے مسلمانوں سے قتال کے جواز کے لئے یہ تاویل کی گئی ۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جن لوگوں ابو بکر کو زکات دینے سے انکار کیا تھا وہ وجوب زکات کے منکر نہیں تھے ،بلکہ اس لئے دیر کی تھی کہ معاملہ واضح ہوجائے ۔ شیعہ حضرات کہتے ہیں زکات نہ دینے والے لوگوں میں سے کچھ لوگ رسول خدا کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے ، انھوں حضرت علی کی خلافت پر نص کو سماعت کیا تھا ، اس لئے جب (خلاف توقع) ابو بکر کے خلیفہ ہونے کی خبر پہونچی تویہ لوگ بھونچکا رہ گئے اور زکات میں رد ۔ تاخیر کی تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے لیکن ابوبکر ان کو قتل کرنے کا بھونچکارہ گئے اور زکات میں ذرا تاخیر کی تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے ، لیکن ابوبکر ان کو قتل کرنے کا فیصلہ اس لئے کیاکہ بات دب جائے اور میں چونکہ شیعوں کے قول سے استدلال نہیں کرتا ہوں نہ احتجاج اس لئے اس قصہ کو ان لوگوں کے لئے چھوڑ دیتا ہوں جو اس میں دقت نظر سے تحقیق کرنا چاہیں ۔ لیکن اتنی بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ آنحضرت کے زمانہ میں ثعلبہ نے آکر کہا خدا کے رسول (ص) میرے لیے دعا کردیں کہ خدا مجھے مالدار کردے اور بہت اصرار کیا اللہ سے معاہدہ کیا کہ وہ صدقہ دیا کرے گا بہر حال پیغمبر اس کے لئے دعا کی اور وہ اتنا مالدار ہوگیا کہ اطراف مدینہ مین اس کے اونٹوں ، بکریوں کی گنجائش نہ رہی تو وہ مدینہ سے دورچلا گیا اور نماز جمعہ میں حاضری بھی نہیںدے پاتا تھا، پھر جب پیغمبر اسلام زکات کی وصول تحصیل کرنے والوں کو اس کے پاس زکات کے لئے بھیجا تو اس یہ کہہ کر انکار کردیا کہ یہ تو جزیہ

۔ یا ثل ۔زیہ ہے اور زکات نہیں دی تن رسول خدا ۔ ۔ تو اس سے قتال کیا ۔ حکم قتال ۔ویا ،،،، البتہ قرآن کی

آیہ آئی :" وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ بَخِلُواْ بِهِ وَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعْرِضُونَ" (پ ۱۰ س ۹ (توبه) آیت ۷۵ ، ۷٦)

ترجمہ:- اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو خدا سے قول وقرار کرچکے تھے کہ اگر اپنے فضل وکرم سے (کچھ مال) دے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کرتے اور نیکو کار بندے وجائیں ے تو جب خدا اپنے فضل وکرم سے انھیں عطا فرمایا تو ے اس میں بخل کر اور کترا کے نہ پھیر ! ۔۔۔۔نزول آیہ کے بعد ثعلبہ ۔ وا خدمت رسول میں آیا کہا میری زکات قبول کرلیں تو رسول خدا قبول کر سے انکار کردیا ۔اب اگر ابو بکر وعمر سنت رسول کی پیروی کرتے ہیں تو یہ مخالفت کیسی؟ اور محض زکات نہ دینے پر مسلمانوں کا خون بہا کیا ؟ ابو بکر کی طرف سے عذر پیش کر والے اور ان کے غلط فعل کی تاویل کر والے زکات حق مال ہے اس کے روک لینے پر قتل کرنا جائز ہے ثعلبہ کے قصہ کے بعد کیا تاویل کرتے ؟

اس بھی ۔زیہ سمجھ کر روک یا تھا تن رسول قتال کا حکم نہیں دیا ثعلبہ کے قصہ ۔ ۔ ابو بکر کیلئے تاویل کی گنجائش چھوڑی ہے اور ۔ ۔ ان کے ماننے والوں کیلئے ۔

اور کون جانتا ہے کہ ابو بکر عمر کو اس طرح مطمئن نہ کیا وگا کہ زکات نہ دینے والوں کا قتل اس لئے ضروری ہے کہ وہ غدیر والے واقعہ کو پیش کرکے عذر کررہے ہیں کہیں تمام اسلامی شہروں میں یہ بات پھیل نہ جائے بس اسی کے بعد خدا عمر کے لئے بھی شرح رر کردیا کہ ان کا قتل کرنا جائز ہے کیونکہ یہی عمر ہیں جب انکار بیعت کر والے بیت فاطمہ میں جاکر بیٹھ رہے تو انھوں دھمکی دی اگر نکل کر بیعت ابوبکر نہیں کرتے تو میں اس گھر میں آگ ا دوں گا ۔

تیسرا حادثہ جو ابو بکر کی ابتداء خلافت میں پیش آیا ۔ اور عمر وابوبکر میں اختلاف رائے پیدا وا اور ابو بکر نصوص قرآنی ونصوص نبوی من مانی تاویل کی وہ خالد بن ولید کا قصہ ہے جنھوں مالک بن نویرہ کو تڑپا تڑپا کے قتل کیا اور اسی رات مالک کی بیوی سے ارتکاب زنا کیا ۔ حضرت عمر خالد سے کہا : اے دشمن خدا تو ایک مسلمان کو قتل کیا پھر اس کی بیوی سے زنا کیا خدا کی قسم میں تجھے پتھروں سے رجم کروں گا (یعنی پتھر مار

مار ڈالوں گا)[۱]۔

لیکن ابو بکر نے خالد کا دفاع کیا اور کہا : اے عمر اس کو چھوڑدو اس نے تاویل کی اور اس تاویل میں غلطی کی اب خالد کے بارے میں اپنی زبان بند رکھو!

یہ ایک اور رسوائی ہے اور وہ بھی ایک اتنے بڑے صحابی کے لئے جس کا ہم احترام وتقدس سے ذکر کرتے ہیں جس کا لقب "سیف اللہ" ہے اور مصیبت یہ ہے کہ تاریخ نے اس کو بھی اپنے دامن میں محفوظ رکھا ہے ۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خالد بن ولید جیسے صحابی کے بارے میں کیا کہوں جس نے ایک ایسے جلیل القدر صحابی کو جو بنی یربوع کا سردار فتوت ،کرم وشجاعت میں ضرب المثل تھا یعنی مالک بن نویرۃ اس کو قتل کردیا مورخین کا بیان ہے کہ خالد نے مالک بن نویرہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ غداری کی کیونکہ جب ان لوگوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور نماز جماعت پڑھنے لگے تو دفعتاً خالد کے ساتھیوں نے ان کو رسیوں میں جکڑ دیا ۔ ان قیدیوں میں لیلیٰ بنت المنھال مالک کی بیوی بھی تھی اور وہ عرب کی خوبصورت ترین عورتوں میں تھی ،کہاجاتا ہے اس سے زیادہ خوبصورت عورت دیکھی نہیں گئی ۔ خالداس کو دیکھتے ہی بے چین ہوگیا ۔مالک نے خالد سے کہا کہ تم ہمیں ابوبکرکے پاس بھیج دو ! وہ جو چاہیں گے میرے حق میں فیصلہ کریں گے ، عبداللہ بن عمر اور ابوقتادہ انصاری نے بھی خالد سے شدید اصرار کیا کہ مالک کو ابوبکرکے پاس بھیج دو لیکن خالد نے کسی کی نہ سنی اور بولے :- اگر میں اس کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے معاف نہ کرے! اس وقت مالک اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اسی نے مجھے قتل کرایا ۔ خالد نے حکم دیا اور مالک کے سر کو پتھروں کے درمیان رکھ کر آگ میں جلا دیا گیا خالد نے مالک کی بیوی لیلیٰ کو اپنے قبضہ میں کیا اور اسی رات اس سے منہ کالا کیا [۲]۔

----

(۱): تاریخ طبری ج ۳ ص۲۸۰ تاریخ ابی الفداء ج ۱ ص ۱۱۰، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج ۳ ص ۲۳۶

(۲): تاریخ ابی الفداء ج ص ۱۵۸، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۰ تاریخ ابن الشحنہ بر حاشیہ کامل ج ۱۱ ص ۱۱۴ وفیات الاعیان ج ۶ ص ۱۴

میں صحابہ کرام کے بارے میں کیا کہوں جو خواہشات نفس کی تکمیل کیلئے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں ،محرمات الٰھی کو مباح قرار دیتے ہیں ، فروج کو اپنے لئے حلال کرلیتے ہیں حالانکہ خدا نے انہیں حرام قرار دیا ہے ۔ اسلام کےاندر جس عورت کا شوہر مرجائے وہ عدہ پورا کئے بغیر نہیں کرسکتی لیکن خالد کا خدا خواہش نفس تھی ، اس کی نظر میں مالک اور ان کے ساتھیوں کو تڑپا تڑپا کر ظلما وعدوانا قتل کرنا پھر وعدہ کا خیال کئے ، بغیر مالک کی بیوی سے زنا کرنا کوئی بات ہی تھی ۔ عبداللہ بن عمر نے گواہی دی کہ یہ لوگ مسلمان ہیں مگر خالد کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہ تھی ابو قتادہ انصاری خالد کے ان افعال سے سخت غضبناک ہوگئے اور فورا مدینہ واپس چلے آئے ،اور قسم کھائی کہ اس لشکر میں رہ کر جنگ نہ کروں گا جس کا سردار خالد ہو۔(1)

اس سلسلہ میں استاد محمد حسین ہیکل اپنی کتاب "الصدیق ابو بکر" میں عمر کی رائے ودیل اس معاملہ میں " کے زیر عنوان جو اعتراف ہے وہی لئے کافی ہے ۔ چنانچہ ہیکل تحریر کرتے ہیں :

لیکن عمر ۔۔۔جو کٹ دار عدل کی مثال تھے ۔۔۔ کی رائے یہ تھی کہ خالد نے ایک مسلمان پر تعدی کی ہے اور انقضائے عدہ کے پہلے اس کی بیوی سے نکاح کیا ہے اس لئے کسی بھی لشکر کی سرداری کے لائق نہیں ہے ۔ اس کا ہٹانا ضروری ہے تاکہ وہ دوبارہ ایسا کوئی قدم نہ اٹھا کے جس سے امور مسلمین فاسد ہوجائیں اور عربوں کے درمیان مسلمانوں کی وقعت گھٹ جائے اور مالک کی بیوی کے ساتھ جو اس نے زنا کیا ہے اس پر سزا دیئے بغیر اس کو چھوڑا نہ جائے !!!!!

اگر یہ بات مان لی جائے کہ خالد نے مالک کے سلسلہ میں تاویل کر کے غلطی کی ،اگر چہ حضرت عمر اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے " تو اس کے ساتھ جو زنا کیا اس پر حد کا جاری کیاجانا ضروری تھا ۔ یہ عذر نہیں پیش کیا جاسکتا کہ وہ " سیف اللہ" تھے اور ایسے قائد تھے کہ جدہر کا رخ کرتے تھے نصرت وکامیابی ان کے ہمرکاب ہوتی تھی کیونکہ اگر یہ عذر قابل قبول ہوجائے تو پھر خالد وا مثال خالد کے لئے کھلی چھوٹ ہوجائے گی ، اور مسلمانوں کے لئے بد ترین مثال قائم ہوجائے گی ۔ اسی لئے عمر برابر سزا

----

(1):۔تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۸۰،تاریخ یعقوبی ج ص ۱۱۰ ، تاریخ ابی الفداء ،اصابہ ج ۳ ص ۳۲۶

دئے جا   پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ابو بکر   خالد کو بلا کر تو بیخ کی [1]۔

کیا میں اس استاد ہیکل اور ان جیسے دو رے   لماء جو کرامت صحابہ بچا   کے لئے چالاکی سے کا م لیتے ہیں سے پوچھ سکتا   ہوں ،کہ ابو بکر   خالد پر حد کیوں جاری نہیں کی ؟ اورجب بقول ہیکل صاحب عمر العدل اا ارم تھے تو صرف لشکر کی قیادت ہی سے الگ کر   پر کیوں اصرارتھا " حد شرعی جاری کر   پر کیوں نہ اصرار کیا ؟ کیا ان لوگوں   قرآن کا احترام کرکے حدود جاری کیں؟ استغفراللہ ! یہ تو سیا ت ہے اور ابھی آپ سیا ت کو کیا سمجھیں یہ تو حقائق کو بدل دیتی ہے عجیب چیز کو خلق کرتی ہے ۔ آیات قرآنی کو دیوار پر ماردیتی ہے ۔

کیا میں اپنے   لمائے کرام سے سوال کرسکتا ہوں کہو انھوں   اپنی کتابوں میں لکھا ہے ایک شریف عورت   چوری کی ۔ اسامہ اس کی سفارش کر   کے لئے رسولخدا (ص)کے   پاس گئے ، سفارش کرتے ہی رسول خدا برس پڑے اور غصہ میں فرمایا تجھ پر وائے   و کیا حد الہی کے سلسلہ میں سفارش کر   آئے   و؟ اگر فاطمہ   بھی سفارش بھی چوری کی   وتی تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا ! تم سے پہلے والے اسی لئے ہلاک   وئے کہ جب شریف چوری کرتا تھا تو چھوڑ دیتے تھے اورجب کوئی کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے ۔ پھر اس واقعہ کے بعد بے گناہ مسلمانوں کے قتل پر اور اسی رات ان کی بیویوں سے ہمبستری کر   پرکیوں صحابہ کرام خاموش رہتے تھے ؟ حالانکہ شوہر کے مر   سے بیوی پر غم کے پہاڑ ٹوٹ جاتے ہیں ۔ پھر بھی اس کو نہ بخشنا کون سی شرافت ہے اسی کو کہتے ہین "مرے پر سو درے" کاش یہ   لماء صحابہ کے ان اقدامات سے شرم وحیا محسوس کرکے ہی خاموش رہتے ، تن ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جھوٹی باتیں بنا کر خالد کے جھوٹے فضائل ومحا ن بیان کرکے خالد کو سیف اللہ کالقب   دیکر اس کے فعل کے جواز کے لئے چوٹی کا زور ا   دیتے ہیں ۔

میرا ایک دو ت مزا ق کر   اور م لب کو دو ری طرف یجا   میں ماہر تھا اس   مجھے ایک مرتبہ د شت زدہ کردیا قصہ یہ ہوا کہ میں اپنے اندنز جاہلیت میں ایک مرتبہ خالد کے فضائل بیان کر

(ا):- "الصدیق ابو بکر"(ہیکل) ص ۱۵۱

رہا تھا ، میں بیان کرتے کرتے کہا خالد ہی سیف اللہ لمسلول(خدا کی کھینچی وئی تلوار) ہیں اس بر جستہ کہا : جی نہیں وہ سیف الشیطان المشلول ہیں(شیطان کی کند تلوار ہیں) اس وقت مجھے یہ بات بہت عجیب لگی ، لیکن جب بحث کے بعد خدا میری بصیرت کھول دی اور تخت خلافت پر زبردستی بیٹھنے والوں کی قدروقیمت مجھے معلوم ہوگئی اور اس کی تحقیق وگئی کہ یہی لوگ احکام الٰہی کو بدلنے والے حدود الٰہی کو معطل کر والے تھے تو میرا تعجب دور ہوگیا ۔خود رسول اکرم (ص) کے زمانہ میں خالد کا ایک قصہ مشہور ہے ، رسول اسلام خالد کو بنی خذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا لیکن ان سے قتال کر کو نہیں فرمایا : بنی نزیمہ اچھی طرح سے اسلمنا نہیں کہہ پائے صبانا صبانا کہتے رہے (ہم اسلام کی طرف مائل ہیں) خالد ان کو قتل کرنا اور گرفتار کرنا شروع کردیا قیدیوں کو ساتھیوں کے حوالہ کرکے حکم دیدیا کہ ان کو قتل کردو ۔ لیکن بعض قتل کر سے انکار کردیا کہ یہ لوگ مسلمان وچکے ہیں اب ان کا قتل جائز نہیں ہے ۔جب یہ لوگ واپس آئے تو رسول خدا سے پورا قصہ بتایا تو آنحضرت دومرتبہ فرمایا: پالنے والے خالد جو کچھ کیا ہے میں اس سے بری ہوں [1]۔ اس کے بعد حضرت ں کو کافی مال دیکر بنی نزیمہ کے پاس بھیجا آپ مقتولین کی دیہ ادا کی جو مال تباہ وگیا تھا اس کا عوض دیا انتہا یہ ہے کہ کتے کی بھی قیمت ادا کی اور رسول خدا رو بقبلہ ہاتھوں کو اٹھا کر کھڑے وئے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغل کے نیچے کا حصہ دکھائی دینے ا اور فرمایا :" خدایا میں خالد کے اقدام سے بری وں اس جملہ کو تین مرتبہ فرمایا [2]۔کیا میں پوچھ سکتا وں کہ اب اصحاب کی عدالہ کہاں گئی ؟ جب خالد بن و ید جو ہمارے بزرگ ترین صحابہ میں شمار وتے ہیں اور ہم ان کو سیف اللہ کہتے ہیں تو کیا خدا کی تلوار اس لئے ہے کہ اسے بےگناہ وں اور مسلمانوں کے اوپر اٹھایا جائے ، اسمیں صریحی طور سے تناقض ہے کیونکہ ایک طرف توخدا قتل نفس سے روکتا ہے فحشاء و منکر بغی کے ارتکاب سے منع کرتا ہے لیکن (دوسری طرف)حضرت خالد جو سیف اللہ ہیں وہ بغاوت کرکے مسلمانوں کا قتل عام کرتے ہیں ان کے خون ومال کو رائگان کردیتے

(ا):- صحیح بخاری ج ۴ص باب اذا قضی الحاکم بجور فھو رد

(۲):- سیرۃ ابن ہشام ج ۴ ص ۵۳ طبقات ابن سعد اسد الغابۃ ج ۳ ص ۱۰۲

ہیں ،عورتوں وبچوں کو قیدی بنالیتے ہیں ـــ یقینا یہ خدا پر بہتان ہے ۔ پروردگار تو اس سے بلند وبرتر ہے ۔ معبود تو زمین وآسمان اور ان کے در میان کی چیزوں کو باطل نہیں پیدا کیا یہ تو کافروں کا خیال ہے ۔ ابو بکر جو خلیفۃ المسلمین تھے ان کے لئے یہ کیسے جائز ہوگیا کہ اتنے بڑے بڑے جرائم کو ان کو خاموش رہیں ؟ یہی نہیں بلکہ عمر کو آمادہ کریں کہ خالد کے خلاف زبان کو روک لو کیا واقعا ابو بکر اس پر قانع ہوگئے تھے کہ خالد نے تاویل میں غلطی کی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہر مجرم ہتک حرمت کرکے تاویل کر یا کرے ۔

میں کسی قیمت پر یہ نہیں مان سکتا کہ ابو بکر خالد کے معاملہ میں تاویل کے قائل تھے ۔ خالد وہ شخص ہے جس کو عمر (دشمن خدا کے لقب سے نوزا ہے۔اور عمر کی رائے تھی کہ خالد کو قتل کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے ایک مسلمان کو بے گناہ قتل کیا ہے یا پھر اس کو رجم کیاجانا ضروری ہے کیونکہ اس نے مالک کی بیوی سے زنا کیا ہے لیکن ان میں سے کچھ بھی نہ ہوا بلکہ خالد نے عمر کے مقابلہ میں میدان جیت لیا تھا ۔ کیونکہ ان سب باتوں کے باوجود ابو بکر خالد کے حمایتی بن گئے اور ابو بکر دوسروں کے بہ نسبت خالد کی حقیقت سے زیادہ واقف تھے ـــ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس رسوا کن واقعہ کے بعد پھر ابو بکر نے خالد کو یمامہ بھیج دیا وہاں پہونچ کر خالد کو پھر فتح نصیب ہوئی اور وہاں بھی خالد نے ایک عورت سے نکاح کیا ، جیسے ہی سے کیا تھا ۔ اور ابھی تک تو مسلمانوں کا خون خشک بھی نہ ہوا تھا نہ مسیلمہ کے پیروکاروں کا کہ خالد نے پھر یہی گل کھلایا اس مرتبہ ابوبکر نے خالد کو اس سے زیادہ ڈانٹ ڈپٹ کی جتنی لیلیٰ کے مسئلہ میں کرچکے تھے [1]

ظاہر سی بات ہے کہ یہ دوسری عورت بھی شوہر دار ہی تھی جس کے شوہر کو قتل کرکے خالد نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا جس طرح مالک کی زوجہ لیلیٰ سے کرچکے تھے ورنہ ابوبکر اس مرتبہ اتنی زیادہ ڈانٹ ڈپٹ نہ کرتے ،

اس کے علاوہ مورخین نے اس خط کی عبارت بھی نقل کی ہے جو ابو بکر نے خالد کو لکھا تھا اس میں تھا اے ام خالد کے بیٹے تو برابر عورتوں سے نکاح کررہا ہے حالانکہ تیرے گھر کے سامنے بارہ سو مسلمانوں کا خون

----

(۱):- "الصدیق ابوبکر" ص ۱۵۱ اور اس کے بعد

ابھی خشک بھی نہیں ہوا تھا۔[1] خالد جب خط پڑھا تو کہا یہ اسی اعسر (بنیھتے)[2] کا کام ہے ،یعنی عمر بن خطاب کا ان تمام اسباب کی بنا پر میں اس قسم کے اصحاب سے نفرت کرتا ہوں ، اور ان کے ان پیروکاروں سے بھی نفرت کرتا ہوں جو ہر صحابی کے نام کے آگے رضی اللہ عنہ لگاتے ہیں اور ان (علماء) سے بھی نفرت کرتا ہوں جو بڑی دلیری کے ساتھ ایسے اصحاب کا دفاع کرتے ہیں ، اور نصوص کی تاویل کرتے ہیں اورابو بکر ، عمر ، عثمان ، خالد بن ولید ، معاویہ ، عمر وعاص جیسے لوگوں کے افعال کو صحیح ثابت کرنے کیلئے جعلی روایات نقل کرتے ہیں ۔۔۔ پالنے والے میں توبہ واستغفار کرتا ہوں ،معبود میں ان لوگوں سے بیزاری اختیار کرتا ہوں اور ان کے ان تمام اقوال وافعال سے بیزاری اختیار کرتا ہوں ، جن کے ذریعے انھوں نے تیرے احکام کی مخالفت کی، تیرے حرمات کو مباح کیا ، اور تیرے حدود سے تجاوز کرگئے ، اور ان کے جان بوجھ کر پیروکاروں ،ماننے والوں ،محبت کرنے والوں سے بھی نفرت کرتا ہوں ، میرے مالک پہلے جب میں جاہل تھا تو ان سے محبت کرتا تھا تو میری اس کوتاہی کو معاف کردے حالانکہ تیرے رسول نے فرمادیا ہے جاہل اپنے جہالت کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ خداوندا! ہمارے بزرگوں نے ہم کو راستہ سے بھٹکادیا تھا ۔ حقیقت کو ہم سے مخفی کردیا تھا پچھلے پاؤں کفر کی طرف پلٹ جانے والے صحابہ کو تیرے رسول کے بعد افضل الحق بنا رکھا تھا ، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے آباءواجداد امویوں اور ان کے بعد عباسیوں کی دھوکہ دہی کے شکار ہوگئے تھے ، پروردگار ان کو ہم کو بخش دے تو رازہائے سربستہ اور دل میں چھپی باتوں تک سے واقف ہے ہمارے بزرگ ان صحابہ کا جو احترام واکرام کرتے تھے اور ان سے جو محبت کرتے تھے وہ اس حسن نیت کی بنا پر تھا کہ یہ لوگ تیرے رسول کے انصار اور تیرے رسول کے چاہنے والے تھے ، اے میرے آقا ! تو خوب جانتا ہے کہ ہمارے آباءواجداد اور ہم عترت طاہرہ یعنی ان ائمہ سے محبت کرتے ہیں جن سے تو نے اذھاب رجس کیا ہے اور ان کو پاک کرنے کی طرح پاک کردیا ہے جن کے سید و سردار سید المسلمین ، امیرالمو منین ، قائد الغراء المحجلین ،امام المتقین حضرت علی ابن ابیطالب ہیں

----

(۱):تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۵۴ ، تاریخ خمیس ج ۳ ص ۳۴۳

(۲):۔بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا

خداوند ا مجھے انھیں ائمہ م صومین کے شیعوں میں ، اور ان کی جہل ولایۃ سے تمس ک کر والوں میں ، ان کے راستہ پر چلنے

والوں میں سے قرار دے اور ان لوگوں میں سے قرار دے جو ان کی کشتی پر سوار و والے ہیں ، اور ان کے عروۃ الـوثقی سے

متمس ک رہنے والے ہیں اور ان کے عتبات عالیات میں داخل و والے ہیں ، ان کی محبت ومودت کے راستہ پرچلنے والے ہـیں ،

اور ان کے اقوال واعمال کر والے ہیں ـان کے فضل و بخش کاشکریہ ادا کر والے ہیں ـ

خدا وندا مجھے انھیں کے زمرے میں م شور کرـ کیونکہ تیرے نبی (صلوۃتک لیہ و ن آلہ) فرمایا ہے : ا ان جس کـو دو ـت

رکھتا ہے اسی کے ساتھ م شور وگا ـ

(2) "حدیث سفینۃ " "انما مثل اهل بیتی اهلبتی فیکم مثل سفینة نوح فی قومه من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق "(۱)

رسول خدا فرمایا : "ـمیرے اہل بیت کی ـ ثال تمہارے در یان میں کشتی نوح کی طرح ہے قوم نوح میں جو اس پـر سـوار

وا نجات پاگیا جو ال رہا وہ ڈوب گیا ـ

دو ری حدیث میں اس طرح ہے :" انما ثل ا ل بیتی فیکم ث ـباب حطة فی بنی ا رائیل من دخله غفرله (۲)

ـمیرے اہل بیت کی ـ ثال تمہارے در یان میں ایسی ہی ہے جیسے بنی ا رائیل میں ـباب حطّہ کی جواب اس میں داخل وا و بخش ا

ـگیا ـ

ابن حجر صواعق محرقہ میں اس حدیث کو لکھ کر فرمایا ہے کہ کشتی سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ جـو ان سے محبـت

رکھے اور ان کی عظمت کرے خدا کی نعمت کا شکریہ ادا کرے اور لمائے اہلبیت کی ہدایۃ

----

(۱):- مستدرک ج ۳ ص ۱۵۱ ، تلخیص الذہبی ، ینابیع المودۃ ص ۳۰ ، ۳۷ صواعق محرقہ ص ۱۸۴ ، ۲۳۴، تاریخ الخلفاء جامع صغیر ،اسعاف الراغبین ،

(۲):- مجمع الزوائد (الہیثمی) ج ۹ ص ۱۶۸

پر عمل کرے وہ مخالفتوں کی ظلمتوں سے نجات پاجائے گا ۔ اورجو ان کی مخالفت کرے گا وہ کفران نعمت کے سمندر میں ڈوب جائے گا ۔ اور طغیان کے جنگلوں میں ہلاک وجائے گا ۔اور باب حطہ سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ خدا اس باب میں تواضع کے ساتھ داخل و کو سبب مغفرت قراردیا ہے ، باب حطہ سے مراد یاتو باب اریحا " ہےیا بیت المقدس ہے ۔ اور اس امت کے لئے اہلبیت کی محبت کو سبب مغفرت قراردیا ہے ۔

کاش میں ابن حجر سے پوچھتا کہ کیا آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو سفینہ پر سوار وئے اور دروازے میں داخل وئے ، اور لماء کی ہدایت پر عمل پیرا وئے یا ان لوگوں میں سے ہیں جو کہتے کچھ میں کرتے کچھ ہیں ۔ اور عقیدہ کچھ رکھتے ہیں اور کام کچھ کرتے ہیں ، اور ایسے تو بہت سے نابینا وظالم لماء ہیں کہ جب میں ان سے سوال کرتا اور احتجاج کرتا وں تو فورا جواب دیتے ہیں ہم اہل بیت سے اور حضرت ں سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہیں ۔ ہم اہل بیت کا احترام کرتے ہیں کوئی ایسا نہیں ہے جو اہل بیت کے فضائل کا انکار کرتا و۔

جی ہاں ! وہ زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں وتی اور یا پھر یہ حضرات احترام وتقدیر تو اہل بیت کا کرتے ہیں لیکن اقتداوتقلید دشمنان اہل بیت وقاتلان اہل بیت ومخالفین اہلبیت کی کرتے ہیں ۔ اوریا پھر یہ لوگ اہل بیت کو جانتے ہی نہیں کیونکہ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ اہل بیت کون ہیں ؟ تویہ فورا جواب دیتے ہیں کہ وہ ازواج پیغمبر ہیں جن خدا رجس کو دور کردیا ہے ، اور اس پہیلی کو میرے لئے ایک شخص حل کردیا جب میں اس سے یہی سوال پوچھا تو اس کہا: اہل سنت والجماعت ب کے ب اہل بیت کی اقتدا کرتے ہیں ، مجھے اس کے کہنے پر بہت تعجب وا میں کہا بھائی یہ کیسے ؟ اس کہا :رسول خدا فرمایا ہے نصف دین تو تم حمیرا (عائشہ) سے حاصل کرو لہذا ہم نصف دین اہل بیت (یعنی عائشہ) سے حاصل کیا ! دیکھا آپ یہ اہل بیت کسکو سمجھتے ہیں ؟ اسی بنیاد پر ان کے اس کلام کو ہم اہل بیت کا احترام کرتے ہیں " اس مطلب پر حمل کرنا چاہیئے لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ بارہ اماموں کو جانتے ہیں ؟ تو وہ سوائے حضرت ں

امام حسن ، امام حسین کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے ، اور امامت حسین(ع) کی بھی نہیں مانتے ہیں ، یہ تو صرف معاویہ بن ابی سفیان جیسے لوگوں کا احترام کرتے ہیں جیسے عمروعاص ، حالانکہ معاویہ وہ شخص ہے جس امام حسن کو زہر سے شہید کرایا ہے اور یہ لوگ اس کو " کاتب الوحی " کہتے ہیں ۔

درحقیقت یہی تناقض ہے یہی خلط وتلبیس ہے اسی کو حق و باطل میں مخلوط کردینا کہتے ہیں روشنی وتاریکی کے غلاف میں بند کردینا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مومن کے دل میں شیطان ورحمان دونوں کی محبت جمع ہوجائے ؟ خداوند عالم کا ارشاد ہے :" لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءهُمْ أَوْ أَبْنَاءهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُوْلَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ "(پ ۲۸ س ۵۸ (مجادلہ) آیت ۲۲)

ترجمہ:-جو لوگ خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو ان کو خدا اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ (کیوں نہ) ہوں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان کو ثابت کردیا ہے اور خاص اپنے نور سے ان کی تائید کی ہے اور ان کو (بہشت کے) ان(ہرے بھرے) باغوں میں داخل کریں جس کے کےنیچے نہریں جاری ہیں ،(اور وہ) ہمیشہ اس میں رہیں گے ، خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش یہی خدا کا گروہ ہے سن رکھو کہ خدا ہی کے گروہ کے لوگ دلی مراد پائیں گے ۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے :" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاء تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءكُم مِّنَ الْحَقِّ " (پ۲۸ س ۶۰ (ممتحنہ)آیت ۱)

ترجمہ:- اے ایماندارو! اگر تم جہاد کرنے میں میری راہ میں اور میری خوشنودی کی تمنا میں (گھر سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین)

حق ہاتھ رے ۔ پاس ۔آیا اس سے وہ لوگ انکار کرتے ہیں

(3)" حدیث سرور" " قال رسول الله : من سرّه ان یحیا حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنة عدن غرسها ربی فلیوال علیا من بعدی والیول ولیه ولیقتدر باهل بیتی من بعدی فانهم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فهمی وعلمی فویل للکمکذبین بفضلهم من امتی القاطعین فیهم صلتی الا انا لهم الله سقاعتی (1)"

ترجمہ:-جس کو یہ بات پسند ہو کہ میری جیسی زندگی بسر کرے اور میری موت مرے اور اس جنت عدن میں رہے جس کو میرے رب نے لگایا ہے تو میرے بعد علی اور ان کے دوستوں کے دوست رکھے اور میرے اہل بیت کی پیروی کرے کیونکہ وہ میری طینت سے خلق کئے گئے ہیں اور میرا ہی علم و فہم ان کو عطا کیا گیا ہے ۔ میری امت کے جو ان کے فضل کا انکار کرتے ہیں اور مجھ سے رشتہ داری کو قطع کرتے ہیں ان پر ویل ہو اور ان کو میری شفاعت خدا نصیب نہ کرے ۔

یہ حدیث بھی ان صریحی حدیثوں کی طرح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے اور مسلمان کو مجبور کرتی ہے بلکہ اس کی ساری دلیلوں کو کاٹ دیتی ہے جب کوئی علی کو دوست نہیں رکھے گا اور عترت رسول کی پیروی نہیں کرے گا تو رسول کی شفاعت سے محروم رہے گا ۔

میں یہاں پر ایک بات کی طرف اشارہ کرتا چلوں کہ جب میں نے یہ بحث شروع کی تو ابتدا میں اس حدیث کی صحت میں مجھے شک تھا کیونکہ اس حدیث میں علی اور اہل بیت کی مخالفت کرنے والے کو ایسی تہدید و دھمکی دی گئی ہے کہ میں اس کے بعد ابن حجر عسقلانی کا یہ قول پڑھا میں عرض کرتا ہوں اس حدیث کے راویوں میں یحیی بن یعلی الحاربی ہے جو لغو اور بیکار آدمی ہے ! تو مسئلہ آسان ہوگیا اور میرے ذہن میں جو بعض

(ا):- مستدرک ج ۳ ص ۱۲۸ الجامع الکبیر (طبرانی)اصابة (ابن حجر عسقلانی)کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۵ ینابیع المودة ص ۱۴۹ ،حلیة الاولیاء ج ۱ ص ۸۶ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۹۵

باتیں اس حدیث کے متعلق تھیں وہ سب رفع ہوگئیں ،کیونکہ میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہی یحی بن یعلی الحاربی ہی اس حدیث کا گڑھنے والا ہے اور یہ ثقہ نہیں ہے ۔ لیکن خدا کی مرضی تھی کہ مجھے پوری حقیقت پر مطلع کردے چنانچہ ایک روز میں " ابراہیم الجبہان " کے مقالات میں "عقائدی مناقشات"(۱) پڑھ رہا تھا اس وقت حقیقت واضح ہوگئی ۔

قصہ یہ ہوا کہ اس میں لکھا تھا یحیي بن یعلی الحاربی ان معتبر ترین لوگوں میں تھے جن پر بخاری ومسلم نے اعتماد کیا ہے چنانچہ میں بخاری و مسلم کو الٹ پلٹ کر پڑھنے لگا تو دیکھا کہ بخاری نے سیری جلد کے ص 31 پر غزوہ حدیبیہ کے باب میں منجملہ حدیثوں کے ایک یہ بھی لکھی ہے اور مسلم نے پانچویں جلد ص 119 پر باب الحدود کے اندر اس کا ذکر کیا ہے اور ذہبی جو اس سلسلہ میں بہت سخت تھے ۔۔۔ ان کے مراسیل کی توثیق کی ہے اور دیگر ائمہ جرح وتعدیل نے بھی اس کا شمار(ثقات) میں کیا ہے اور شیخان (بخاری ومسلم) نے اس سے احتجاج واستدلال بھی کیا ہے تو پھر آخر اس فریب کاری دھوکہ وہی اورحقائق کو بدلنے اور ایسے شخص کے بارے میں طعن کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ اہل صحاح نے اس سے استلال کیا ہے کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں ہے کہ اس نے اظہار حقیقت کردیا ہے یعنی اہل بیت کی اقتدا کے وجوب کاذکر کردیا ہے ، اسی لئے ابن حجر اس کی تضعیف وتوہین پر اتر آئے حالانکہ ابن حجر کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ ان کے علاوہ بھی بڑے زبردست قسم کے علماء ہیں جوان کی ہر چھوٹی بڑی لغزش کا حساب رکھیں گے اور ان کی جہالت وتعصب کے پردے کو چاک کرکے رہیں گے کیونکہ وہ لوگ نور نبوت سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور اہلبیت کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں ،

اس کے بعد میں اس بات کو جان گیا کہ ہمارے علماء کی پوری کوشش حقیقت کو چھپانے کی ہوتی ہے ۔ تاکہ ان کے پیرومرشد اصحاب کرام اور خلفاء کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے اسی لئے یہ لوگ کبھی تو صحیح حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور ان کو دوسرے معانی پر حمل کرتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ " میں مولی کے معنی کو اولی کے بجائے محب وناصر کے معنی میں کردیتے ہیں

----

(۱):۔ مناقشات عقائدیۃ فی مقالات ابراہیم الجبہان ص ۲۹

لمائے اہل سنت اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں مگر مولی کے معنی میں تاویل کرنا واجب جانتے ہیں ک مولی سے مراد محب اور ناصری ہیں اور یہ تاویل صرف ابو بکر ،عمر عثمان کی خلافت کو صحیح ثابت کر کیلئے کرتے ہیں اگر یہ تاویل نہ کریں تو حضرت ں کرم اللہ وجہ ب سے اولی ثابت وں ے بلکہ اس میں دیگر خرابیوں کے علاوہ ب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ تمام ان اصحاب کا مع الذکر کے فاسق ونا لازم آتا ہے جنھوں ابو بکر کی بیعت کی تھی ،یہ ان لمائے اہل سنت والجماعت کا قول ہے جو ٹیونس میں رہتے ہیں اور جب میں ان سے کہا کہ رسول خدا خ بہ اور حدیث سے پہلے جب اصحاب سے پوچھ یا کہ کیا میں تمہاری نفسوں پر تم سے زیادہ اولی نہیں وں اور ب کہا : ہاں 1 تب اس کے بعد نبی کا یہ حدیث بیان کرنا قرینہ ہے مولی بمعنی اولی بالتصرف کے ہے تو ان لوگوں جواب دیا یہ اضافہ شیعوں کیا ہے پھر جب میں ان سے سوال کیا کہ یہ بات عقل میں آتی ہے کہ لاکھوں آدیوں کو شدید گرمی میں روک کر صرف بتانا مقصود تھا کہ جس کا میں محب و ناصر وں س بھی اس کے محب و ناصر ہیں ؟ تو وہ لوگ لاجواب وگئے اورخاموش وگئے ۔

اور کبھی ان تمام حدیثوں کو جھوٹی کہتے ہیں ان کے مذہب کے خلاف وں ۔ چاہے ان کی صحاح ومسانید میں وہ حدیثیں موجود بھی وں ، اس کی مثال یہ حدیث ہے ،: الخلفاء من بعدی اثناعشر کلہم من قریش "میرے بعد بارہ خلیفہ وں ے اوروہ سب کے سب قریش سے وں ے ۔ اور ایک روایت میں ہے (کلہم من بنی ہاشم)وہ ب کے ب بنی ہاشم سے وں ے اس حدیث کو بخاری و مسلم کے ساتھ تمام اہل سنت والجماعت کے صحاح والوں نقل کیا ہے لیکن اس کے باجود یہ یہ لوگ اس کو جھٹلاتے ہیں اور ان بارہ اماموں کو نہیں مانتے جو اہل بیت سے ہیں جن کو شیعہ امام مانتے ہیں ۔بلکہ اہل سنت حضرات اس میں کہ چاروں خلفائے راشدین کو شمار کرتے ہیں اور کچھ لوگ خلفائے راشدین کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کو بھی شمار کرتے ہیں تو اس طرح راتعداد پانچ وجاتی ہے اور پھر ٹھہر جاتے ہیں آگے نہیں بڑھتے اور معاویہ ،یزید ،مروان بن الحکم ، مروان کی اولاد کو خلفائے راشدین میں شمار نہیں کرتے اور یہ صحیح کرتے کرتے ہیں لیکن 12 کی تعداد پوری نہیں وپاتی ۔بلکہ ایک پہیلی و کر رہ جاتی ہے

اور ایسی پچھں جس کا حل نہیں ہے مگر یہ کہ شیعوں والی بات مال لیں ۔اور کبھی حدیث کا آدھا حصہ یا 3/2 حصہ ہی حذف کردیتے ہیں یاکہ اس کو بدلا جاکے اور اس کی مثال یہ حدیث ہے " ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی من بعدی فاسعموالہ واطیعوا! " اس حدیث کو آنحضرت حضرت ں کی گردن پکڑ کر فرمایا تھا ، اس حدیث کو طبری اپنی تاریخ میں ۔ ابن اثیر اپنی کامل میں لکھا ہے اسی طرح کنزل العمال میں مسند احمد بن حنبل میں بھی ہے ، سیرۃ حلبیہ اور ابن ع اکر میں بھی ہے ۔ن طبری کی جو تفسیر چھپی ہے اس کی ج 19 ص 121 میں پوری حدیث نہیں لکھی ہے بلکہ اس کے نام معانی کو حذف کردیا ہے اور اس کی جگہ ان هذا اخی و کذا کذا !! تحریر ہے حالانکہ یہ لوگ اس سے غافل ہیں کہ طبری اپنی تاریخ میں اس حدیث کو مکمل لکھا ہے ملاحظہ فرمائیے ج 2 ص 319 ــ 321 یہ ہے ں امانہ ؟ شاید اس بیچارے عالم کو کوئی حیلہ ہاتھ نہیں آیا جس سے حدیث کوجھٹلاکے اوریہ حدیث رسول خدا کے بعد حضرت ں خلافت پر نص ہے اس لئے اس نصوص کوچھپا کی کوشش کی اور اس کو کذا وکذا سے بدل دیا اس بیچارے کو یہ خیال وا کہ اگر اس اپنی آنکھ بند کرلی تو سورج کی روشنی بھی چھپ جائے گی یا اس یہ سوچا کہ کذاکذا لکھ کر قارئین کو قانع کردے گا نہیں نہیں نہیں یا نہیں ہرگز ۔

اور کبھی ثقہ ترین راویوں کو مشکوک بنانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں کیونکہ ان راویوں ایسی حدیثیں نقل کی ہیں جو ان لوگوں کی من پسند نہیں ہیں ۔جیسے ان لوگوں یحیی بن یعلی الحاربی کو مطعون قراردیا ہے حالانکہ وہ ان معتبر راویوں میں ہے جس سے بخاری و مسلم اپنی اپنی صحیح میں احتجاج کیا ہے ۔ ن ابن حجر عسقلانی ن ےاس کے بارے میں خدشہ کیا ہے اور کہا ہے یہ ایک واہیات آدمی قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ اس حدیث "موالات " کو نقل کیا ہے جس میں جس میں رسول خدا اپنے تمام اصحاب کو یہ حکم دیا ہے کہ میرے بعد ب کے ب حضرت ں اور اہل بیت سے موالات کریں ۔ ن یہ حدیث ابن حجر اور ان کے ہم خیال لوگوں کو پسند نہیں آئی جس کا مقصد حقائق کو الٹنا ہے حالانکہ معاویہ حقائق کو چھپانے کے لئے اپنے تمام سو چاندی کے ڈھیر کو صرف کردیا تھا ، ن ناکا یاب رہا تھا

تو پھر بیچارے ابن حجر راویوں میں خدشہ کرکے کیونکر چھپا سکتے ہیں ؟ معاویہ کے پاس تو حول وطول سلطنت وطاقت جاہ ومرتبہ سب کچھ تھا مگر وہ بری طرح ناکام ہوگیا اور انہوں نے اس ذکر کو تاریخ کے دبیز پردوں میں چھپا دیا ۔البتہ حضرت علی (ع) کا نور مرور ایام کےساتھ روشن سے روشن تر ہوتا گیا ۔ تو ابن حجر جیسے لوگوں کیلئے بھلا کہاں ممکن ہے کہ معتبر راویوں کے ساتھ میں خدشہ پیدا کرکے اہلبیت کی حقیقت کو مشکوک بنادیں ؟ نورخدا کا بجھا دینا ناممکن بات ہے ۔

اور کبھی حدیث کو پہلے ایڈیشن میں چھاپتے ہیں اور(پھر جب ان پر متنبہ ہوتے ہیں تو) دوسرے ایڈیشنوں میں بغیر کسی اشارہ کے اس لئے حذف کیا جارہا ہے حذف کرتے ہیں تاکہ ان آثار والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں لوگ اس کو تلاش کرہی لیتے ہیں ۔ اس کی مثال محمد حسین ہیکل کی کتاب "حیات محمد (ص)" کا پہلا ایڈیشن ہے اس کے ص 104 پر وانذر عشیرتک الاقربین " کے ضمن میں مورخین کی طرح قصہ تحریر کرکے آخر میں لکھتے ہیں ۔: رسول خدا نے فرمایا " یہ میرا بھائی ہے تمہارے درمیان میرا خلیفہ ووصی ہے ۔۔۔۔۔! لیکن بعد والے ایڈیشنوں میں بغیر کسی اشارہ قریب یا بعید کے حدیث کے اس فقرہ کو حذف کردیا ۔اگر چہ محمد جواد مغنیہ ۔۔۔اور وہی اس کے ذمہ دار بھی ہیں ۔۔۔ اپنی کتاب "الشيعة في الميزان" میں اس حادثہ کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ محمد حسین ہیکل نے اس فقرہ کو یعنی یہ میرا بھائی تمہارے درمیان میرا وصی وخلیفہ ہے) ہزاروں گنیاں لیکر حذف کردیا ہے اور چونکہ ہیکل نے نہ تو اس خبر کی تکذیب کی ہے اور نہ ہی اس جملہ کوحذف کرنے کی کوئی علت بیان کی ہے اس لئے اس سے شیخ محمد جواد مغنیہ کی وسیع اطلاع اور سچائی کی تصدیق ہوتی ہے ۔

اس کے علاوہ میں ان جیسے لوگوں کیلئے ہوں جو تھوڑی سی پونجی کی خاطر آیات الہی کو بیچ ڈالتے ہیں: خدا سے ڈرو سچی بات کہو ،اور خدا کے اس فرمان کو یاد رکھو " إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَئِكَ يَلعَنُهُمُ اللّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللاَّعِنُونَ "(پ ٢ س ٢(بقره) آیت ١٥٩) ۔ترجمہ:- بیشک جو لوگ (ہماری) ان روشن دلیلوں اور ہدایتوں کو جنھیں ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد چھپاتے ہیں ، جب کہ ہم کتاب (توریت) میں لوگوں کے سامنے

صاف صاف بیان کرچکے تو یہی لوگ ہیں جن پر خدا بھی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے " إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلاَّ النَّارَ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ"(پ ۲ س ۲(بقرہ)آیت ۱۷۴) بیشک جو لوگ ان باتوں کو جو خدا نے کتاب میں نازل کی ہیں چھپاتے اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت (دنیوی نفع) لے لیتے ہیں یہ لوگ بس انگاروں سے اپنے پیٹ بھرتے ہیں اور قیامت کے دن ان سے بات تک تو کرے گا نہیں اور نہ انھیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور انھیں کے لئے دردناک عذاب ہے ! بس کیا یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں توبہ کریں گے ؟ اور حق کا اعتراف کریں گے ؟ اگر یہ لوگ ایسا کریں تو ہوسکتا ہے وقت گزر جانے سے پہلے خدا ان کی توبہ قبول کرلے ۔

بحث و تحقیق کے بعد یہ بات میرے اوپر بھی ثابت ہوچکی ہے اور میں اپنے دعوی پر مضبوط دلیل رکھتا ہوں کاش یہ لوگ ان صحابہ کو بچانے کی کوشش نہ کرتے جو الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹ گئے تھے ، اسی چیز کی وجہ سے ان کے اقوال میں تناقض ہے اور ان کی باتیں تاریخ سے متناقض ہیں اے کاش یہ لوگ حق ہی کی پیروی کرتے خواہ وہ کتنا ہی کڑوا ہوتا اگر وہ ایسا کرتے تو خود ان کو بھی راحت نصیب ہوتی اور دوسروں کو بھی زحمت نہ ہوتی اور اس تفرق امت کو متحد کرنے میں ایک کار نمایاں انجام دیتے ، جب صحابہ اولین احادیث نبویہ کے نقل کرنے میں منتشر ہوں ، اور جوچیزیں ان کی خواہشات کے مطابق نہ ہوں ان کو باطل قراردیدیں خصوصا اگروہ حدیثیں وفات رسول کے وقت کی وصیتیں ہوں چنانچہ آپ ملاحظہ فرمائیں بخاری و مسلم دونوں نے لکھا ہے " رسول خدا نے مرتے وقت تین چیزوں کی وصیت فرمائی تھی ۔

(1):- مشرکین کو جزیرہ العرب سے نکال دو (2):- وفود کی اسی طرح آؤ بھگت کی اجازت دو جس طرح میں اجازت دیتا تھا ۔ راوی صاحب فرماتے ہیں ، تیسری چیز میں بھول گیا (1)--- تو کیا یہ بات عقل میں آ

----

(1):- بخاری ج ۱ ص ۱۲۱ باب جوائز الوفد من کتاب الجہاد والسیر ، صحیح مسلم ج ۵ ص ۷۵ کتاب الوصیہ

والی ہے کہ جو صحابہ موجود تھے اور انھوں رسول کی تینوں و یتیں سنی تھیں وہ صرف تیسری ہی وصیت کو بھول گئے ؟ حالانکہ یہ لوگ صرف ایک مرتبہ سنکر لمبے لمبے قصیدے یاد کرلیتے تھے اس کو نہیں بھولتے تھے تو کیسے مان یا جائے کہ اس کو بھول گئے ؟ ہرگز نہیں یہ بھولے نہیں تھے اور نہ بھولے تھے) بلکہ سیاست ان کو بھلا دینے پر مجبور کیا تھا ۔۔۔۔ اصحاب کے مضحکہ خیز چیز یہ بھی ہے اور یقیناً یہی وصیت حضرت ں کے خلیفہ بنا کی تھی جس کو راوی بھلا دیا ہے ۔

حالانکہ چھپائے حق کو چھپا کے باوجود وصیت کی خوشبو پہونچ ہی جاتی ہے چنانچہ بخاری کتاب الوصایا اور مسلم کتاب الوصیہ میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عائشہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ نبی ں کے لئے وصیت فرمائی تھی[1] (آپ دیکھا اگر وصیت نہیں تھی تو عائشہ کے سامنے اس کا ذکر کیسے وا ؟ مترجم) آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیے کہ خدا اپنے نور کو کس طرح ظاہر کرتا ہے چاہے ظالم کتنا چھپائیں ، میں اپنی بات کی طرف پھر پلٹتا وں ، کہ جب ایسے ایسے صحابہ رسول اکرم کی وصیت نقل کر میں غیر معتبر ہیں تو بےچارے تابعین وتبع تابعین کی کیا ملامت کیجائے ۔

اور جب ام المو نین عائشہ ذکر ں کو برداشت نہیں کرسکتی تھیں اور نہ ہی کسی قیمت پر حضرت ں کا ذکر خیر پسند کرتی تھیں جیسا کہ ابن سعد اپنی طبقات میں [2] اور بخاری اپنی صحیح میں باب مرض النبی ووفاتہ میں ۔۔۔ تحریر کیا ہے اور جب ام المو نین عائشہ حضرت ں کی موت کی خبر ن کر سجدہ شکر ادا کرتی وں تو پھر ان سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ حضرت ں کیلئے وصیت رسول کا ذکر کریں گی ؟ ام المو نین عائشہ کیلئے ہر خاص وعام جانتا ہے کہ یہ حضرت ں سے بغض رکھتی تھیں اون ان سے عداوت رکھتی تھیں (نہ صرف حضرت ں سے)بلکہ ں واولاد ں (ع) اور اہل بیت مصطفی سے بہت زیادہ عداوت رکھتی تھیں ۔۔۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۳ ص ۶۸ باب مرض النبی ووفاتہ ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴ کتاب الوصیہ

(۲):- طبقات ابن سعد ، القسم الثانی من الجزاف ص ۲۹

نصوص کے مقابہ ، میں اجتہاد

اس تحقیق و تفتیش کرے دوران میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ امت مسلمہ پر ب سے بڑی مصیبت جو پـڑی ، وہ اصحاب کـرام کا نصوص صریحہ کے مقابلہ میں اجتھاد کرہ ا ہے " اس کا نتیجہ یہ وا کہ حدودراحد پائمال وئے سنت رسول (ص) مـٹ گئی صحابہ کے بعد پیدا و والے ائمہ اور لما صحابہ کے اجتہاد پر قیاس کر ے اور انتہا یہ وگئی کہ بعض اوقات اگر صحابہ کا فعل سـنت نبوی بلکہ نص قرآنی سے ٹکرا گیا تو یہ لوگ اصحاب کے فعل کو حجت مانتے تھے اور سنت رسول ونص قرآنی کوچھـوڑ دیتے تھے ،آپ اس کو بالغہ ، سمجھیں اسی کتاب میں عرض کرچکا وں کہ قرآن میں تمیم کے لئے نص صـریح موجـود ـو اور سـنت رسول مین اس کے ثابہ و کے باوجود اصحاب خود رائی سے کام یا اور کہدیا کہ اگر پانی ، ملے تو نماز چھـوڑ دو اور عبداللہ بن عمر اس اجتہاد کو صحیح ثابہ کر کیلئے ایک لت بیان کردی جس کو ہم اسی کتاب میں کسی دو ری جگہ ذکر کرچکے ہیں

اصحاب میں میں جس ب سے پہلے باب اجتہاد و کے پاٹوں پاٹ کھولا ہے وہ خلیفہ ثانی ہیں جنھوں وفات رسول کے بعـد قرآنی نصوص کے مقابلہ میں اپنی رائے استعمال فرمائی ہے چنانچہ قرآن مستحقین زکات کی آٹھ قسموں میں ایـک قسـم مولفـۃ القلوب کی رکھی ہے یـن حضرت عمر مولفۃ القلوب کا حصہ یہ کہ کر ختم کردیا کہ ہم کو تمہاری ضرورت نہیں ہے "

اور نصوص نبوی کے مقابلہ میں اجتہاد اتنے زیادہ کئے ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ حضرت تو خود پیغمبر (ص) کـی زندگی میں کئی مرتبہ آپ ہی سے ٹکرائے گئے تھے صلح حدیبیہ اور مرض الموت میں قلم ودوات کا ، دینا اور حسبنا کتاب اللہ کہـرینے کا تذکرہ میں اسی کتاب میں کرچکا وں ـ یـن یہاں پر ایک دو را واقعہ نقل کرہ ا چاہتا وں ، اور شاید اس سے عمر کـی ذہنـیات کا مزید اندازہ وکے کہ اس شخص جیسے طے کر رکھا تھا ، کہ ر کار رسالہ سے مجادلہ ،معارضہ ، مناقشہ ضرور کـروں گا ـ واقعہ یہ ہے کہ رسولخدا (ص) ابو ہریرہ کو یہ کہ کر

بھیجا کہ تمہاری ملاقات جس شخص سے ہو اور اس کو دیکھو کہ (زبان سے)لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہو اور دل سے اس کا یقین بھی رکھتا ہو تو تم اس کو جنت کی بشارت دیدو ۔ ابو ہریرہ نکلے اور (اتفاق سے)عمر سے ملاقات ہوگئی ۔ عمر پورا واقعہ سن کر ان کو روکا کہ یہ نہ کرو اور اتنی دھنائی کی کہ ابو ہریرہ چوتڑوں کے بھل زمین پر گر پڑے اور پھر روتے ہوئے رسول خدا(ص) کی خدمت میں پہونچے اور پورا ماجرا بتایا ۔رسول (ص) عمر سے کہا تم یہ کیوں کیا ؟ عمر کہا "کیا آپ اس کو بھیجا تھا کہ جو شخص دل سے یقین رکھتے ہوئے زبان سے لا الہ الا اللہ ہے اس کویہ جنت کی بشارت دیدے ؟ رسول (ص) فرمایا : ہاں ! عمر کہا ایسا مت کیجئے مجھے ڈر ہے لوگ صرف لا الہ الا اللہ ہی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے ! اور حضرت عمر کے صاحبزادے کو یہ خطرہ تھا کہیں لوگ تمیم پر بھروسہ نہ کرلیں اس لئے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے : احتلام کے بعد پانی نہ ملے تو نماز چھوڑ دیا کرو ۔۔کاش یہ لوگ نصوص کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتے اپنے عظیم اجتہاد سے اس کو بدلنے کی کوشش نہ کرتے جس کے نتیجہ میں شریعت کو مٹادیا ، رمات الہی کو بیکار کردیا ، امت مسلمہ کو متعدد مذاہب ،مختلف آراء اور فرقوں میں بانٹ دیا ۔

عمر کی متعدد مقامات پر رسول اور سنت رسول کی مخالفت کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ رسول کو معصوم نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک عادی انسان سمجھتے تھے جو کبھی غلطی کرتا ہے اور کبھی حق تک پہونچ جاتا ہے اور یہیں سے اہل سنت والجماعت کے علماء کا یہ عقیدہ ہوگیا کہ رسول اللہ صرف تبلیغ قرآن میں معصوم تھے اس کے علاوہ دیگر امور میں دیگر انسانوں کی طرح خطا کرتے تھے اور اس عقیدہ پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کئی مرتبہ ان کی رائے کی غلطیوں کی اصلاح کی ۔

جب رسول (ص) کا یہ عالم تھا ۔۔۔جیسا کہ بعض جاہل لوگ روایت کرتے ہیں ۔۔۔کہ آپ اپنے گھر میں چت لیٹے ہوئے تھے ۔ اور شیطان کی بانسری بج رہی تھی اور عورتیں دف بجارہی تھیں اور شیطان کھیل رہا تھا کہ اتنے میں عمر گھر میں داخل ہوئے (ان کو دیکھتے ہی) شیطان بھاگا اور جلدی جلدی عورتوں نے دفوں کو اپنے اپنے چوتڑوں کے نیچے چھپایا ، تو رسول خدا نے فرمایا : اے عمر جب شیطان تم کو دیکھتا ہے کہ تم ایک گھاٹی سے جارہے ہو تو وہ دوسری گھاٹی سے راستہ طے کرتا ہے تو پھر اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے

کہ دین کے معاملات میں عمر اپنی ذاتی رائے رکھتے وں اور اپنے کو اس قابل سمجھتے وں کہ سیاسی امور میں بلکہ دینی امور میں بھی رسول خدا سے معارضہ کرسکیں جیسا کہ ابو ہریرہ کا واقعہ شاہد ہے ۔

نصوص کے مقابلہ میں ذاتی رائے کے استعمال کر اور اجتہاد کر کے نظریہ سے صحابہ کے اندر ایک مخصوص جماعت پیدا وگئی تھی جس کی قیادت عمربن خطاب کرتے تھے ۔ اور یہی وہ جماعت تھی جس واقعہ قرطاس پر حضرت عمر کی بھرپور تائید کی تھی ،حالانکہ عمر کی رائے نص صریح کے مقابلہ میں تھی ، اور اسی سے ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ اس جماعت نص غدیر کو ایک سیکند کے لئے بھی قبول نہیں کیا تھا ، جس میں رسول خدا حضرت ں (ع) کو خلیفة المسلمین کی حیثیت سے نامزد کیا تھا ، اور یہ لوگ موقعہ کی تلاش میں تھے چنانچہ وفات نبی کے بعد یہ موقعہ ان کو مل گیا اور سقیفہ کے اندر ابو بکر کا انتخاب اسی نظریہ اجتہاد کا نتیجہ تھا ۔ اورجب ان کی حکومت مضبوط وگئی اورخلافت کے سلسلہ میں لوگوں رسول کے نصوص کو فراموش کردیا ان لوگوں ہر چیز میں اجتہاد کرنا شروع کردیا یہاں تک کہ کتاب خدا بھی ان کے زد سے نہ بچ سکی اور انھوں حدود الٰہی کو معطل کرنا احکام الٰہی کو بدلکرنا شروع کردیا ، اسی کے نتیجہ میں حضرت ں (ع) کا حق غصب کرلینے کے بعد جناب فاطمہ (س) کا تکلیف دہ مسئلہ پیش آیا اور اس کے بعد مانعین زکات کا مسئلہ درپیش وا یہ ب نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد کا نتیجہ تھا ۔ اور پھر عمر کی خلافت اسی اجتہاد کا حتمی نتیجہ تھی ، کیونکہ ابو بکر اپنی ذاتی رائے استعمال کرکے اس شوری کو بھی ختم کردیا جس کے سہارے اپنی خلافت کی صحت پر استدلال کرتے تھے ، اورجب جب عمر تخت خلافت پر بیٹھے تو انھوں مٹی کو اور بھی گیلا کردیا جس چیز کو خدا اور رسول (ص) رام [1] قراردیا تھا انھوں اس کو حلال کردیا اور جس کو خدا اور رسول حلال قراردیا تھا اس کو رام کردیا [2]

اور جب حضرت عثمان کا دور آیا تو انھوں حدکردی اور اپنے سے پہلے والوں سے چار قدم آگے

----

(۱):- جیسے ایک ہی وقت میں تین طلاق کا جائز کرنا ملاحظہ وہ صحیح مسلم باب الطلاق الثلاث ،سنن ابی داود ج ۱ ص ۳۴۴

(۲):- جیسے متعہ الحج اور متعة النساء کو رام کرنا ملاحظہ و صحیح مسلم کتاب الحج ، صحیح بخاری کتاب الحج باب التمتع

ہی پلے گئے ،سیاسی ودینی زندگی میں انھوں اجتہاد ات کے وہ کرشے دکھائے کہ ان کے خـلاف عـام بغـاوت ـوگئی اور اس اجتہاد کی قمیت زندگی دے کرچکائی

اورَ پھر جب حضرت ن (ع) کا دور ہآیا تو لوگوں کو سنت رسول کی طرف اور قرآن کی طرف پلٹا مـیں بـڑی زحمتـوں کا سا ہ کرہ ا پڑا ۔ آپ چاہا کہ ان بد عتوں کوختم کردیا جائے جو دین میں داخل کر دی گئی ہیں ، ـن بعـض لوگـوں چیخنا شروع کردیا "واسنۃ عمراہ" (ہائے عمر کی سنت ختم کی جارہی ہے) مجھے یقین ہے اور میرا عقیدہ ہے کہ جن لوگوں حضرت ـں کی مخالفت کی اور ان سے امادہ پیکار وئے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ لوگوں کو صحیح راستہ پر لاا چاہتے تھے اور ان نصـوص صحیحہ کاپیوا ا چاہتے تھے اور ایک چوتھائی ری تک دین میں جن بدعتوں کا اضافہ کیاگیا تھا اور جو اجتہادات کئے گـئے تھے ان کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے ا س لئے لوگوں مخالفت شروع کردی، کیونکہ لوگوں عموما اور دنیا پرستوں خصوصا اس مـیں بـڑھ پڑھ کر حصہ یا اس لئے یہ لوگ مال خدا کو ذاتی جائداد ا اور اللہ کے بندوں کوغلام ا سو چاندی کاڈھیر ا- کمـزوروں کے معمولی حقوق تک دینے کے عادی وچکے تھے ،

ہم یہ دیکھا کہ مستکبرین ہر ا میں خود رائی کی طرف مائل تھے اور اس کیلئے ڈکا پیٹتے تھ اکہ ہر طری سے اپنا الو سیدھا کریں ۔ ـن نصوص ـــ خواہ وہ قرآنی وں یا رسول کی وں ـــ ان کے اور ان کے مقا ر کے در یـان پہـاڑ بـن کـر حائـل وجاتے تھے ۔

اس کے علاوہ ہر عصر ومصر میں ایسے اجتہاد کے از ار ومددگار بھی پیدا وجاتے ہیں بلکہ مستضعفین بھی ایسے اجتہـاد کـو پسـند کرتے ہیں ، کیونکہ اس میں سہولہ وآسانی ہے اور نص میں پابندی وعدم ر وتی ہے اس لئے سیاسی حضرات اس کو "حکـم ثیـو قراطی"یعنی خدائی حکم کہتے ہیں اور اجتہاد میں کسی قسم کی قید وبند نہیں وتی اسمیں ر ـوتی ہے اس لئے اس کـو "حکـم ڈیمقراطی" یعنی جمہوری کہتے ہیں ۔ پس سقیفہ میں جمع و والے حضرات "حکومت ثیوقرا یہ " کو جس کی بنیاد رسـول اسـلام نصوص قرآنی پر رکھی تھی ، حکومت ڈیمقرا یہ سے بدل دیا ،جس میں پبلک جس کو ا ب سجھے اس کو قائد چن لے حالانکہ صحابہ کلمہ

ڈیمقرا یہ کو تو جانتے ہی نہ تھے کیونکہ یہ عربی نہیں ہے اس کی جگہ نظام شوری کو جانتے وپہچانتے تھے (ا)۔ آج جو لوگ نصی خلافت کو نہیں مانتے وہ نظام ڈیمقراطی کے علمبردار ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں ب سے پہلے اسلام اس نظام کو جاری کیا ہے یہی لوگ اجتہاد وتجدید کے نعرے لگاتے ہیں اور یہ لوگ بڑی حد تک مغربی نظام سے قریب ہیں ، اسی لئے مغربی حکومتیں ان لوگوں کی بڑی تعریفیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ درحقیقت یہی لوگ ترقی پسند مسلمان ہیں ۔

ین شیعہ حضرات حکومت شیوقرا یہ کے قائل ہیں (یعنی خدائی حکومت کے) اور یہ لوگ نص کے مقابلے میں اجتہاد کو قبول نہیں کرتے ۔ یہ لوگ حکومت الہی اور حکومت شورائی میں فرق کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک شوری کا نصوص سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اجتہاد وشوری صرف ان مقامات پر قابل قبول ہے جہاں پر قرآن یا رسول کی نص موجود نہ ہو ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس خدا محمد (ص) کو رسول بنا کر بھیجا اسی ان کو حکم دیا "وشاورھم فی الامر "(پ 4 س 3 (آل عمران) آیت 159) اور ان سے (حسب دستور سابق) کام کاج میں مشورہ کر لیا کرو۔۔۔ ین جہاں تک قیادت بشر (امامت وخلافت) کا سوال ہے اس میں خدا کا حکم ہے " وربکم یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ "(پ ۲۰س ۲۸ (قصص) آیت ٦٨) اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور(جسے چاہتا ہے) منتخب کرتا ہے اور یہ انتخاب لوگوں کے اختیار میں نہیں ہے ۔ پس شیعہ چونکہ رسول خدا کے بعد حضرت ی کی امامت کے قائل ہیں اس لئے وہ نص سے تمسک کرتے ہیں اور اگر وہ صحابہ پر طعن کرتے ہیں تو صرف صحابہ پر جنھوں نص کو چھوڑ کر ذاتی رائے پر عمل کرنا شروع کردیا ، اور اس طرح حکم خدا اور رسول کو ضائع وبرباد کردیا اور اسلام میں اتنا بڑا شگاف پیدا کردیا جو آج تک پر نہ ہوسکا ۔ اور اسی لئے مغربی حکومتیں اور ان کے مفکرین شیعوں کو ناپسند کرتے ہیں اور ان کو ب ورجعت پسند کہتے ہیں ۔ کیونکہ شیعہ قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہتے ہیں جو قرآن چور کے ہاتھ کاٹنے کا زانی کو رجم کر کا جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے اور یہ ساری باتیں ان کی نظر میں

(ا):-ویسے واقعہ یہ ہے کہ جمہوری نظام پر کبھی انتخاب نہیں کیا گیا کیونکہ جن لوگوں ابوبکر کو چنا تھا وہ کسی کبھی طرح عوام کے نمائندے نہ تھے

جنگی پن اور بربریۃ ہیں ۔

اس بحث کے در یان میں بات کو اچھی طرح سمجھ گیا ، کہ دو ری ری ہجری سے اجتہاد کا دروازہ سنیوں کیوں بند کردیا اس لئے کہ اسی اجتہاد امت مسلمہ کو م ائب ،پریشانیوں ،ایسی خونی جنگوں میں مبتلا کردیا جس ہر خشک وتر کو تباہ کردیا ، اسی اجتہاد اس خیر امت کو ایسی پست قوم میں مبتلا کردیا ۔ جس میں لاقانونیت کا دور دورہ ہے ۔جس پر قبائل نظام کی حکمرانی ہے جو اسلام سے پھر جاہلیت کیطرف پلٹ چکی ہے ۔البتہ شیعوں کے یہاں جب تک نصوص موجود ہیں اجتہاد کادروازہ بھی کھلا ہے کسی کو ان نصو ص میں تبدیلی کاحق نہیں ہے اور اس سلسلہ میں شیعوں کی ب سے زیادہ مدد ان بارہ اماموں کی ہے جو اپنے جد (رسول خدا) کے لوم کے وارث تھے کیونکہ ان تمام ائمہ کی روش ایک تھی ،اور ان کہنا تھا : دنیا میں کوئی ای ا مسئلہ نہیں ہے جس میں خدا حکم نہ دیا و اور رسول اس کو بیان نہ کیا و (یعنی ان کے یہاں ذاتی رائے کی گنجائش نہیں ہے)۔اور میں اس بات کو بی سمجھ گیا کہ جب اہل سنت والجماعت ان اصحاب کی اقتداء کی جو ایسے مجتہد تھے ۔ کہ جنھوں احادیث نبوی کو قلمبند کر سے روک دیا تھا ۔ تو غیاب نصوص کی صورت میں یہ لوگ رائے ،قیاس ، استصحاب پر عمل کر کیلئے مجبور وگئے ۔اور ان تمام باتوں سے یہ بھی سمجھ گیا کہ شیعہ ی بن ابی طالب ہی سے وابستہ رہے جو باب مدینۃ العلم تھے " اورجو لوگوں سے کہا کرتے تھے ۔ مجھ سے ہر چیز کے بارے میں پوچھ سکتے وکیونکہ رسول خدا مجھے لم کے ہزار باب تعلیم کردیئے ہیں اور ایک ایک باب سے ہزار ہزار باب میرے اوپر کھل گئے ہیں [1]۔اور نیز شیعہ معاویہ ابن ابی سفیان سے چپک گئے جس کوسنت نبوی کا لم ہی نہیں تھا اگر تھا بھی تو بہت ہی کم ۔ اور یہی معاویہ جو باغی گروہ کا ی ر تھا حضرت ی (ع) کی وفات کے بعد مو نین کا امیر بن بیٹھا اور دین خدا میں اپنی رائے پر اتنا زیادہ عمل کیا کہ اس کے پیشرو اس سے کہیں پیچھے رہ گئے اور اہلسنت حضرات فرماتے ہیں معاویہ کاتب وحی تھا ۔ اور لمائے مجتہدین میں سے تھا میری سمجھ میں بات نہیں آئی کہ جس امام حسن سید شباب اہل الجنۃ کو

----

(۱):تاریخ دمشق ج ۲ ص۴۸۴ حالات حضرت ی ، مقتل الحسین (خوارزمی)ج ۱ ص ۳۸ ،الغدیر (امینی)ج ۳ ص ۱۲۰

زہر سے قتل کرایا و یہ لوگ اس کو کیونکر مجتہد مانتے ہیں ؟ شاید اس کا بھی جواب یہ لوگ دیں کہ یہ بھی اس کا اجتہاد تھا

اس اجتہاد کیا مگر اس میں ن وگئی ۔۔۔

۔ معلوم یہ لوگ اس شخص کو کیونکر مجتہد کہتے ہیں جس امت سے ظلم وجبر کے ذریعہ اپنے لئے پھر اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت لی اور نظام شوری کو شہنشاہی میں بدل دیا ؟ جس شخص لوگوں کو حضرت ن اور ذریۃ مصطفی پر منبروں سے لعنت کر پر مجبور کیا و اور یہ سنت سئیہ ساٹھ سال تک جاری رکھی و اس کو یہ لوگ کیونکر مجتہد تسلیم کرکے ایک اجر کا مستحق قراردیتے ہیں ؟ اور اس کو کاتب الوحی کس طرح کہتے ہیں؟ ۔۔۔کیونکہ رسول اللہ پر 23 سال تک وحی نازل وتی رہی اس 23 سال میں 11 سال تک معاویہ مشرک رہا اور رسول خدا فتح مکہ کےبعد مکہ میں اقامت پذیر نہیں وئے اور معاویہ فتح مکہ کے بعد مسلمان وا اس کے بعد کوئی ایسی روایۃ مجھے نہیں ملی کہ معاویہ مدینہ میں سکونت کی و پھر معاویہ کسی طرح کاتب وحی وگیا ؟ لا حول ولا قوۃ الا با اللہ العلی العظیم

میں وہی دوبارہ سوال پھر دہراتا وں کہ دونوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر تھے ۔ اورکیا پھر معاویہ اور اس کے پیروکار ظالم تھے اور باطل پر تھے حالانکہ رسول خدا دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کردیا تھا ، اگرچہ بعض سنی جو مدعی سنت ہیں اس میں کج بحثی کرتے ہیں اور مجھ پر بحث کے دوران اور معاویہ کا دفاع کر والے حضرات سے گفت وشنید کرنے کے بعد یہ حقیقت واضح وگئی کہ معاویہ اور اس کے پیروکار سنت رسول کے بہر حال پیرو نہیں تھے خصوصا اگر کوئی ان کے حالات پر مطلع وجائے تو اسے بھی اس کا یقین وجائے گا کیونکہ یہ لوگ شیعیان ن سے بغض رکھتے ہیں۔ عاشور ہ کے دن عید مناتے ہیں ، جن اصحاب رسول خدا کو ان کی زندگی میں اذیت پہونچا کران کی زندگی اجیرن کردی تھی ، ان کا دفاع کرتے ہیں ان کی برائیوں کو چھپاتے ہیں ، ان کے اعمال کوجائز قراردیتے کی کوشش کرتے ہیں ۔

بھائی یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ حضرت ن اور اہلبیت کو بھی دوست رکھیں اور ان کے دشمنوں اور قاتلوں کو رضی اللہ بھی کہتے رہیں ؟ کیایہ ممکن ہے کہ آپ خدا اور رسول کو بھی دوست رکھیں اورجو لوگ

خدا اور رسول (ص) کے احکام کوبدل دیتے ہیں اور احکام الٰہی میں اپنی رائے سے اجتہاد وتاویل کرتے ہیں انکا بھی دفاع کریں ؟

جو شخص رسول اللہ کا احترام نہ کریں بلکہ ان پر ہذیان کا اتہام لگائے آپ لوگ کیسے اس کا احترام کرتے ہیں ؟ جو لوگوں کو اموی یا عباسی حکومت اپنے سیاسی اغراض کے پیش نظر امام بنایا و اس کی تو آپ لوگ تقلید کرتے ہیں ؟ اور جن کے اسماء[1] اور تعداد[2] تک کو رسول اللہ معین کرکے بتادیا و ان کو آپ چھوڑ دیتے ہیں ؟ آخر یہ کون سی عقلمندی ہے ؟ جو شخص نبی کی صحیح معرفت نہ رکھتا و اس کی تو تقلید کیجائے اور جو باب مدینۃ العلم و اور بمنزلہ ہارون وا سکو چھوڑ دیا جائے

----

(۱):- صحیح بخاری ج ۴ ص ۱۶۴ ، مسلم ص ۱۱۹ فی باب الناس تبع لقریش

(۲):-ینابیع المودۃ

اہل سنت والجماعۃ کی اصطلاح کا موجد؟

میں نے تاریخ میں بہت ڈھونڈا لیکن مجھے صرف اتنا ملا کہ جس سال معاویہ تخت حکومت پر بیٹھا ب مشفق و کر اس سال کا نام " عام الجماعت " رکھ دیا ۔واقعہ یہ ہے کہ عثمان کے قتل کئے جانے کے بعد امت دوحصوں میں بٹ گئی (1) شیعیان علی (2) پیروان معاویہ اور جب حضرت علی شہید کردیئے گئے اور معاویہ نے امام حسن سے صلح کرلی اور معاویہ امیر المو منین بن گیا تو اس سال کا نام " عام الجماعۃ " رکھا گیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل سنت والجماعت وہ جماعت ہے جو سنت معاویہ کی پیروی کرتی ہے اور معاویہ پر اجتماع کرتی ، اس کا مطلب رسول اللہ کی پیروی کرنے والی جماعت نہیں اسلئے ماننا پڑیگا کہ اہلبیت رسول ہی اپنے جد کی سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں نہ یہ طلقاء ! اس لئے کہ گھر والے ہی گھر کی بات کو زیادہ جانتے ہیں اور مکہ والے ہی مکہ کی گھاٹیوں کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ، لیکن ہم نے ائمہ اثنا عشر کی مخالفت کی جن کے رسول خدا نے نص کردی تھی ،اور بارہ اماموں کے دشمنوں کی ہم نے پیروی شروع کردی ۔

اور اس حدیث کے اعتراف کے باوجود جس میں رسول خدا نے بارہ12 خلیفہ کاذکر فرمایا ہے اور کہا ہے یہ سب کے سب قریش سے ہوں گے ۔ہم جب بھی خلفاء کا شمار کرتے ہیں ۔ چوتھے خلیفہ پر آکر ٹھہر جاتے ہیں ۔ اور شاید معاویہ نے ہم لوگوں کانام جو اہل سنت والجماعت رکھا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علی اور اہل بیت کے لئے اس نے جو لعنت کی سنت جاری کی ہے اس پر لوگ مجتمع ہوجائیں اور معاویہ کی یہ سنت 60 سال تک جاری رہی عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ کوئی اس کو ختم نہیں کرسکا اسی لئے بعض مورخین کا بیان ہے کہ عبدالعزیز اگر چہ خود بھی اموی تھا لیکن بنی امیہ نے اس کے قتل کا پلان آپسی مشورہ سے تیار کر یا تھا ، کیونکہ (اس نے سنت (یعنی حضرت علی پر لعنت) کو ختم کردیا تھا

اے میرے خاندان والو! اے میرے گھر والو ہم کو سب چھوڑ کر حق کو تلاش کرنا چاہیئے ۔کیونکہ ہم بنی عباس کے بھینٹ چڑھائے ہوئے ہیں ہم بزرگوں کے جمود فکری کے شکار ہوئے ہیں ہم تو معاویہ ،عمر وعاص ،مغیرہ بن شعبہ جیسے چالاک ومکار لوگوں کی مکاری وچالبازی کے شکار ہوئے ہیں ۔۔۔ اپنی حقیقی اسلامی تاریخ کو تلاش کرو ۔ تاکہ روشن حقائق تک ہماری رسائی ہو سکے خدا اس کا دہرا اجر دے گا ۔ وکیا ہے تمہارے ہی ذریعہ سے خدا ورسول اسلام کے بعد مصائب میں گرفتار امت مسلمہ کے افتراق کو اتفاق سے بدل دے یہ امت 73 فرقوں میں بٹ چکی ہے ممکن ہے تمہاری وجہ سے پھر ان سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کردے ۔

آؤ آؤ ہم سب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اتباع اہلبیت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوکر امت مسلمہ کو متحد کرسکیں ۔ اہل بیت رسول وہ ہیں جن کی اتباع کا حکم رسول خدا ہم کو دیا ہے اور فرمایا ہے ، اہل بیت سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے ۔ اور ان سے پیچھے بھی نہ رہنا ورنہ ہلاکت تمہارا مقدر بن جائے گی ۔ ان کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا یہ تم سب سے زیادہ عالم ہیں (1)

اگر ہم ایسا کریں گے تو خدا اپنی ناراضگی اور اپنے غضب کو ہم سے اٹھالے گا ۔اور خوف کے بعد ہمارے لئے امن قرار دے گا اور ہم کو زمین پر متمکن بنادے گا اور ہم کو زمین پر خلیفہ بنادے گا اور ہمارے لئے اپنے ولی الامام المھدی (ع) کو ظاہر کردے گا۔ جن کیلئے رسول اللہ (ص) ہم سے وعدہ کیا ہے ، وہ ظاہر ہو کر دنیا کو عدل وانصاف سے اسی طرح پر کردیں گے جس طرح کہ پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی ۔ اور انھیں کے ذریعہ پوری زمین میں خدا اپنے نور کو مکمل کرے گا ۔

(ا):- الدر المنثور (سیوطی) ج ۲ ص ۶۰ ا ر الغابہ ج ۳ ص ۱۲۷ الصوعق المحرقہ (ابن حجر) ص ۱۴۸،۲۲۶ ینابیع المودۃ ص ۴۱ و۳۵۵ کنز العمال ج اص ۱۶۸ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۶۳

مناظرہ کی دعوت

یہ تبدیلی میری روحانی سعادت کا سبب بنی کیونکہ میں نئے مذہب کے انکشاف یا اسلام حقیقی تک رسائی کی وجہ سے ضمیر کی راحت و دل کی فرحت کا احساس کیا اور خوشبو ں مجھے گھیر یا اور خدا کی نعمت ہدایہ و رشاد سے سرشار ہو گیا اور اب میرے دل میں جو خیالات تھے ان کے چھپا پر میں کسی طرح قادر نہیں تھا ۔ چنانچہ میں اپنے دل میں کہا بمفاد آیۃ "واما بنعمۃ ربک فحدث " اپنے دل کی بات کا لوگوں سے بیان کرنا ضروری ہے اور یہ نعمت ایمان تو بہت بڑی نعمت ہے دنیا و آخرت میں نعمت کبری کہلا کی یہی مستحق ہے نیز حق بات نہ کہنے والا گونگ شیطان ہے اور حق کے بعد تو گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے ان باتوں کو سوچتے ہوئے اظہار کرنا ضروری سمجھا اور جس بات نے اس حقیقت کو نشر کر کیلئے میرے شعور کو مزید یقین و پختگی بخشی وہ اہل سنت والجماعت کی اہل بیت سے دور تھی ، میں سوچا کرتا ہے ۔ تاریخ ان کے ذہنوں پر جو جال بچھا رکھا ہے وہ پردہ اٹھ جائے اور یہ لوگ بھی حق کی پیروی کرنے لگیں یہ میری شخصی وذاتی رائے تھی ۔ "كذالک كنتم من قبل فمن الله عليكم "(پ ٥ س ٤ (نساء) آية ٩٤)(مسلمانو) پہلے تم خود بھی تو ایسے ہی تھے پھر خدا تم پر احسان کیا (کہ تم بے کھٹکے مسلمان ہو گئے)

چنانچہ معہد میں جو چار اساتذہ میرے ساتھ کام کرتے تھے میں ان کو دعوت دی ، ان میں سے دو تو دینی تربیت دیتے تھے ، اور تیسرا زبان عربی کا استاد تھا اور چوتھا اسلامی فلسفہ کا استاد تھا اور یہ چاروں قفصہ کے نہیں تھے ، بلکہ ٹیونس ، جمال سوسہ کے رہنے والے تھے میں ان لوگوں سے کہا آپ لوگ اس عظیم موضوع پر مجھ سے بحث کیجئے میں ۔ انپر ہی ظاہر کیا تھا کہ میں بعض چیزوں کو سمجھ نہیں پایا ہوں اور اس سلسلہ میں بہت مضطرب وپریشان ہوں اس لئے آپ حضرات میری رہنمائی فرمائیں ۔ ب

وعدہ کر یا کہ چھٹی کےبعد میرے گھر پر آئیں ے میں ان کو کتاب "المراجعات" پڑھنے کو دیا کہ اس کتاب کا مولف عجیب غریب باتوں کا دعویٰ کرتا ہے ان میں سے تینں توکتاب کو بہت پسند کیا۔ ین چوتھے اُر چہ پانچ نشستوں کے بعد یہ کہ کر لیحدگی اختیار کرلی ، مغرب چاند پر کمند ڈال رہا ہے اور آپ لوگ ابھی تک خلافت اسلا یہ کےچکر میں الجھے ہیں ۔

ہم ایک ماہ کے اندر ابھی کتاب ختم بھی نہیں کی تھی کہ وہ تینوں شیعہ وگئے ، اس سلسلہ میں میں بھی حقیقت تک پہونچنے میں ان کی بڑی مدد کی کیونکہ دوران تحقیق میری معلومات کافی وسیع وگئی تھیں اور میں ہدایت کامزہ چکھ چکا تھا ، اس کے بعد میں عادت بنائی کہ ہر مرتبہ قفصہ کے دوستوں میں سے اور مسجد میں دروس کہنے کہ وجہ سے لوگ مجھ سے رابطہ رکھتے تھے ان میں سے صوفیت کے رشتہ کی بنا پر جن لوگوں سے تعلقات استوار تھے ان میں سے اور بعض ان شاگردوں میں سے جو ہمہ وقت مجھ سے اتصال رکھتے تھے ،ان میں سے کسی نہ کسی ایک کو ہدایت کرتا رہتا تھا اور تبلیغ کرتا رہتا تھااور ابھی ایک سال ہی گزرا تھا کہ ہماری تعداد میں خاطر خواہ اضافہ وگیا ۔ ہم اہلبیت کو اور ان کے دوستوں کو دوست رکھتے تھے ، اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھتے تھے عیدوں میں خوشی مناتے تھے اور عاشورہ کو غم مناتے تھے مجلس کرتے تھے ، جب میں قفصہ میں پہلی مرتبہ محفل عید غدیر منعقد کی تو اسی کی مناسبت سے سب سے پہلا خط اپنے شیعہ وجانے کا السید الخوئی اور السید محمد باقر الصدر کو تحریر کیا اور میرا معاملہ خاص وعام کے نزدیک مشہور وچکا تھا کہ میں شیعہ وگیا وں ، اور آل رسول کے تشیع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا وں اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ میرے خلاف اتہامات والزمات کا سلسلہ بڑے زور وشور سے شروع وگیا ۔ مثلا میں اسرائیل کا جاسوس وں میرا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے دین کے معاملہ میں مشکوک بنادوں ،یا مثلا میں صحابہ کو گالیاں دیتا وں یا میں بہت بڑا فتنہ پرداز وں وغیرہ وغیرہ ۔

دارالسلطنت ٹیونس میں میں اپنے دوستوں راشد الغنوشی اور بعد الفتاح مورو سے اتصال پیدا کیا ان دونوں سے بڑی سخت بحث وئی ۔ ایک دن عبدالفتاح کے گھر بات کرتے وئے میں کہا مسلمان و کے ناطے ہمارے اوپر اپنی کتابوں کا پڑھنا اور تاریخوں کا مطالعہ کرنا واجب ہے

اور میں بلطے ۔ مثال کہا جیسے بخاری میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن وک ۔ عقل قبول کرتی ہے ۔ ۔ دین قبول کر۔ ۔ا ہے بس اتنا کہنا تھا کہ دونوں بھڑک اٹھے ،آپ کون ہیں بخاری پر تنقید کر والے ؟ اس کے بعد میں بہت کوشش کی کہ ان کو قانع کرکے پھر سے بحث کا سلسلہ شروع کروں لیکن ان لوگوں یہ کہہ کر لیحدگی اختیار کرلی : اگر تم شیعہ وگئے و تو ہم تو کسی قیمت پر شیعہ ۔ وں ے اٹھے ۔ پاس اس سے زیادہ اہم کام ہیں ، ہم کو اس حکومت کا مقابلہ کر۔ ا ہے جو اسلام پر عمل نہیں کرتی میں کہا اس سے کیا فائدہ وگا ؟ جب اقتدار تمہارے ہاتھ میں آجائے گا اور تم خود اسلام کی حقیقت وک ۔ پہچانتے وے تو اس سے بھی زیادہ کروے ،مختصر یہ کہ ملاقات کا خاتمہ نفرت پر وا ۔

اس کے بعد تو ہمارے خلاف شدید قسم کے پروپیگنڈے شروع وگئے اور اس میں اخوان المسلمین کے وہ لوگ بھی شریک وگئے جو اسلامی تحریک کے رخ کو نہیں پہچانتے تھے چنانچہ توسط قسم کے ۔ میں انھوں میرے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ یہ شخص حکومت کا ایجینٹ ہے اور مسلمانوں کو ان کے دین میں مشکوک بنانا چاہتا ہے ۔ تاکہ مسلمان جو حکومت کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کررہے ہیں اس سے غافل وجائیں ۔

اخوان المسلمین میں کام کر والے جوان اور صوفیت کا پرچار کر والے بوڑھے رفتہ رفتہ ہم سے الگ وگئے اورہم خود اپنے شہروں میں قبیلہ میں ، رشتہ داروں میں ، دوستوں میں اجنبی وکر رہ گئے اور یہ اند۔ بڑا سخت ہمارے اوپر گزرا ، لیکن خداوند عالم ہم کو ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ دیدیئے چنانچہ دوسرے دوسرے شہروں سے جوان آ ے اور مجھ سے حقیقت کے بارے میں سوال کر ے اور میں اپنی حد بھر انتہا سے زیادہ کوشش کرکے ان کو مطمئن کر کی کوشش کرتا رہا چنانچہ دارالسلطنت قیرادان ،سوسہ ، سید بو زید کے بہت سے جوان شیعہ وگئے اور میں اپنی گرمیوں کی تعطیلات ۔ ا کیلئے عراق جاتے وئے یورپ سے بھی گزرا جہاں اپنے بعض دوستوں سے ملاقات کی جو فرانس یا ہالینڈ میں تھے اور ان سے جب اس موضوع پر بات کی توہ لوگ بھی شیعہ وگئے ، الحمد للہ علی ذلک

جب میں نجف اشرف جاکر سید محمد باقر الصدر کے گھر میں ان سے ملاقات کی اور اس جگہ کچھ دیگر لماء

بھی تھے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور سید رر مجھے آگے بڑھا کر سب سے تعارف کرانا شروع کیا کہ یہ ٹیونس میں تشیع کے پیج ہیں اور اسی کے ساتھ انھوں نے بتایا کہ جب ان کا پہلا خط عید غدیر کی محفل کے سلسلے میں میرے پاس آیا تو میں بہت متاثر ہوا کہ یہ اختیہ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تب میں ان سے شکایت کی کہ میرے خلاف پروپیگنڈے کیئے جا رہے ہیں اور مجھے گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑگئی ہے اور یہ باتیں اب میرے برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہیں !

اس وقت سید اپنے کلام کے درمیان فرمایا : بھائی یہ زحمتیں تو تم کو برداشت کرنی ہوگی کیونکہ اہل بیت کا راستہ بہت دشوار وسخت ہے ایک شخص پیغمبر (ص) کے پاس آکر کہا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں تو آنحضرت فرمایا " تم کو کثرت ابتلاء کی بشارت دیتا ہوں ، پھر اس کہا میں آپ کے ابن عم یعنی ابن ابی طالب (ع) سے بھی محبت کرتا ہوں تو رسول (ص) کہا" میں تجھ کو کثرت اعداء کی بشارت دیتا ہوں ، پھر اس کہا ! میں حسن وحسین کو بھی دوست رکھتا ہوں تو فرمایا " پھر فقر اور کثرت بلاء کے لئے تیار ہوجاؤ ، ہم دعوت حق کے سلسلہ میں کیا پیش کیا ہے ؟ امام حسین علیہ السلام کو دیکھو انھوں دعوت حق کی قیمت اپنی ، اپنے اہل وعیال کی، ذریت وخاندان کی ، اصحاب وانصار کی قربانی پیش کرکے ادا کی ہے اور مرور زمانہ کے ساتھ شیعوں نے جو قربانیاں دی ہیں ،اور آج تک دیتے چلے آرہے ہیں ان کے مقابلہ میں ہم کیا کیا ؟ برادر اس قسم کی پریشانیوں اور راہ حق میں قربانی کی مشقت کا تحمل کرو ، اگر تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی ہدایت یافتہ ہوجائے تو یہ تمہارے لئے دنیا ومافیھا سے بہتر ہے ،

اسی طرح سید مجھے نصیحت کی کہ گوشہ نشینی اختیار نہ کرو اور حکم دیا کہ برادران اہل سنت کے قریب رہو چاہے وہ تم سے کتنے ہی دور ہوں کی کوشش کریں تم ان سے قربت اختیار کرو ۔ نیز مجھے حکم دیا کہ ان کے ساتھ نماز جماعت پڑھوں تاکہ قطع تعلق نہ ہو پائے کیونکہ یہ لوگ اپنے بزرگوں اور واہیات تاریخ کے قربان گاہ پر بھینٹ چڑھاد گئے ہیں ۔ اور لوگ جس سے واقف نہیں ہوتے اس کے دشمن تو ہوتے ہی ہیں

اسی طرح تقریبا السید الخوئی کبھی مجھے نصیحت فرمائی اور سید محمد ن با بائی الحیم کبھی اسی قسم کی نصیحت کی اور برابر اپنے تعدد خطوط میں اس قسم کی نصیحتیں تحریر کرتے رہے جس کا اثر ہمارے نئے شیعہ بھائیوں پر بہت وا ، اس کے بعد مختلف مواقع پر نجف اشرف اور لمائے نجف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا اور میں اپنی جگہ طے کر یا تھا کہ ہر قیمت پر ہر سال گر یوں کی چھٹیاں نجف اشرف میں گزارا کروں اور سید محمد باقر الصدر کے دروس میں شرکت کیا کروں گا کیونکہ اس کے دروس سے میں سے کافی استفادہ کیاتھا ۔اسی طرح یہ بھی طے کر یا تھا کہ بارہ اماموں کی زیارت بھی کروں گا چنانچہ خدا میری تمنا پوری کردی یہاں تک کہ میں امام رضا کی زیارت سے بھی مشرف وا جن کا مزار ایران کے ایک شہر مشہد میں ہے جو روس کی رحدوں سے قریب ہے وہاں بھی میں بڑے لماء سے ملاقات کی اور استفادہ کیا ، سید خوئی جن کی میں تقلیدکرتا وں انھوں خمس وزکاۃ میں تصرف کا وکالتنامہ بھی دیا تاکہ اس سے شیعہ و والے مسلمانوں کی کتابوں وغیرہ سے مدد کرتا رہوں اور میں ایک عظیم کتبخانہ بنا یا جس میں وہ اہم کتابیں بہر حال جمع کردیں جن کی ضرورت بحث کے وقت وتی ہے اس میں سنی وشیعہ دونوں کی کتابیں موجود ہیں اس کا نام " مکتبۃ اہل البیت (ع)" ہے اس سے بہت لوگوں استفادہ کیا ہے ،خداوند عالم میری خوشی کو دگنا اور میری سعادت کو اس وقت دگنا کردیا جب تقریبا پندرہ سال پہلے میں شہر قفصہ کے حاکم سے خواش کی کہ جس ڑک پر میں رہتا وں اس کا نام " شارع الاما م علی " رکھ دیا جائے اور اس قبول کر یا لہذا میں اس کا شکر گزار وں یہ حاکم حضرت ن طرف بہت جھکاؤ رکھتا ہے میں اس کو بطور تحفہ "المراجعات" بھی دی ۔خدا اس کو جزائے خیر دے اور اس کی تمنا پوری کرے ین بعض حا روں اس بورڈ کو ہٹانا چاہا مگر خدا ان وکا نا کا یاب بنادیا ، اور اب دنیا کے ہر گوشہ سے میرے پاس جوخطوط آتے ہیں ان کے پتہ پر "شارع امام ن" لکھا ہوتا ہے اس بارک نام سے ہمارے قدیم شہر کو بہت برکت عطا کی ، ائمہ م صومین او ر لمائے نجف کی نصیحتوں پر عمل کرتے وئے دیگر مسلمان بھائیوں سے عمدا قربت پیدا کرتا وں ، انھیں کے ساتھ جماعت پڑھتا وں جس سے کھینچاؤ میں کافی کمی آگئی ہے اور جوانوں کو اپنی نماز وضو ،عقائد کے سلسلہ میں جب وہ سوال کرتے ہیں تو کافی حد تک مطمئن کردیتا وں ۔

حق کی جیت

جنوب ٹیونس کے کسی دیہات میں ایک شادی میں چند عورتیں آپس میں گفتگو کررہی تھیں کہ فلاں شخص کی بیوی جس کا یہ نام ہے وہ ۔۔۔۔اور ان عورتوں کے بیچ میں ایک بیٹھی وئی بوڑ ی عورت ان کی گفتگو ن رہی تھی کہ فلاں کے ساتھ فلاں کی لڑکی کی شادی وگئی تو اس کو بہت تعجب وا ۔ عورتوں اس بوڑ ی عورت سے پوچھا کہ تم کو اس پر تعجب کیوں ورہا ہے؟ اس کہا میں دونوں کو دودھ پلایا ہے وہ آپس میں بہن بھائی ہیں ، پس پھر کیا تھا عورتوں اپنے اپنے شوہروں سے ذکر کیا اور جب مردوں تحقیق کی وت بات صحیح ثابت وئی ،لڑکی کے والد بھی اعتراف کیا اور لڑکے کے والد بھی کہا کہ اس بڑھیا دودھ پلایا ہے پھر تو دونوں قبیلوں میں قیامت آگئی اور وہ لاٹھی چلی کہ خدا کی پناہ ہر ایک دوسرے پر الزام لگا رہا تھا کہ اس حادثہ کا سبب دوسرا ہے ، اور اب ان پر قیامت آئےگی خدا کا قہر نازل وگا ، مشکل اور اس لئے بھی بڑھ گئی تھی کہ شادی کو دس سال وچکے تھے اور تین بچے بھی پیدا وچکے تھے آخر ان کا کیا وگا ۔ عورت تو سنتے ہی اپنے باپ کے گھر بھاگ گئی اور کھانا پینا چھوڑ دیا ،خودکشی پر آمادہ وگئی کیونکہ وہ یہ صدمہ نہیں برداشت کرسکی کہ اس اپنے بھائی سے شادی کرلی اور اس سے بچے بھی پیدا وگئے اور اس کو ذرہ برابر خبر بھی نہ تھی مارپیٹ میں دونوں طرف کے لوگ زخمی وگئے خدا خدا کرکے ایک شیخ قبیلہ کے بیچ بچاؤ کر پر لڑائی ختم وئی اور اس شیخ دونوں کو نصیحت کی کہ اس سلسلہ میں علماء سے رجوع کرو وکیا ہے وہ لوگ کوئی ایسا فتوی دیدیں جس سے مسئلہ کا حل مل جائے ۔ اب یہ لوگ آس پاس کے بڑے بڑے شہروں میں جا جا کر علماء سے سوال کرتے لیکن جب بھی کسی عالم سے ملاقات کرکے پورا قصہ سناتے تو وہ فورا شادی کو حرام کر دیتا اور میاں بیوی میں علیحدگی کرا کا حکم دیتا کہ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے سے جدا کر دو ، ایک غلام آزاد کرو ۔ دو مہینے کا مسلسل روزہ رکھو اسی قسم کے دیگر فتاوی سے پالا پڑتا ،

وتے وتے یہ لوگ قفصہ بھی پہونچے وہاں کے لما بھی وہی جواب دیا کیونکہ مالکی فرقہ کے یہاں ایک قطرہ دودھ پینے سے نشر رمت وجاتی ہے اس لئے کہ امام مالک کا فتویٰ یہی ہے کیونکہ امام مالک دودھ کا قیاس شراب پر کرتے ہیں جیسے اگر کوئی چیز ایسی و کہ اس کے زیادہ مقدار استعمال کر سے نشہ پیدا ہوجاتا و تو اس چیز کی قلیل مقدار بھی رام وجائے گی ، لہذا ایک قطرہ دودھ بھی نشر رمت کا سبب وگا ۔ن یہاں پر ایک شخص ان لوگون کو تنہائی میں چپکے سے میرا پتہ بتایا اور کہا: اس معاملہ میں تم لوگ تیجانی سے سوال کرو وہ ہر مذہب کو بہت اچھی طرح جانتا ہے میں خود دیکھا ہے کہ اس ان لماء سے کئی مرتبہ بحثیں مناظرہ کیا اور ہر مرتبہ ب کو شکست دے دی۔

یہ باتیں مجھے شوہر اسو وقت بتائیں جب میں ان لوگوں کو اپنے کتب خانہ میں لے گیا اور انھوں پورا واقعہ شروع سے آ ز تک تفصیل کے ساتھ مجھے بتایا اور اس کہا مولانا : میری بیوی خود کشی پر آمادہ ہے میرے بچے آوارہ ورہے ہیں ، میرے پاس اس قضیہ کا کوئی حل نہیں ہے ، لوگوں آپ کا پتہ بتایا اور یہاں آکر جب میں اتنی کتابیں دیکھیں تو خوش وگیا کہ میرا مسئلہ حل وجائے گا کیونکہ میں اپنی زندگی میں اتنی کتابیں کہیں نہیں دیکھیں۔

میں پہلے تو قہو ہ پیش کیا پھر پوچھا کہ تمہاری بیوی کتنی مرتبہ اس عورت کا دودھ پیا تھا اس کہا یہ تو میں نہیں جانتا ۔ن میری بیوی دو یا تین مرتبہ دودھ پیا ہے اور اس کے باپ بھی یہی بتایا ہے کہ وہ دو تین مرتبہ اپنی بیٹی کو اس بڑھیا کے پاس دودھ پلا کیلئے لے گیا تھا ، اس پر میں کہا اگر یہ بات صحیح ہے تو شادی در ت ہے ۔ وہ بیچارہ دوڑ کر میرے قدموں پر گر پڑا کبھی میرا روچہ تا کبھی میرا ہاتھ وچہ تا اور کہتا جات خدا آپ کو نیکی عطا کرے آپ میرے لئے سکون کا دروازہ کھول دیا اور پھر جلدی سے اٹھ کر بھاگا نہ مجھ سے سوال کیا اور نہ قہوہ ہی ختم کیا اور نہ مجھ سے دلیل پوچھی جانے کے لئے اجازت لی تاکہ جلدی سے اپنی بیوی اور بچوں اور قبیلہ والوں کو یہ خبر سنائے ،

۔ن وہ دوسرے دن ساتھ آدمیوں کو لے کر میرے پاس آیا اور ب کو میرے سامنے کرتے وئے ہر ایک کا تعارف کرا ا یہ میرے والد ہیں ، یہ میری زوجہ کے والد ہیں ، یہ دیہات کے سردار ہیں ۔ یہ امام جمعہ

جماعت ہیں ۔ یہ دینی مر شر ہیں ، یہ شیخ عشیرہ ہیں ، یہ مدیر مدرسہ ہیں یہ ب کے ب ۔میرے پاس رضاعت کے مسئلہ کے سلسلہ میں آئے تھے کہ آپ اس کو کیونکر حل فرمایا ؟ میں ب کو کتب اخذ میں یکرآیا اور مجھے ا ید تھی کہ یہ سب مجھ سے جھگڑا کرتے ، میں ب کو قہوہ پیش کیا اور مرحبا کہا : ان لوگوں کہا ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ جب رضاعت کو قرآن رام کیا ہے تو آپ کیسے اس کو حلال کردیا؟ اور رسول فرمایا ہے : جو چیزیں نسب سے حرام وتی ہیں وہ رضاعت سے بھی رام وجاتی ہیں اور امام مالک بھی رام قراردیا ہے !

میں :- میرے بزرگ آپ آٹھ آدمی ہیں اور میں اکیلا وں اگر میں ب سے بحث کروں تو شاید ب کو قانع کر پاؤں اور سارا وقت بحث ۔ اظرہ کے نذر وجائے اس لئے آپ اپنے میں سے ایک کو منتخب کرلیں وہ مجھ سے اظرہ کرے اور آپ سب حکم وجائیں ،آپ کا فیصلہ دونوں کو تسلیم کرنا وگا ۔ ب میری تجویز پسند کیا اور مر شر دینی کا انتخاب اس لئے ہوا کہ وہ ب سے زیادہ اعلم واقدر (قدرت رکھتے)ہیں۔

مر شر:- جس چیز کو خدا ورسول وائمہ رام قراردیا ہے آپ کس دیل سے اسکو حلال قراردیا ہے ؟

میں :- اعوذ باللہ ! بھلا میں ایسا کرسکتا وں ؟ قصہ یہ ہے کہ خدا رضاعت کی آیۃ کو مجمل اشارہ اس کی تفصیل نہیں بیان کی ہے بلکہ تفصیل رسول کے حوالہ کردی ہے اور انھوں کیف وکم کے ساتھ مقصد کو واضح کردیا ہے ۔

مر شر:- امام مالک ایک قطرہ سے بھی نشر رمت کے قائل ہیں ۔

میں :- جی ہاں ! میں جانتا وں لیکن امام مالک تمام مسلمانوں کیلئے حجت نہیں ہیں ور نہ آپ دوسرے ائمہ کو کیا کہیں گے ؟

مر شر :- خدا ان تمام ائمہ سے راضی اور ان کو بھی راضی کرے یہ ب کے ب رسول خدا کی بات کہتے ہیں

میں :- آپ خدا کے سامنے کون سی حجت پیش کریں گے اس بات پر کہ آپ امام مالک کی تقلید کرتے ہیں اور ان کی رائے نص رسول کے خلاف وتی ہے ؟

مر شر:- انھوں حیرت سے کہا سبحان اللہ !

میں یہ نہیں مان سکتا کہ امام مالک جو امام دارالہجرہ ہیں وہ نصوص نبویہ کی مخالفت کرتے ہیں حاضرین کو بھی تعجب ہوا تھا اور انھوں نے میری اس رائے کو بہت ہی عجیب وغریب سمجھا کیونکہ مجھ سے پہلے کسی نے ایسا ریمارک امام مالک پر نہیں کیا تھا میں نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کیا امام مالک کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے؟

مرشد:- مرشد نے کہا نہیں !

میں :- میں نے کہا کیا ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے ؟

مرشد:- کہا ! نہیں بلکہ وہ تبع تابعین میں سے ہیں ۔

میں :- میں نے پھر کہا حضرت علی اور امام مالک میں کون زیادہ قریب ہے ؟

مرشد:- حضرت علی کیونکہ وہ خلفائے راشدین میں سے ہیں !حاضرین میں سے ایک صاحب بولے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ باب مدینۃ العلم ہیں ، میں نے کہا :پھر آپ نے باب مدینۃ العلم کو چھوڑ کر ایسے شخص کی تقلید کیوں کی جو نہ صحابہ میں ہے نہ تابعین میں سے بلکہ جس کی ولادت فتنہ کے بعد اور لشکر یزید کے ذریعہ مدینۃ رسول کے تاراج ہونے کے بعد ہوئی ہے یزید کے لشکر والوں نے جو کچھ کرنا تھا کیا بہترین صحابہ کو قتل کردیا ، ہتک حرمت الہی کی خود ساختہ بدعت جاری کرکے سنت رسول کو بدل دیا ، اب آپ خود ہی سوچئے ان تمام حالات کے بعد ان ائمہ سے آپ کیونکر مطمئن ہو سکتے ہیں ۔جو ظالم حکومت کے منظور نظر تھے اور حکومت کی مرضی کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے ۔

ایک شخص:- اتنے میں ایک شخص بولا : میں نے سنا ہے آپ شیعہ ہوگئے ہیں اور حضرت علی کی عبادت کرتے ہیں ؟اتنا سنتے ہی اس کے بغل میں بیٹھے ہوئے آدمی نے اس کو ایک گھونسا مارا جس سے اس کو کافی تکلیف پہنچی اور کہاچپ ہوجاؤ تم کو شرم نہیں آتی کہ ایسے فاضل شخص کے بارے میں ایسی بات کرتے ہو، میں نے بہت سے علماء کو دیکھا ہے لیکن ابی تک میں نے کسی عالم کے پاس اتنا بڑا کتابخانہ نہیں دیکھا ، یہ شخص جو بات بھی کر رہا ہے بہت اعتماد وبھروسے اور اطمینان سے کر رہا ہے ۔میں :- میں نے فورا اس کو جواب دیا جی ہاں ! یہ صحیح ہے کہ میں شیعہ ہوں ، لیکن شیعہ حضرت علی کی پرستش نہیں کرتے بلکہ وہ امام مالک کے عوض حضرت علی کی تقلید کرتے ہیں جنکو آپ لوگ بھی باب مدینۃ العلم

کہتے ہیں ۔

مرشد:- کیا حضرت ایک عورت سے دو بچوں کی رضاعت کے بعد دونوں کی آپس میں شادی کو حلال کہتے ہیں ؟

میں :- نہیں ایسا تو نہیں کہتے بلکہ وہ فرماتے ہیں : جب رضاعت پندرہ مرتبہ ہوا ہو اور بچہ ہر مرتبہ سیر ہو کر پئے اور پندرہ مرتبہ متواتر پئے درمیان میں کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پئے تو حرام ہے یا پھر اتنا دودھ پیئے کہ اس سے گوشت و پوست اگ آئیں اتنا کہتے ہی زوجہ کے باپ کا چہرہ کھل اٹھا اور اس نے فورا کہا : الحمداللہ!

میری بیٹی نے تو صرف دو یا تین مرتبہ دودھ پیا ہے اور حضرت کے اس قول سے ہم ہلاکت سے بچ سکتے ہیں ان کا قول ہمارے لئے رحمت ہے ہم تو مایوس ہو چکے تھے ۔

مرشد:- اس پر دلیل پیش کیجئے تاکہ ہم مطمئن ہوسکیں ،میں نے السید الخوئی کی منہاج الصالحین پیش کردی اس نے خود باب رضاعت کو پڑھ کر سنایا وہ لوگ خوشی سے پھولے نہیں سمارہے تھے خصوصا شوہر تو بہت ہی خوش تھا ۔ کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ شاید میرے پاس کوئی ایسی دلیل نہ ہو جو ان کو مطمئن کرکے ، ان لوگوں نے مجھ سے عاریتاً کتاب مانگی تاکہ رویت والوں کے سامنے حجت پیش کرسکیں میں نے کتاب دیدیا اور وہ لوگ مجھ سے رخصت ہو کر دعا دیتے ہوئے اور معذرت کرتے ہوئے چلے گئے میرے گھر سے نکلتے ہی میرا ایک دشمن ان لوگوں سے ملا اور ان لوگوں کو لیکر بعض علمائے سوء کے پاس چلا گیا ، بس پھر کیا تھا ، سبھوں نے ان لوگوں کو ڈرانا شروع کردیا کہ میں اسرائیل کا ایجنٹ ہوں اور منہاج الصالحین گمراہ کن کتاب ہے ، اہل عراق سب اہل کفر ونفاق ہیں ، شیعہ مجوسی ہیں یہ لوگ بہنوں سے نکاح جائز سمجھتے ہیں اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے جو میں نے نکاح کو جائز قرار دیا ہے اسی قسم کے پروپیگنڈے کرکے اور ان لوگوں کو اتنا ڈرایا کہ وہ پھر پلٹ گئے اور مطمئن ہوجانے کے بعد منقلب ہوگئے اور شوہر کو مجبور کیا کہ قضیہ کے ابتدائی عدالت کے محکمہ طلاق میں اس قضیہ کو پیش کرے پھر رئیس محکمہ نے کہا آپ لوگ دار السلطنت جائیں اور مفتی الجمہوریہ سے ملیں تاکہ وہ مسئلہ کا حل تلاش کریں چنانچہ شوہر ٹیونس گیا اور ایک ماہ وہاں

قیام پذیر رہا تب مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی اور شروع سے لے کر آخر تک اس پورا قصہ مفتی صاحب کو سنا ڈالا ، مفتی صاحب پوچھا وہ کون سے علماء جنھوں اس شادی کو حلال بتایا ہے اور صحیح کہا ہے ،شوہر کہا ب ہی حرام بتایا ہے صرف ایک شخص تیجانی سماوی ہے جو حلال کہتا ہے مفتی صاحب میرا نام لکھ لیا اور شوہر سے کہا : تم واپس جاؤ میں عنقریب قفصہ کے رئیس محکمہ کو خط لکھوں گا ۔

پھر مفتی الجمہوریہ کا خط آیا اور شوہر کے وکیل کو مطلع کیا گیا اس وکیل شوہر کو مطلع کردیا کہ مفتی جمہوریہ اس شادی کو حرام قرار دے دیا ہے ،یہ سارا قصہ مجھ سے شوہر آکر بتایا جو بہت کمزور ہوچکا تھا تھکن کے آثار اس کے چہرے سے ظاہر تھے اس مجھ سے بہت معذرت کی کہ میری وجہ سے آپ کو بڑی پریشانی ہوئی ۔ میں اس کے جذبات کو سمجھ کر اس کا شکریہ ادا کیا اور مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا کہ مفتی جمہوریہ اس عقد کو باطل کردیا ، میں شوہر سے کہا تم مجھے وہ خط لاکر دو جو مفتی جمہوریہ محکمہ کو لکھا ہے تاکہ میں ٹیونس کے اخباروں میں اس کو شائع کراؤں اور لوگوں کو بتاؤں کہ مفتی الجمہوریہ اسلامی مذاہب سے ناواقف ہے اور رضاعت کے بارے میں علماء کا کیا فقہی اختلاف ہے اس کو وہ نہیں جانتا لیکن شوہر کہا مجھے تو پورے حالات معلوم ہوسکتے خط کا ملنا تو بہت دشوار ہے یہ کہہ کر وہ میرے پاس سے چلا گیا ۔

چند دنوں بعد رئیس محکمہ کا ایک حکم میرے پاس آیا کہ تم وہ کتابیں اور دلیلیں لیکر میرے پاس حاضر ہو اور بتاؤ کہ وہ شادی کیوں کر باطل نہیں ہے؟ میں پہلے ہی سے چند مدارک جمع کررکھے تھے اور ہر کتاب میں رضاعت کی بحث کے اندر ایک نشانی رکھ دی تھی تاکہ میں آسانی ہو چنانچہ میں تاریخ معین پر ٹھیک وقت پر عدالت پہنچ گیا ۔ کاتب الرئیس میرا استقبال کیا اور مجھے رئیس کے کمرہ میں پہونچادیا دفعۃ میں وہاں محکمہ ابتدائیہ کے رئیس ،محکمہ ناحیہ کے رئیس ،جمہور کے وکیل کو دیکھا اور ان کے ساتھ تین ارکان کو دیکھا سب کے سب قضاوت کے مخصوص لباس میں تھے معلوم یہ ہورہا تھا جیسے یہ لوگ کسی قانونی جلسہ میں شرکت کیلئے آئے ہوں۔ اور پھر میری نظر کمرے کے آخر میں پڑی تو دیکھا ایک گوشہ

میں شوہر بھی بیٹھا ہوا ہے ۔ میں نے پہنچتے ہی سب پر سلام کیا سب ہی میری طرف بڑی ترچھی نظروں سے دیکھ رہے تھے بلکہ حقارت کی نظر سے دیکھ رہے تھے جب میں بیٹھ گیا تو رئیس بڑے سخت لہجہ میں مجھ سے کہا : کیا تم تیجانی سماوی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں !

رئیس:- کیا تم اس شادی کے مسئلہ میں جواز کا فتوی دیا ہے ؟

میں :- میں مفتی نہیں ہوں بلکہ ائمہ اور علمائے مسلمین اس شادی کی حلیت وصحت کا فتوی دیا ہے

رئیس:- اسی لئے ہم آپ کو بلایا ہے اور آپ اس وقت ملزم ہیں اگر آپ اپنے دعوی کو دلیل سے ثابت نہ کیا تو ہم آپ کو قید کردیں گے اور آپ یہاں سے سیدھے قید خانہ جائیں گے اس وقت میں سمجھا کہ در حقیقت تو میں ملزم کے کٹہرے میں ہوں اس وجہ سے نہیں کہ میں ایک قضیہ میں فتوی دیا ہے بلکہ اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ بعض علمائے سوء ان کے کام سے چغل خوری کی تھی کہ میں صاحب فتنہ ہوں صحابہ کو گالیاں دیتا ہوں ۔ شیعیت کی ترویج کرتا ہوں اور رئیس محکمہ ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر دو گواہ اس کے خلاف پیش کردو تو میں اس کو جیل میں ڈال دوں گا اسی کے ساتھ ساتھ اخوان المسلمین والوں اس فتوی کو حضرت عثمان کی طرف منسوب کیا تھا ۔اور ہر خاص وعام تک یہ خبر پہونچادی تھی کہ میں بھائی بہن کے نکاح کو جائز سمجھتا ہوں ،اور شیعوں کا یہی عقیدہ ہے یہ باتیں مجھے پہلے سے معلوم تھی کہ جب رئیس محکمہ مجھے قید کی دھمکی دی تو مجھے یقین ہو گیا اور اب میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ میں چیلنج کرکے بہادری کے ساتھ اپنا دفاع کروں ۔میں :- چنانچہ میں کہا: کیا میں بغیر کسی خوف کے صراحت کے ساتھ گفتگو کرسکتا ہوں ؟

رئیس:- ہاں تم گفتگو کرسکتے ہو کیونکہ تمہارا کوئی وکیل نہیں ہے ،

میں سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں میں اپنے کو بعنوان مفتی نہیں پیش کیا ہے ۔لڑکی کا یہ شوہر آپ کے سامنے موجود ہے آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں یہی شخص میرے پاس آیا میرے دروازے کو کھٹکھٹایا مجھ سے سوال کیا اس لئے میرا فریضہ تھا جو میں جانتا ہوں اس کو بتادوں میں اس سے پہلے ہی پوچھا تھا کہ کتنی مرتبہ دودھ پیا ہے ؟ اس مجھے بتایا کہ اس کی بیوی صرف دو ،تین

مرتبہ دودھ پیا ہے تب میں اس کو اسلام کا مسئلہ بتادیا ۔

رئیس :- اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اسلام کو جانتے ہیں اور ہم لوگ جاہل ہیں ۔

میں :- استغفراللہ! میرایہ مطلب نہیں ہے چونکہ یہاں کا ہر شخص امام مالک کا فتوی جانتا ہے اس کے آگے کچھ نہیں اور میں چونکہ تمام مذاھب کو کھنگالاہے اس لئے اس مشکل کا حل مجھے مل گیا ۔

رئیس : آپ حل کہاں سے ملا؟

میں :- جناب عالی ہر چیز سے پہلے کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں ؟

میں :-مذاہب اسلامیہ کے بارے میں جناب کا کیا خیال ہے ؟

رئیس:- سب کے سب صحیح ہیں اور سب رسول خدا سے تمسک کرتے ہیں ان کے اختلاف بھی رحمت ہے ،

میں :- پھر توآپ اس بیچارے پر رحم کیجئے (شوہر کی طرف اشارہ تھا) کیونکہ دوماہ سے زیادہ ہوگیا یہ اپنے بیوی بچوں سے جدا ہے او ربعض اسلامی مذہب میں اس کا حل موجود ہے ۔

رئیس:- (غصہ سے)دلیل پیش کرو ۔ہم نے تم کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت دی تھی تم دوسروں کی وکالت کررہے ہو، میں اپنے بیگ سے سید خوئی کی "منہاج الصالحین " نکالی اور کہا یہ مذہب اہلبیت ہے اور اس میں قطعی دلیل موجود ہے اس میری بات کاٹتے ہوئے کہا : اہلبیت کے مذہب کوچھوڑو ہم اس کو جانتے ہیں نہ اس پر ہمارا عقیدہ ہے ۔

مجھے پہلے ہی سے اس کی توقع تھی اس لئے اہل سنت کے مدارک ومصادر بھی ساتھ لیکر آیا تھا ، اور اپنی استعداد کے مطابق اس کی ترتیب بھی دی تھی پہلے درجہ میں بخاری کورکھا تھا پھر صحیح مسلم اس بعد محمود شلتوت کی کتاب" الفتاوی " اور پھر ابن رشد کی "ھدایت المجتہد ونہایۃ المقتصد" رکھی تھی تیسیر میں ابن جوزی کی تزاد المسیر فی علم التیسیر اور دیگر اہلسنت کے مصادر تھے جب رئیس نے السید الخوئی کی کتاب دیکھنے سے انکار کردیا تو میں نے پوچھا آپ کس کتب پر بروسہ کریں گے ؟

رئیس:-بخاری ! میں نے بخاری نکال کر معین صفحہ کو کھول کر کہا یجئے بسم اللہ پڑھئے !

رئیس :-نہیں نہیں تم ہی پڑھو! میں پڑھنا شروع کیا : فلاں فلاں اور انھوں ام المو منین عائشہ سے روایت کی ہے

کہ وہ فرماتی ہیں : رسول خدا انتقال کیا ان پانچ رضعات یا اس سے زیادہ پر نشر رمت کیا تھا ۔

رئیس مجھ سے کتاب یکر خود پڑھا پھراپنے پہلو میں بیٹھے وکیل جمہوریہ کودیا اس پڑھ کر اپنے بعد والے کو دیا ۔انتی

دیرمیں میں صحیح مسلم نکال چکا تھا ، اور اسی حدیث کو اس میں بھی دکھایا اسے بعد شیخ ازہر کی کتاب الفتاوی کھولی انھوں مسئلہ

رضاعت میں ائمہ کے اختلافات کاذکر کا ہے کہ بعض لماء کا نظریہ یہ ہے کہ پندرہ مرتبہ پینے نشر رمت وتی ہے اوربعض کہا

ہے کہ سات مرتبہ سے نشر رمت وجاتی ہے بعض ۔ پانچ سے اوپر کہا ہے سوائے امام مالک کے کہ جنہوں نص کی مخالفت

کی ہے ۔ اور ایک قطرہ کو بھی نشر رمت مانا ہے اس کے بعد شیخ شلتوت فرماتے ہیں : میں بیچ والے قول کو مانتا وں یعنی سات

مرتبہ یا اس سے زیادہ پیے ،جب رئیس محمکہ ان تمام اقوال پر مرع وا تو بولا :- بس کافی ہے اس کے بعد شوہر سے کہا ابھی جاؤ

اوراپنی بیوی کے والد(خسر) کو لاؤ تاکہ وہ میرے سامنے گواہی دے کہ اس سے دویاتین مرتبہ ہی پیاہے اور ایسا ہے تم آج ہی اپنی

بیوی کو گھر لے جاؤ ۔

بے چارہ شوہر تو خوشی کے مارے اڑاجارہا تھا ،وکیل جمہوریہاور باقی ارکان اپنے اپنے مشاغل کا حوالہ دے کر معذرت چاہتے

وے جا کی اجازت مانگی اور رئیس ب کو اجازت دیدی ۔ پھر جب تنہائی وئی تو میری طرف معذرت چاہتے وئے توجہ

وا اور کہنے ا : استاد مجھے معاف کردو لوگوں آپ کے بارے میں مجھے ن میں مبتلا کردیا تھا ، اور آپ کے بارے میں عجیب

عجیب باتیں کہی تھیں ۔ اب مجھے پتہ چلا کہ وہ ب آپ سے حسد کرتے ہیں اور وہ لوگ مغرض ہیں شرپسند ہیں ،

خوشی کے مارے میرا دل اڑ ا کہ اتنی جاری اتنی بڑی تبدیلی ! میں کہا شکر خدا ہے کہ اس میری کامیابی آپ کے

ہاتھوں میں معین کی رئیس کہا میں ۔ نا سہے کہ اپ کے ۔ پاس بڑا کتابخانہ ہے؟ کا میں دمیری کی "حیاۃ الحیوان الکبری"موجود

ہے ؟

میں :- جی ہاں موجود ہے ۔

رئیس :- کیا آپ مجھے چند دنوں کے لئے بطور ر عاریۃ اس کو دے سکتے ہیں ؟ میں سال سے اس کتاب کی تلاش میں وں ،

میں :-جی ہاں! آپ جب چاہیں میں پیش کردوں ۔

رئیس:- کیاآپ کے ۔ پاس اتنا وقت ہے کہ کبھی میں آپ کے مکتبہ میں آکر آپ سے گفتگو کرسکوں اور استفادہ کرسکوں ؟

میں :-استغفراللہ! میں آپ سے استفادہ کروں گا آپ آزروئے ن وقدرومنزلہ مجھ سے کہیں بلند ہیں میرے پاس فتہ میں چار دن فر ت ہی فر ت ہے میں آپ کے چشم وابروکے اشارہ پر کام کروں گا ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر فتہ میں شنبہ کے دن اجتماع طے پایا ،کیونکہ اس دن رئیس کے ۔ پاس محکمہ کے جلسے نہیں وتے اس کے بعد مجھ سے کہا کہ میرے پاس بخاری ، مسلم، کتاب الفتاوی چھوڑ جائیے تاکہ میں عین عبارت نقل کرسکوں ،اس کے بعد بنفس نفیس خود مجھے اپنے دفتر کر دروازے تک رخ ت کر کیلئے آئے اور میں خدا کی اس دی وئی کا یابی ہر اس کی حمد کرتا وا چلا حالانکہ جب میں داخل وا تھا تو خوفزدہ تھا ،مجھے جیل کی د ملکی دی گئی تھی اور جب ز لا وں تو رئیس محمکہ میرا جگری دو ست بن چکا تھا میرا احترام کر ا تھا ،میرے ساتھ نشست وبرخاست کرنا چاہتا تھا تاکہ مجھ سے استفادہ کرے یہ صرف اہلبیت کے راستہ پرچلنے کی برکت ہے جو بھی اہل بیت (ع) سے متمسک و وہ کبھی ناکا یاب نہیں وا اور جس ان کی پناہ حاصل کرنی چاہی وہ ماموں وگیا ۔

لڑکی کے شوہر اپنے دیہات میں پورا قصہ نقل کردیا اور پھر تو آس پاس کے تمام دیہاتوں میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی بیوی اپنے شوہر کے گھر گئی اور قصہ شادی کے جواز پر تمام وا ۔ اور لوگ میرے بارے میں کہنے ے یہ شخص ب سے بڑا عالم ہے حتی مفتی الجمہوریہ سے بھی زیادہ عالم ہے پھر ایک دن شوہر ایک لمبی سی کار لے کر میرے گھر آیا اور مجھے اور میرے اہل وعیال ب

کو اپنے ہمراہ دیہات چلنے کی دعوت دی کہ اہل قریہ آپ کی آمد کے منتظر ہیں اور استقبال کے لئے تیار ہیں اور خوشی ۔ ۱۰۰ کے لئے تین بچھڑے کاٹیں ے ۔ ین قفصہ میں اپنی مشغویت کی وجہ سے میں معذرت کر لی اور کہا انشاللہ آؤں گا ۔

رئیس محکمہ ُبھی اپنے دوستوں سے پورا قصہ نقل کیا اور یہ بات مشہور وگئی اور خدا مکاروں کی مکاری ختم کردی پھر بعض لوگ معذرت کیلئے آئے ،کچھ لوگ ان میں شیعہ وگئے یہ تو خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے وہ عظیم فضل والا ہے ،

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد و آله الطيبين الطاهرين

تمام شد شب سہ شنبہ 8 بجے شب بتاریخ 29 جنوری سنہ 1990 ء مطابق 2 رجب المرجب سنہ 1410ھ

قم المقدسہ

فہرس

مقدمہ.......... 2

انتساب.......... 4

میری زندگی کے مختصر لمحات.......... 5

کچھ اپنے نام کے بارے میں.......... 7

[illegible].......... 9

کامیاب سفر.......... 21

مصر میں 22

شب کی ملاقات 27

عراق کی پہلی زیارت.......... 35

(جناب)عبدالقادر جیلانی (حضرت امام) موسی الکاظم (علیہ السلام).......... 37

شکوک وسوالات... 44

نجف کا سفر... 50

علماء سےملاقات... 53

سید باقر الصدر سے ملاقات... 63

حیرت وشک... 74

سفرحجا ز 81

ابتدائے تحقیق 94

گہری تحقیق کا آغاز 97

"اصحاب "... 98

شیعوں اور سنیوں کی نظر میں... 98

1:َ- پہلی قسم:- 99

2:- دوسری قسم:-... 100

3:- تیسری قسم:- 100

1:- صحابہ اور صلح حدیبیہ 102

2:- اصحاب اور یوم خمیس (روز پنجشنبہ) 106

3:- اصحاب اور لشکر اسامہ 113

(1) 129

اصحاب کے بارے میں قرآن کا نظریہ 129

1:- آیت انقلاب 131

2:- آیت جہاد 133

3:- آیت خشوع 136

(2) 138

اصحاب کے بارے میں رسول(ص) کا نظریہ 138

1:- حدیث حوض 138

2:- حدیث دنیا طلبی 139

(3) 141

صحابہ کے بارے میں صحابہ کے نظریات 141

1:- سنت رسول کے بدلنے پر خود صحابہ کی گواہی 141

2:- صحابہ نے نماز تک بدل دی 146

3:- صحابہ کی اپنے خلاف گواہی 147

تبدیلی کا آغاز 164

ایک مولانا سے گفتگو 166

اسباب تشیع 178

(1):- خلافت پر نص 178

2:-فاطمہ کا ابو بکر سے اختلاف 181

3:- علی کی پیروی اولی ہے 185

(4) 193

احادیث حضرت علی (ع) کی اطاعت کو واجب بناتی ہیں.. 193

(1) :- "حدیث مدینہ " 193

(2):- "حدیث منزلت " " یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی "................................ 195

(3):- "حدیث غدیر" " من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وآل من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق معه حیث مادار :!"... 195

(4)"حدیث تبلیغ""علی منی وانا منه ولا یودی عنی الا انا او علی [1]۔.. 197

(5):- "حدیث الدار یوم الانذار" " رسولخدا(ص) نے حضرت علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :"..................... 198

(2) "حدیث سفینة " "انما مثل اهل بیتی اهلبتی فیکم مثل سفینة نوح فی قومه من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق "[1] 212

(3)" حدیث سرور" " قال رسول الله : من سرّه ان یحیا حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنة عدن غرسها ربی فلیوال علیا من بعدی والیول ولیه ولیقتدر باهل بیتی من بعدی فانهم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فهمی وعلمی فویل للکمکذبین بفضلهم من امتی القاطعین فیهم صلتی الا انا لهم الله سقاعتی [1]"... 215

نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد 222

اہل سنہ والجماعہ کی اصطلاح کا موجد؟ 230

مناظرہ کی دعوت 232

حق کی جیت 237